

ابن صفحی بی۔ اے 94 جاسوسی دُنیا

شیطان چھسل پول

6/00

جلدے حقوق محفوظ

پلسیرس

ساتواں جزیرہ کے بعد اسی سلسلے کی دوسری کتاب شیطانی جھیل ملا خطر فرمائی۔
ساتواں جزیرہ کی کہانی قاسم کے انوازے شروع ہوئی تھی۔ اور شیطانی جھیل ”کا انتقام“
اس کی باریانی پڑتا ہے.....! شیطانی جھیل سے متعلق اگر اس کہانی میں آپ کو اپنے کسی
سوال کا جواب نہیں کئے تو برہ راست مجھے لکھ بھیجئے اس طرح مجھے اس کے بعد والی
کہانی کا ذھان پختا کر لے میں مدد بھی ملے گی اور آپ ملٹن بھی ہو جائیں گے!

شیطانی جھیل کے بعد بیباکوں کی تلاش ”ملا خطر فرمائی“ کا اس کے بعد جاموسی دنیا
کا ناول ”سہری چنگا ریاں“ پیش کروں گا.....! پھر آپ پہلے ہی کی طرح عمران میرزا اور
جاموسی دنیا کے ناول بالا لائم ام پڑھتے رہیں گے ہادھر ہمیشہ پڑھنے والے مجھ سے اس
بانپر خفارہت ہے میں کہ میں دھڑا دھڑ فریدی کے ناول کیوں لکھ رہا ہوں آخوند عمران کہاں کیا؟
عمران پھر اراہا ہے۔ ملٹن رہیتے ہیں.....!

اس بار کچھ غیب قسم کے خطوط موصول ہوئے ہیں۔ لاہور سے کسی صاحبہ نے اٹھائیں پیسے
کے بینگ لفافے کے ذریعے مجھے مطلع کیا ہے کہ انہیں میری کتابیں بیٹھے داموں فریدی
پڑتی ہیں، یعنی ایک روپیرہ کی کتاب کم بھی ایک روپیرہ آٹھ آنے میں ملتی ہے اور کم بھی ایک
روپیرہ بارہ آنے میں۔! پتہ نہیں ایسا کیوں ہوتا ہے جب کہ کافی تعداد میں کتب لاہور
جائی ہیں!۔ بہر حال میری استدعا ہے کہ کتاب پر جھپی بوئی قیمت سے ایک پیسہ بھی زیادہ
ادا نہ کیتیے اور مجھے اس دوکان کا پتہ لکھ بھیجئے جہاں سے میری کتب مقررہ نیتوں میں لفافے
کے ساتھ فروخت جوئی ہوں۔ دیسے آپ نے اس کا انتقام مجھ سے بینگ لفافے کی

اس ناول کے نام مقام اور
کہانی سے تعلق رکھنے والے
اداروں کے نام فرمائیں

پہلا حصہ : ساتواں جزیرہ

دوسرہ حصہ : شیطانی جھیل

پہلی ... سلطان محمد

پہنچ ... مسعود لاہور

اسدار پبلیکیشنز

زیر انتظام

کتابی دنسیا لاہور

مصنف کی سیکرٹری

سازہ سوچ رہی تھی۔ اخزنڈر کی کوئی کل سیدھی بھی ہے! پھر فوراً یہ بھی سوچتا
 پڑا کہ دیکھنے اب اونٹ کس کروٹ میٹھا ہے! حتی الامکان وہ اسی کے لئے
 کوشش رہی تھی کہ اسے ملندر کے ساتھ کہیں باہر نہ جانا پڑے۔ لیکن وہ تو اس مسئلہ کے
 تفعیلیہ کے لئے اس کے گھر آدھکا اور سازہ کے اخزن پیر بھول گئے۔ وہ ڈر رہی تھی
 کہ کہیں اس کا باپ ہایا نہ بھرے۔

اس کے باپ کو معلوم ہوا کہ سازہ کا باس مکان کے سامنے کھڑا ہے اور اس سے
 ملنا چاہتا ہے تو وہ بھی نہ وس ہو گیا! وہ ڈر کہ کہیں وہ سائزہ کو ملازمت سے الگ کر
 دے سکی الٹا عزم لایا ہے! اس کا خیال تھا کہ سازہ، ایک پسندی پڑپڑی اور خود مسلسل کی
 ہے اس کے سائز کی کا نہاد نا ممکن تھیں تو مشکل نہ زور رہے! وہ خود بھارہ ملازمت
 کر چکا تھا اور ابھی طرح جانتا تھا کہ ملازمت برقرار رکھنے کے لئے آدمی کو بعض اوقات
 خود اپنی ہی نیڑا سے گزنا پڑتا ہے۔ بہر حال جسم ورودح کا رشتہ استوار رکھنے کے لئے
 کی کچھ نہیں کرنا پڑتا۔ خود اس نے پتوار گیری سے نرقی کر کے قافیں گوئی حاصل کی تھی۔
 اور ایک سے دوسرے عمدہ سے تک فاصلہ کس طرح طے ہوا تھا یہ اس کا دل ہی جانتا تھا۔
 اس نے نشست کے کمرے سے جلدی جلدی کاٹا کاٹا اٹھا کر صحن میں پھینکا اور
 سالخوردہ فریخ کی گرد جھاڑنے لگا! اس سازہ سے کہہ دیا تھا کہ وہ اسے چند منٹ

شکل میں لیا ہے..... حالانکہ میں بیچارہ..... خیر احمد آپ کو معاف کرے۔!
 دوسری خط میں سے موصول ہوا ہے۔ نفاذے پر پتہ میرا ہی ہے۔ لیکن نفاذے سے
 برآمد ہونے والا خط کراچی کی کسی صاحبہ کے نام ہے۔... جو سکتا ہے میرا خط ان صاحبہ
 کے پاس پہنچا ہو۔ اگر وہ مناسب تجھیں تو اس غلطی کا ازالہ ممکن ہے!.....

ایک صاحب نے ملکان سے پوچھا ہے کہ عمران عورتوں سے کیوں دور بھائی تباہے
 پھر لکھتے ہیں جہر بانی کر کے عمران کی شادی جو لیاتا فاطمہ والڑیے کر دیں۔ بڑی فوازش ہو گی۔
 بھلا آپ کو اس سے کیا فائدہ ہو گا۔ ماننا کہ آپ کا نام بھی عمران ہی ہے۔ لیکن علی عمران
 کی شادی سے عمران احمد صاحب کو کیا فائدہ ہے پھر گا۔ آپ ہی نہیں اکثر خواتین و حضرات
 کی خواہش دے سکتے کہ فرمیدی، حمیدا اور عمران کی شادیاں کر دی جائیں! لیکن میں اس قسم کے
 مشوروں پر عمل کرنے پر تیار نہیں! اگر یہ لوگ ”بال پتے واری“ میں پڑ گئے تو میرا کیا
 پتے گا۔ ابھی قوان کی ساری لکھنی پر میں ہی قابض رہتا ہوں..... خدا وہ روز بد
 نہ لائے کہ ان کے سہروں کے چھوپ طلبیں۔ آپ بھی ہاتھ اٹھائیے۔ بدھا کے لئے۔

بھائی عمران احمد صاحب آپ خود اپنی شادی کی تکریبی کیے۔ پھر سال بھر کے بعد آگر آپ
 نے علی عمران کی بھی شادی کی خواہش ظاہر کی تو خود رکاردوں گا۔ (ویسے تو قعی ہے کہ چھ ماہ
 بعد ہی آپ شادی کر دیا ہیں ڈال کا قلمہ لگاتے پھر یہی گے۔ شیق رحمان صاحب ہے ممتاز ساقفہ)
 ویکھا حال یہ ہے کہ آپ اس کتاب میں حکیم اقبال صیہی صاحب کی کتاب ”بڑھاپا اور اس

کاسہ بابا“ کا استپنہ پڑھیں گے! میں آپ سے سفارش کرتا ہوں کہ آپ بھی یہ کتاب
 ضرور پڑھیں۔ میں نے بھی پڑھی ہے اور اس میں بیان کئے ہوئے بعض اصولوں سے فائدہ
 بھی اٹھایا ہے.... نہایت آسان اصول میں، اگر سارے اصول اپناتے جائیں تو دعویٰ کے
 ساتھ کہہ سکتا ہوں کہ بول رہے بھی نوجوانوں کی سی تو انائی حسوس کرنے لگیں گے!

”هم... میں - !“ سائزہ پہلا فی -

بتا دے ! ” عبد الغفور نے حلن پر زور سے کر کہا اور اسے پھر کھانی آگئی !

” یہ ہم - نجی - باہر سے جاتا چاہتے ہیں - !“

” جی - ! ” عبد الغفور قلندر کی طرف مڑا۔ آنکھوں میں تحریر امیر استفہام تھا !

” کوئی بھی سیکرٹری کو ساتھ لئے بغیر کہیں باہر نہیں جاتا۔ کیوں کیا میں خلط کہہ رہا ہوں ؟

پھر سیکرٹری دیکھنے کا فائدہ ہی کیا ہے ...“

عبد الغفور اس بار سوچ میں پڑا گیا ! اور قلندر اسے گھوڑا تارہا -

مخوب ہی دیر بعد عبد الغفور نے نیخت منی آواز میں کہا - ” جی میری برادری والے !

” بس بس ! ” قلندر ہاتھ اٹھا کر بولا ! میں سمجھ گیا ! ارزل طبقہ کی برادریاں اب

بھی برقرار ہیں - یہی بات تھی تو لڑاکی کو تعلیم کیوں دلاتی تھی اپنی بھی برادری کے

کسی ٹانگے والے سے بیاہ دیتے - !“

” جی - یہ بات نہیں ! اس نے کچھ کہنا چاہا بلکہ پھر خاص مش روہ گیا۔ سائزہ کا

غصتے کے مار سے بڑا حال تھا ! بس چلتا تو قلندر کامنہ نوح پڑتی - !

” پھر کس لئے تعلیم دلاتی تھی - کیا اس لئے کہ بی اے کی ڈگری سیست اسے اپنی برادری

کے کسی ٹانگے والے کے حوالے کر دو گے - !“

” جی اب میں کیا تباوں ! ” عبد الغفور نے بے بھی سے کہا : -

” صریا یہی مفتضہ تھا کہ دو تباری کھالت کرے۔ اور سنوارا سی کی ہی الہیت

رکھنے والا کوئی لڑکا ہوتا تو اسے ڈھانی صدر دپے ماہوار سے زیادہ کی ملازمت نہ

ملتی۔ بلکن یہاب ساری ہے چار سو روپے ماہوار کا ہی ہے !“

” جی ہاں - جی ہاں ! - میں آپ کا شکر گذار ہوں ! ...“

” شکر گذاری میرے کس کام کی - *

باہر ہی الجھائے رکھے - بارپوہ نشین بیدی کو انکھیں دھکائی تھیں کہ وہ اس کی موجودگی میں بچوں کو کاٹنے کو سے سے اخراج کر سے گی۔

پھر کسی نہ کسی طرح قلندر کا استقبال کر کے نشست کے کرسے میں لا یا تھا - ..!

” آپ ہی عبد الغفور صاحب ہیں ! ” قلندر نے مصافحہ کے لئے پا ہٹا جڑھاتے ہوئے خشک لہیے میں کہا - آپ سے مل کر خوشی ہوئی - !“

” جی یہ ہماری خوش قسمتی ہے - !“

” کہ میں یہاں تشریف لایا - ! ” اس بار اس کا ہمچہ سپہ سے بھی زیادہ خشک تھا !

عبد الغفور نے دانت نکال دیئے اس وقت اس کی لعینہ ایسی ہی حالت تھی جیسے ڈپٹی صاحب کے سامنے اچانک پیشی ہو گئی ہوئی - !“

” سائزہ میری سیکرٹری ہے ! ” قلندر نے بیٹھتے ہوئے کہا !

” جی ہاں - جی ہاں - !“

” آپ جانتے ہیں کہ ایک سیکرٹری کے فرانچ کیا ہوتے ہیں ؟ ”

” جی ہاں - جی ہاں - ؟ ” عبد الغفور جلدی سے بولا - اور کھاننے لگا : ٹی بی کام ریسی تھا اس لئے بھیجانی لمحات اس کے لئے کھانیوں کی لیفارلاتے تھے - !

قلندر نے جب سے رو مال نکال کرنا کہ پر کہ دیا۔ آنکھوں میں گہرا تغیرہ ہیں لے رہا تھا؛ دکھانش چکانو ہا پنپنے لگا۔ سائزہ اتنی روس تھی کہ دور کر اس کے لئے پانی کا

گلاس بھی نہ لاسکی۔ بہر حال وہ ہانپتا اور یہی بھی سے قلندر کی طرف دیکھتا رہا - !“

” تو آپ ایک سیکرٹری کے فرانچ سے واقعہ میں - بلکن آپ نے اپنی لڑکی کی صحیح تربیت نہیں کی - !“

” یہ میں کیا سن رہا تھا - ..! ” عبد الغفور آنکھیں نکال کر سائزہ کی طرف مڑا - ..!

قلندر نہیں تھے ہونٹ پر ہونٹ جاتے سبھا سامنے والی دیوار کو گھوڑا تارہا ! ..

”آپ کیا تشریف لے جائیں!...“
”نومی چار— تم جانتے ہو کہ میں صنعت ہوں!— میرے لئے ماحول کی تبدیلی ضروری ہے!— میں کچھ بہت بھی اہم کتابیں لکھنا چاہتا ہوں..... لیکن سونار کی فضاس کے لئے سازگار نہیں۔“

عبدالغفور سوچتا ہے۔ آبی کچھ نہ بولا! اسر جھکاتے بیٹھا رہا قلندر سے گھور سے جارہا تھا!۔
عبدالغفور سوچتا ہے۔ آدھی پیش فروخت کر چکا ہوں! آدھی تو مینے کے چار دن بھی نہ نکال سکے گی۔ اگر ساتھ کی ملازمت بھی جاتی رہی تو کیا ہو گا۔ بچوں کی فیس کیسے ادا ہو گی؟ واکر کے بلوں کی ادائیگی کیسے ہو گی۔ کسی دوسری تجھے وہ ساڑھے چار سو نہیں حاصل کر سکے گی۔ یہ آدمی صرف اسکی معلوم ہوتا ہے۔ سنکل اور صاف گور دل کا برا نہیں۔ اور اب اس بھی نہیں ہو سکتا! میں نے اپنے بال دھوپ میں محفوظ ہے، ہی سفید لکھتے ہیں۔ صورت دیکھ کر بتا سکتا ہوں کہ کون کیا آدمی ہے۔ برا دری والوں کا کیا ہے..... کون حرامزادہ یہ پوچھتا ہے کہ عبدالغفور مر ہے ہو یا جی رہے ہو۔
بھیم میں جائیں سب اور سب کون سا مجھے اپنی میلی کو ان جا ہوں میں بیانہ نہیں ہے!۔
پالا خراں نے سراٹھا کر چھنسی چھنسی سی آواز میں کہا۔ ”جی بہت اچھا!...“
”ابا جی!“ ساتھ قریب قریب چخنے پڑی۔....
عبدالغفور نے معموم سی آنکھوں سے اس کی طرف دیکھا اور نرم بھے میں بولا۔
”بیانہ نہیں ترقی کر چکا ہے!“

پھر سوچنے لگا کہ اب اسے کیا لکھنا چاہتے۔ اتنے میں ایک جیٹ طیارہ کان پھاڑتا ہوا چھت سے گذر گیا اور عبدالغفور نے تھوک نکل کر کہا۔ ”لڑکیاں آج کل جو ان جہاز اڑاتی ہیں!“
ساتھ نکلا ہوتا دانتوں میں دبکر رہ گئی!۔

بہر حال اب کوئی بہانہ باقی نہیں رہا تھا!..... قلندر چلا گیا!..... لیکن ساتھ بھی گھر میں نہیں مل سکی تھی!۔ کیونکہ اس کے باپ کے فیصلے سے اس کی ماں نے اس حد تک اختلاف کیا تھا کہ کہنے لگی! اس سے بہتر تو یہ تھا کہ تم بیٹی کو چکلے میں بھاٹاتے۔!
باپ جوتا لے کر چھپتا.....! ساتھ یچ میں آگئی اور وہ کھانیوں کی پرواہ کئے بغیر چیخ بیچ کر کھلتا رہا! حرامزادی رجاہل..... تو کیا جانے..... یہ بیانہ نہیں ہے۔
کہتا کی پنجی!“

پوڑھیا چیخ بیچ کر رفت اور عبدالغفور کی سات پتوں کو نوازتی رہی۔!
اور ساتھ ہم سے نکل کھڑی ہوئی..... اسی دن ٹھیک دونجے اسے سونار بھی پہنچا تھا! وہاں سے دونوں اسٹیمپ پر ساختہ سفر کرتے۔!

سامان ہی کیا ساتھ لینا تھا! ایسی میں چند جوڑے کپڑے رکھ لئے تھے۔! اُس کا خیال تھا کہ قلندر عادت کے مطابق اب اس مسئلے پر ہر یہ گفتگو نہیں کرے گا۔ جو بات جہاں شروع ہو کر ختم ہوتی اسے اگے کبھی نہ ٹھاٹھا ایسا معلوم ہوتا ہے وہ اس کے متعلق سب کچھ بھول گیا ہو۔ لیکن اس معاملے کو نہ جانے کیوں دوبارہ چھپا دیجھا!۔

”آخر تک یکوں نہیں جانا چاہتی تھیں میرے ساتھ!“ اس نے پوچھا۔
ساتھ کی تھیج میں نہ آیا کہ کیا جواب دے۔! اور یہ ساتھ جانے پر نارضامندی کی اس کے علاوہ اور کوئی وجہ نہیں تھی کہ چو میں غصتے ہو رہوں اس کے بس کاروگ نہیں تھا۔

”بولو۔ بتاؤ مجھے!“ وہ آنکھیں نکال کر غزا یا!۔

”دراصل۔ مجھے ڈر معلوم ہوتا تھا!“

”مجھ سے؟“ قلندر اچھل پڑا۔

”جی نہیں!۔ اس سے!“

”کس سے ہے؟“

”وہ جو میرا تعاقب کرتا ہے؟“ اس نے آج پہلے پہل قلندر سے اس کا تذکرہ کیا: عین رادی طور پر۔ کچھ نہ کچھ تو بولنا ہی تھا!... یہ بات زبان سے نکل گئی!-

کون کرتا ہے تمہارا تعاقب!“ وہ انکھیں نکال کر بولا!

اور سائرہ کو پوری کیافی شروع سے دہرانی پڑی پھر یہ بھی بتایا کہ وہ کس طرح کیلئے حمید کو ہو کا دے کر نکل گیا تھا اور پھر اس کے بعد سے نظر نہیں آیا تھا!-

قلندر نکوٹری دیر تک کچھ سوچا برہا پھر غصیل آواز میں بولا! تم نہیں سمجھ سکتیں۔

یہ اسی ہر دو دل کی حرکت ہو گئی!“

”نہیں! یہ ناممکن ہے!“

”کیا!“ وہ انکھیں نکال کر غازیا!“ میں خلط کہ رہا ہوں!

”جی نہیں!“ سامانہ بول کھلا گئی!

”میں اسے اچھی طرح جانتا ہوں ایہ حرکت اس نے جھس اس لئے کی تھی کہ تم اُس سے اس کا تذکرہ کرو! اور وہ نہیں اپنا منون کرم بنانے کے لئے تمہاری مدد کا وعدہ کرے! اسے وہ سُور کا بچہ...! میں اسے اچھی طرح جانتا ہوں۔ لڑکیوں سے مفارفنا ہوتے کام ہر بے! اگر ایسا نہیں تھا تو روزانہ دوڑ کر آتا کیوں تھا؟“

”بھی بات تھی!“

”اس پر سامانہ نے اُسے خیز دالا اور قمر بھی بتایا!“

”سب بکواس ہے؟“ وہ بڑا سامنہ بنا کر بولا۔ اس ڈرائی میں زور پیدا کرنے کے لئے یہ حرکت بھی کر سمجھا ہو گا اخود بھی کسی آدمی سے کہہ دیا ہو گا کہ قلندر پھینک کر بھاگ نکلے...!“

”لیکن اگر دنیز لگ ہی جاتا تو؟“

”ایسا ہماری ہے ہو گا کہ لگ سلتا۔ بکیام نے اُس خیز کو ہاتھ میں لے کر دیکھا تھا!“

”جی نہیں!“

”تو اسی پر یقین کر لو جو میں کہہ رہا ہوں!“

ساتھ کش کش میں پڑ گئی اخیز کے بارے میں حمید کارویہ یاد آیا۔ اس نے اس کی قطعی پرواہ نہیں کی تھی۔ حتیٰ کہ اٹھا کر دیکھا تک نہیں تھا! تو پھر کیا قلندر سچ بھی کہہ رہا ہے!

نوی چار سچ پچ بڑی حسین گنجہ ثابت ہوئی۔ حمید سوچ رہا تھا کہ
پہلے کبھی کیوں نہ آیا۔ اس سے بڑی تفسیر گاہ شاندار ملک میں کوئی دوسری
نہیں تھی! لیکن تصریح سے پہلے کام ضروری تھا!۔
اس نے ہوٹل مزنا کو میں قیام کیا اور اسی دن سے کام بھی شروع کر دیا!... لیکن
پہلی ہی منزل پر ناکامی کا مند دیکھنا پڑا۔

تار گھر دلوں نے بتایا کہ وہ خود بھی اس سلسلے میں کافی بیزار ہو چکے ہیں۔ کیونکہ
”تھی مون“ یہاں کسی کا بھی ٹیلیگراف ایڈریس نہیں ہے۔ لیکن اس کے باوجود اس
پہنچ پر تار اسے رہتے ہیں! اور ردی کی ٹوکری کی نذر ہو جاتے ہیں!۔

”کیا کچھ حفظ نہیں ہے؟“ حمید نے پوچھا!

”ہو سکتا ہے۔ میں یقین کے ساتھ نہیں کہہ سکتا!“ پوسٹ مائیٹر نے کہا!

تب حمید نے اسے اپنا کارڈ دیتے ہوئے کہا! یہ بہت ضروری ہے!“
پوسٹ مائیٹر کامنہ کھلا اور پھر بند ہو گیا! اس کی بیٹافی پر سلوٹیں ابھر آئیں۔ راہ
وہ کچھ دیر بعد بڑا یا۔ یہی تو میں کہتا تھا کہ کچھ گڑا پڑا ضرور ہے!“
حمدید چاروں طرف دیکھ کر بولا!“ آپ کسی سے بتائیں گے ہی بھی کہ میں کون ہوں۔

اور کیا چاہتا ہوں۔“

”بھی ہاں۔ قطبی نہیں۔ قطبی نہیں!“ وہ حمید کی آنکھوں میں دیکھتا ہوا پر نظر

لپھے میں بولا۔

معتمر تھا اور اعلیٰ ہوئے ذہن کا آدمی معلوم ہوتا تھا۔!

حمید نے اسے غور سے دیکھا اور اپنی اس حماقت پر افسوس کرنے لگا! جب

میک اپ میں تھاتوا سے اپنی صحیح شخصیت سے اگاہ کرنے کی کیا خود رفت تھی۔

”ہیں مون“ ایک ٹیلیگرا فنک اپنے میں تھا! اس پتے پر تاریخیتے تھے۔ لیکن انہیں

وصول کرنے والا کوئی نہیں تھا! کیا اس پتے پر تاریخیتے والے اس حقیقت سے لا عالم

ہو سکتے ہیں کہ ان کے تاریخیتے نہیں کئے جائے؟ ایسی صورت میں ”ہیں مون“ دالے

تاروں کا سلسلہ ختم ہو جانا چاہیے تھا!۔ لیکن پوسٹ ماسٹر کے بیان کے مطابق وہ اب

بھی آتے رہتے ہیں؟۔

پوسٹ ماسٹر نے جلد ہی دس بارہ تاریں کے حوالے کئے اُن میں دو دونوں

تاریخی ہو جو دفعے جو سینئٹ آئی لینڈ سے کسی موبی نے روائے کئے تھے۔

”میں انہیں لے جانا چاہتا ہوں۔“

”بالکل لے جائیے جناب!“ پوسٹ ماسٹر نے بوکھلا سے ہوئے بھی میں کیا!

میرا خیال ہے کہ آپ مجھے ان کی رسید بھی عنایت کریں گے۔“

”بالکل بالکل۔“ حمید نے کہا اور کاغذ کے ایک ٹکڑے پر مید لکھنے لگا!

”کیوں صاحب!“ پوسٹ ماسٹر بولا۔ پولیس اس سلسلے میں فوج سے بواب تو

نہ طلب کر سے گی۔“

”کس سلسلے میں؟“ حمید نے سر اٹھاتے بغیر چھا!۔

”یہی کہ میں اس معاملے کے کو پولیس کے علم میں کیوں نہیں لایا!۔“

”آپ کیسے سمجھ لیتے کہ پولیس کو ان سے دلچسپی ہو سکتی ہے؟“

”یہی تو... یہی تو...“ وہ سر ہلاکر بولا!

”بس اب اس سلسلے میں قطبی خاموشی اختیار کیجئے! اور اس کے بعد بھی جو تار آئیں انہیں میرے لئے اختیار سے رکھ لیتے ہے!“

”میں یہی کروں گا جناب!۔ یہی کروں گا!۔“

حمدید نے سارے تاریخیت کر بیگ میں رکھے اور وہاں سے چل پڑا۔ کاؤنٹر پر بیٹھی ہوئی ایک لڑکی اسے غور سے دیکھ رہی تھی۔ حمید اس کی طرف دیکھ کر مسکرا رہا تھا۔ اور لڑکی بھی اپنی بے ساختہ قسم کی مسکراہٹ کو دباتی ہوئی دوسری طرف مرکب تھی۔ کوئی اور موقع ہوتا تو شاندار اس کی پیشکاری اسے روک بھی لیتی رہیں۔ میک اس وقت وہ اچھی طرح جانتا تھا کہ یہاں رکنا کسی طرح بھی مناسب نہ ہو گا! ظاہر ہے کہ وہ تاریخیات کو دریئے کے لئے تو بھیجے نہیں جاتے تھے۔ ان کا کوئی منقصہ تھا جو کسی نہ کسی کو ضرور حاصل ہوتا تھا! ہو سکتا ہے تاریخی ہی کسی فرد کے لئے وہ تاریخیات رہتے رہتے ہوں!۔

بہر حال فریدی نے جو کام اسے سونپا تھا اس کی تکمیل ہو چکی! اب اداہ اُس کی بذریعات حاصل کئے بغیر دوسرا قدم نہیں اٹھا سکتا تھا۔ ویسے فاقی طور پر اپنی اس حماقت کا ازالہ تو کرنا ہی تھا کہ اس نے خود کو پوسٹ ماسٹر پر ظاہر کر دیا تھا! اور یہ ازالہ اس کے علاوہ اور کیا ہوتا کہ موجودہ میک اپ ختم کر کے کوئی دوسری وضعیت اختیار کرتا؟ لیکن مسئلہ تھا ہوئیں کا..... مگر تو اس نے دو افراد کی رہائش کے لئے انگلیکی تھا، لیکن خود جس میک اپ میں وہاں متعارف ہوا تھا اس کے علاوہ کسی دوسرے میک اپ رہائش نامکن ہو جاتی!۔

ہٹول پہنچے پہنچتے تھے پر سوچ بھی کئی اور اس نے کاؤنٹر کا رک سے کہا اگر کوئی

مُسٹر پرویز دہاں آئیں اور اسے پوچھیں تو انہیں فوراً اس کے کمرے میں بھجوادیا جاتے۔
کیونکہ وہ اس کے ساتھ قیام ہی کرنے کی غرض سے آ رہے ہیں!

ناستے میں اس نے خیال رکھا تھا کہ کہیں کوئی اس کا تعاقب تو نہیں کر رہا اور ہو ٹول
میں داخل ہوتے وقت قلعی طور پر ملٹن تھا کہ کوئی اس کے پیچے نہیں آپا۔

اپنے کمرے میں بیچ کر کچھ دیر آرام کرنے کے بعد اس نے بابا تبدیل کیا اور میک
اپ میں بھی تبدیل کر کے باہر نکل آیا۔

خنوڑی ویر بعد وہ کاؤنٹر لارک سے کیپن خاور کے متعلق پوچھ رہا تھا!
”آپ مُسٹر پرویز ہیں؟“ کاؤنٹر لارک نے پوچھا۔

”جی ہاں۔ جی ہاں!“

”کیپن خاور کمرہ نمبر سترہ میں آپ کے منتظر ہیں!“

”میں پہلے یہاں کمپنی نہیں آپا کیا آپ کسی کو ساختہ نہ کر دیں گے۔“
”نہ در ضرور!“ کاؤنٹر لارک نے ایک ویز کو اشارے سے بلا کر
کہا! کہہ نمبر سترہ میں لے جاؤ!“

کہہ نمبر سترہ کے دروازے پر رُک کر حید نے دستک دی۔ چند لمحے کھڑا رہا اور
پھر دروازے کو دھکا دے کر اندر چلا آیا۔

اب وہ کیپن خاور سے مُسٹر پرویز پوچھا تھا اور سوچ رہا تھا کہ فریدی کو
اس تبدیلی کی اطلاع دینی چاہیے!“

لیکن اسی ہو ٹول کا فون استعمال کرنا مناسب سمجھا کیونکہ ایکس بیچ پر مشیختے والی
ملڑا کی ان کی گفتگو یعنی طور پر من لیتی!“

شام تک وہ کمرے میں ٹارہا!۔ چچ بچے باہر نکلا!.... سوچ رہا تھا کہ
کہیں سے فون پر سوچنے آئی لیڈر کے ہو ٹول سی سائیڈ سیوں سے رابطہ قائم کر کے

فریدی سے گفتگو کرے۔

یہاں اور کمپنی اچھے ہو ٹول تھے! ڈائرکٹری دیکھ کر ایک کام تھا کہ یاد چاہتا تو
مقامی پولیس اسٹیشن سے بھی فون کر سکتا تھا! لیکن اس کے لئے اسے پھر اپنی شخصیت
ظاہر کرنی پڑتی ہے!

ہو ٹول بھوتی کاروں کے ڈائیگنگ بال میں داخل ہوتے وقت اسے ہو ٹول کے آج
کے تفریجی پروگرام کی ایک کامپنی دی گئی۔ وہ اسے لئے ہوتے ایک میز کے قریب
جا بیٹھا! یہاں تک چلا تو ایسا تھا تک ایک اب سوچ رہا تھا کہ کسی ہو ٹول سے فون کرنا تو بالکل
ہی غیر محفوظ ہو کا کیونکہ سر ہو ٹول کا الگ ایکس بیچ ہوتا ہے.....
اور آپ پریساری گفتگو سنتے ہیں! معاملہ ایسا تھا کہ تفصیل بیان کے بغیرہ پوری
رپورٹ دے ہی نہیں سکتا تھا!.....

”اوپنہ دیکھا جاتے گا!“ وہ دوسرا دن سوچنے آئی لیڈر بیچ جاتے گا۔ اپنے
اس نے ویز سے کافی لانے کو کہا اور ریکریشن بال کے پروگرام کی کامپنی دیکھنے لگا!...
آج ٹو ٹیکسٹ کی رات تھی!.... مخفی ٹو ٹیکسٹوں کے ساتھی ساتھ لہدای ٹو ٹیکسٹ اور
بیچر ٹو ٹیکسٹ۔ وغیرہ کے نام بھی نہ آتے۔ اور اس نے سوچا کہ شام ہیں گذاری جاتے!
ویز کافی رکھ کر چلا گیا تھا!.... وہ کافی پاٹ کاٹ ٹھکن اٹھا کر سوندھی جھاپ سے
لطف انداز ہوتا رہا!.... بھر پالی میں شکر ڈال کر کافی انڈیلے جاہی رہا تھا کہ بیسانہ
چورکن پڑا۔

قلندر بیانی کی سیکریٹری سائزہ اور پری منزلي کے زینے طے کر کے ڈائیگنگ بال
کے فرش پر قدم رکھ رہی تھی!“

حید نے تینی رات انداز میں سیٹی بیانی اور سر کا پھلا حصہ سہلانے لگا!....
اب سائزہ آبسترنہ اہمتر چلتی ہوئی ایک خالی میز کی طرف جا رہی تھی!“

حمدید ملنر تھا کہ وہ اسے بھajan نہ سکتے گی لیکن سوچ رہا تھا کہ یہاں اُس کا کیا کام۔ پتہ نہیں وہ تھا ہے یا قلندر بھی ساختے ہے!

جلد ہی یہ ال جھن بھی رفع ہو گئی کیونکہ اس نے قلندر کو بھی زینے مل کر کے نیچے آتے دیکھا!

کچھ دیر بعد وہ دونوں ایک ہی میز پر نظر آتے! قلندر نے کاؤنٹر کلر کو شاند کچھ پہاڑات پھی دی تھیں!

سائزہ بیزار بیزار می دھکائی دیتی تھی اور وہ دونوں بھی خاموش تھے!

حمدید سوچ رہا تھا کہ کیا یہ اطلاع بھی فریڈی کے لئے دلچسپ ثابت ہو سکے گی؟... لیکن بھلانی کا ان معاملات سے کیا اکثر تعلق ہوا!... پھر اسے

وہ نامعلوم آدمی یاد آیا جو سائزہ کا مقابل کیا کرتا تھا!... اور پھر وہ خبیر ہے کافی ٹھنڈی ہو گئی تھی؛ حمید نے ویسا کو اشارے سے بُلا کر دوبارہ گرم کافی لانے کو کہا اور پاپ میں تباہ کو بھرنے لگا!

دھنڈلی اور ٹھنڈی روشنی میں آزاد کلب کے آرکسٹر ایک ہلکی موسيقی کچھ عجیب سی لگ رہی تھی۔ ذہن کے دھنڈکوں میں بعض بھولی بسری یادیں اپنی مخصوص خوشبوؤں سیست اکبلانے لگی تھیں۔

وہ سائزہ میں کھو یا رہا۔ پھر تازہ کافی آئی تھی اور وہ ہلکی ہلکی چسکیاں لیتے وقت مستقل طور پر سائزہ ہی کوہر کرنے پڑتے رہا تھا۔

اس نے سوچا کہ وہ اسے اپنی طرف متوجہ کرنے کی کوشش ضرور کرے گا! اتنے میں اس نے دیکھا کہ قلندر اس سے جلدی جلدی کچھ کہہ رہا ہے! اور وہ بھی پوری طرح اس کی طرف متوجہ ہو گئی ہے... وہ سر پلا قی رہا اور قلندر دونوں ہاتھ بہلا ہلا کر کچھ کہتا رہا۔ پھر وہ اٹھا اور صدر دروازے سے باہر نکل گیا!

سائزہ وہیں بیٹھی رہی!....

پندرہ میں منت گزر گئے لیکن قلندر کی دالپیزی نہ ہوئی۔

حمدید سوچ رہا تھا کہ مناسب موقع ہے! اور اٹھا کر سائزہ کی میز کے قریب آیا اور نہایت ادب سے بولا! اگر میں خلطی پر نہیں ہوں تو یہ مشہور مصنف جناب قلندر بیابانی تھے!

"جی ہاں۔ آپ کا خیال درست ہے!.... سائزہ جلدی سے بولی اے وہ کچھ بوکھلا سی لگتی تھی۔

"کیا پھر تشریف لائیں گے؟"

"زج...، جی.... پتہ نہیں! " دو اسے خور سے دلکشی ہوئی بولی کیوں نکل دو
برادر اسے نہیں دیکھ رہا تھا!

بے حد افسوس ہے کہ اس وقت ملاقات نہ ہو سکے گی۔ کیا آپ پھر کسی دقت مجھے
ان سے ملا سکیں گی۔؟

”بشرطیکروہ اس پر تیار ہو گئے با۔“ سائزہ نے جواب دیا! اب اس کی چکچا ہٹ باتی
نہیں رہی تھی۔؟

”کیا عام طور پر اپنے ماحون سے ملتا پسند نہیں کرتے۔؟“

”میں تے تو آج تک ہمیں دیکھا کر وہ اپنے کسی پڑھنے والے سے ملے ہوں۔؟“
”کیا انکھاں کر دیتے ہیں؟“

”جی ہاں۔ اکثر ایسے خطوط آتے رہتے ہیں جن میں اس خواہش کا اظہار ہوتا ہے۔
لیکن وہ ہمیشہ جواب بھی لکھوادتے ہیں کہ میں اس کے لئے وقت دنکمال مکون گا!۔“

”بہت بڑے آدمی ہیں!“ ”حیدر نے طویل سافن لی۔؟

”آخر آپ مل کر کیا گریں گے۔ اس سے کیا فائدہ ہوتا ہے۔؟“

”فائدہ تو کچھ بھی نہیں ہوتا۔ لیکن۔؟“

”تو پھر مٹا فضول ہی ہے۔؟....“

”آپ تم صحیح نہیں۔ وہ اتنے بڑے مصنفت ہیں۔؟“

”بس صرف بڑے مصنفت ہی ہیں اور کوئی خاص بات تجوہے ان میں نظر نہیں آئی۔؟“

”آپ ہر وقت دیکھتی رہتی ہیں تا!“ ”حیدر نے یہ دھمکی ہی ہنسی کے ساتھ کہا!

”کیا آپ بھی ہمیں مقیم ہیں؟“ سائزہ نے پوچھا۔

”جی نہیں! بس یو ہی چلا آیا تھا!“

”تمے تو درست ہوتی ہے یہاں کے ماحول سے۔؟“ سائزہ بولی۔

”جی ہاں! کوئی خاص جگہ نہیں ہے۔ آپ لوگوں کو تو ہو ٹول مونا کو میں پڑنا چاہیے تھا!“

”درالصل میں ذاتی طور پر ہو ٹلوں سے قطعی دلپی نہیں رکھتی۔؟“

عذر

۱ عرصہ سے ملنے کی خواہش تھی! ”حیدر نے مضطربانہ انداز میں کہا! یوں
تو ان کی ساری تصانیف بھی پڑھی ہیں اور تھا ویرہ بھی دیکھتا رہتا ہوں!
لیکن ملنا بھی چاہتا تھا.... خابا! وہ ہمیں مقیم ہیں۔؟“

”جی ہاں۔ جی ہاں! میں ان کی سیکریٹری ہوں!.....“
”اوہ بڑی خوشی ہوئی!“ حیدر بڑے مغلصانہ انداز میں کھل اٹھا۔ کیا آپ مجھے
اجازت دیں گی کہ میں کچھ دیر آپ سے اپنے محبوب مصنفت کی باتیں کروں۔؟“

”وہ کچھ چکچا قیچھ مسکرا کر بولی!“ ضرور۔ ضرور۔!
”حیدر کریمی کھسکا کر اسی میز پر جم گیا اور سعادت مندانہ انداز میں بولا۔“ بہت
بہت تکریہ! ساکھہ کچھ نہ بولی۔ حیدر بڑی فشنکارانہ ہمارت کے ساتھ اپنی آداز
کو بدترے پر قادر تھا! کچھ دیر بعد اس نے کہا! ”سمجھ میں نہیں آتا کہ ان کے مغلق
کیا لو چھوں؟ وہ کتنی دیر بعد واپس آئیں گے۔؟“

”کچھ کہا نہیں جا سکتا۔“ یہ بھی ممکن ہے کہ صبح واپسی ہو جا۔ اپنے کسی دوست
کے مکان پر برسج نہیں گئے ہیں!۔ برج کے علاوہ انہیں اور کسی کھیل سے
دلپی نہیں اور یہ دلپی اس حد تک ہے کہ اکثر ساری رات کھیلے رہ جاتے ہیں!

”اوہ۔ اوہ۔“ ”حیدر مضطربانہ انداز میں پاختہ ملتا ہوا بولا!“ ”مجھے

"میں بچہ عرض کر دوں گا کہ کسی اچھے ہوٹل میں ہڑی ہے۔ آپ ایقیناً اسے پسند کریں گی۔
ویسے میرا خیال ہے کہ آپ دلپتی لینا ہمی نہیں چاہتے۔.....!"
"کیوں یہ کیسے کہا آپ نے؟"

ٹھیک ہی کہا ہے۔ میں نے اس وقت آپ کی ہم عمر ساری لاکیاں بریکریشن بال
میں ٹوست کر رہی ہوں گی۔ آپ یہاں بھی ہیں!"
"مجھے ٹوٹسیٹ کرنا نہیں آتا!"
"ٹوٹسیٹ میں کیا رکھا ہے؟ میں موسمی کے انار چڑھاؤ اور لے کے ساتھ جنم کو تھرا کاتی
اور لٹکاتی رہیے۔!"

"مجھے شرم آتی ہے۔ سوچ کر ہمی شرم آتی ہے۔"
"ٹوٹسیٹ ناچ نہیں بلکہ ورزش ہے۔!"
"کچھ بھی ہو؛ مجھے وحشت ہوتی ہے ان چڑوں سے۔!"

"بچہ بھی دیکھ لینے میں کیا ہرج ہے۔ اگر آپ کہیں تو بریکریشن بال کے لکٹ
لاڈوں!"

"جی نہیں شکریہ!"

"آپ واتفقی عجیب میں۔" حمید مسکرا یا۔

"تلندر صاحب اسے پسند نہیں کریں گے۔" وہ بے لمبی سے بولی!
"کمال ہے..... کیا آپ نے ان کے ہاتھ اپنا سوچتا ہوا ذہن بھی فروخت کر دیا ہے؟"
سائزہ کچھ نہ بولی! غالباً سوچ رہی تھی کہ جواب میں اسے کہا کہنا چاہیے۔
ٹھیک اسی وقت حمید سبھل کر بولا؛ "معاف فرمائیے گا۔ مجھے اس حذہ کے تکلف
نہ ہوتا چاہیے..... ہم ابھی ابھی تو ملے ہیں!"

"نہیں نہیں!" سائزہ مسکرا یا۔ "ایسی کوئی بات نہیں!....."

"تو پھر لاڈوں لکٹ!" حمید نے احتمال انداز میں خوش ہو کر لوچا ہے۔
"لایتے۔" وہ اپنے سے بولی اور صدر دروازے کی طرف دیکھنے لگی۔
حمدیدہاں آیا جہاں بریکریشن بال کے لکٹ ملتے تھے۔ دُٹکٹ خریدے اور پھر
والپس آگئیا!

"چلتے ہے؟" سائزہ سے اس نے کہا۔

"کہیں تلندر صاحب والپس نہ آ جائیں۔"

"اوہ نہہ۔ چھوڑ بیتے۔ دیکھا جاتے گا۔ آپ تو میں لکٹ لے آیا ہوں!"

"چلتے ہے۔" وہ لرزقی ہر دوی آواز میں بولی اور اٹھ گئی۔

بریکریشن بال میں خاصی چیل پلٹ تھی۔ انڈس و میلی چاچا چانچ رہا تھا لیکن رفاقتی
اکبی اپنی میزوں سے نہیں اٹھتے تھے! —

ایک دیگر نے ایک خالی میرنگ ان کی رہنمائی کی۔

وہ بیٹھ گئی رہے تھے کہ ایک جوڑا تھرکتا ہوا اپنی میزوں سے اٹھا اور رقص کے فرش
پر چلا آیا۔..... کچھ دیر تک صرف دھی دوفی ناچتے رہے پھر دو مردوں نے بھی اُن
کی تعلیم شروع کی اور دیکھتے ہی دیکھتے پورا فرش بھر گیا۔
سائزہ مند دبانتے ہنس رہی تھی!

"آپ ہنس رہی ہیں حمید بولا!"

"واتھی جھچے ہنسنا زچا ہیئے؟" وہ یہکہ سجنیدگی اختیار کر کے بولی اور دنے
کام مقام ہے..... یہ لٹکیاں جو کل تک پردے میں رہتی تھیں آج یہاں سینکڑوں
مردوں کی موجودگی میں لکھنی بے حیائی سے اپنے جسموں کو حرکت دے رہی ہیں!"

حمدید نے سوچا اب یہ صاحبزادی اخلاقیات پر بود کریں گی۔ لینڈا جلدی سے بولا!

"آپ سب سے پہلے تلندر صاحب کے ناول پڑھ لیتی ہوں گی!"

”جی ہاں!“ وہ نشک بچے میں بولی! میں ہی لکھتی ہوں! لیکن لکھ لینے کے بعد قطعی یاد نہیں رہتا کہ کیا لکھا تھا!—“

”بڑی عجیب بات ہے۔!“

”مجھے کسی قسم کے بھی ناول پسند نہیں۔!“

”یعنی آپ کو ادب سے دلچسپی ہی نہیں۔!“

”یہ میں نے کب کہا ہے۔!“

”تو چرکس قسم کا ادب پسند ہے آپ کو۔!“

”انشا یہ یا چراغنا تیہ۔!“

”یعنی شاعری اور تقدید و غیرہ۔“

”شاعری اور ایسیز۔!“

”کون ساشاعر پسند ہے۔۔۔ آپ کو۔!“

”ہر وہ شاعر۔ جو خالص شاعری کرتا ہو۔۔۔ سیاست! اخلاقیات! یا فلسفے پر بور نہ کرتا ہو!“

”ابھی تو آپ اخلاقیات ہی سے متعلق کچھ کہہ رہی تھیں۔!“

”نشہ میں۔۔۔ ہر چیز کا اپنا الگ مقام ہوتا ہے!۔۔۔ ہمیراں میں بال سیاہ کرنے کی ادویات بلاشبہ ملائی جا سکتی ہیں۔ لیکن میری یا میاٹا نیفائیڈ کی دو امیں ہرگز نہیں ملائی جاسکتیں۔۔۔ ملائی بھی گئیں تو یہ معرفت ثابت ہوں گی!۔۔۔ آپ تو بات اعد کر سکتی ہیں اس مسئلہ پر!“

”جی ہاں۔۔۔ کیوں نہیں؟“

”تو چرا خرض شیرا می پسند جو گا آپ کو۔!“

”مجھے پسند ہے۔!“

”اگر آپ کو شش کریں تو ٹو سیست بھی کر سکتی ہیں! سر سے پاتک نہیں بھی نہیں ہو کر رہ جائے گا!—“

”بھی نہیں شکر ہے۔ آپ ملک خرید چکے ہیں اس لئے صرف دیکھتی رہوں گی۔ دیے اگر آپ ناچنانچا ہیں تو کسی اور کو تلاش کر لیجئے با۔“

”مجھے آج تک ناچھتے کا اتفاق ہی نہیں ہوا۔“

”تو میں پھر خاموشی سے دیکھتے رہیے!—“

”جی ہاں! پھر اور کیا کروں گا!“ حمید نے مردہ سی آواز میں کہا!۔

اور وہ اس کی مشسمی سی شکل دیکھ کر ہنس پڑی۔۔۔ ٹھیک اسی وقت پلیٹ فارم کے سر سے پر کھڑے ہوئے دو ادمی ان کی طرف مولا کر تیری سے میز کے قریب آتے اور حمید نے اپنے داہنے شانے پر کسی محنت چیز کی چھپن حسوس کی!۔

”یریا لو رکنی نال ہے۔۔۔!“ اس آدمی نے کہا جاؤں کے سر پلٹا تھا حمید نے دوسرے کی طرف دیکھا جو سائزہ سے لٹکا کھڑا تھا۔۔۔ ہو سکتا ہے کہ اس کے کوٹ کی جیب میں ریلو اور رہا ہو!۔۔۔ حمید نے سائزہ کے چہرے کا رنگ اڑاتے دیکھا!۔

”دوسرے آدمی اس سے پوچھ رہا تھا!۔۔۔ قلندر کہا ہے۔!“

”میں نہیں جانتی!“ اس نے چھپنی چھپنی سی آواز میں کہا!۔

”تم بتاؤ۔!“ اس بار اس آدمی نے کہا جو حمید سے لٹکا کھڑا تھا!۔

”میں کیا بتاؤں۔۔۔ تم کون ہو! الگ بہٹ کر کھڑے ہو! یہ کیا بد تیری ہے!“

”بلکہ اس کی تو گولی مار دوں گا۔۔۔ یہ ریلو اور بے آواز ہے۔۔۔ کسی کو کافی کافی خوبی نہ ہوگی!“

”لیکن میں کیا بتا سکوں گا کہ وہ کہاں ہے۔۔۔ اس کی سیکرٹری سے پوچھئے!“

”تم کون ہو!“

”عبدالودود!“

"ان لوگوں سے تمہارا کیا تعلق ہے۔"

"کچھ بھی نہیں! کچھ بھی در پر پسے ہماری ملاقات ہوئی تھی!"

"کیوں نکایہ صحیح ہے؟" اس نے سائزہ سے پوچھا۔

سائزہ نے انبات میں سر بلادیا۔

"چلا ٹھوڑا۔ تم دونوں!" اس نے حمید کے شانے پر ہر زید دباؤ ڈال کر کیا۔

"ٹکٹ کے کرائے میں جی بایہ دیکھو!" اس نے اپنے کوٹ کی جیب میں ہاتھ ڈالنے کے بہانے اس کے اس ہاتھ کو جھکٹا دیا جو اس کی کوٹ کی جیب میں تھا اور پھر دوسرے ہی لمحے میں اس کا مٹکا بھی اس کی ناک پر پڑا۔ وہ اچھل کر رقص کے فرش پر جا پڑا۔ دوسری طرف المٹا ہاتھ اس آدمی کے ہند پر ٹکٹا جو سائزہ کی پیشت پر کھڑا ہوا تھا!۔ چھر ریکھنیشن بال میں اچھا خاصا ہنگامہ برپا ہو گیا! وہ دونوں باقاعدہ طور پر حمید پر چھپٹ پڑے تھے۔ سائزہ دیوار سے بلکی کھڑی ہڈیا فی انداز میں پھینے جا رہی تھی!

۲ سائزہ کی بد حواسی پڑھتی رہی! لیکن اس کے باوجود بھی خود پر تابوپانے کی کوشش کر رہی تھی۔ کی بارہ سختی سے دانت پر دانت جاتے۔ لیکن آواز تھی کہ نسلے ہی جا رہی تھی وہ چیخنی رہی اور بال میں ہنگامہ برپا رہا۔

پھر دفتاً چاروں طرف اندر چڑھا گیا۔ بال کے سارے بلب بجھ گئے تھے۔ اس کے بعد اس کی چیخی بھی گھٹ کر رہ گئی تھیں، خود بخوبی بلکہ اندر ہر سے میں کسی کا پا تھا اس کے پڑھا اور سختی سے جم گیا تھا!..... چھر اس کے پر بھی زمین سے اکھڑا گئے تھے۔ کسی نے اسے اپنی کمر پر لاد لیا تھا! یہ سب کچھ اچانک پروانہ اس لئے اس کے اعصاب سے برداشت نہ کر سکے اور اس کا ذہن بھی تاریکیوں میں ڈوب گیا۔

دوسری بار ہوش آئے پر غصوں ہوا جیسے دہ کسی کاڑی میں سفر کر رہی ہے؛ ابھن کی

"تیز آواز کاں کے پردے پھاڑ رہی تھی!....

اس نے اٹھنا چاہا لیکن کامیاب نہ ہوئی کیونکہ دونوں رات پیش پر بند ہے ہوتے تھے اور وہ بائیں کروٹ پڑی ہوئی تھی!۔ اس نے چھیننا چاہا لیکن آواز نہ نکلی اور ساتھ ہی غصوں ہوا کہ منہ میں حلقت تک پڑا ٹھوڑا دیا گیا ہے!... اب تو اس کا دم گھٹنے دگا! اسی غصوں ہونے نے لگا جیسے مخنوڑی ہی ویر میں جان نکل جاتے گی!۔ چھر اس نے یہی مناسب سمجھا کہ اپنا دھیان بیاتی رہے۔ لیکن یہ ہوا کیا؟۔ وہ دونوں کون تھے اور کیا چاہتے تھے! اس بیچا رے کا پتہ نہیں کیا حشر ہوا ہو!۔ کیا یہ لوگ قلندر کے دشمن ہیں؟ اور اس دشمن کی نویعت کیا ہے؟۔ لیکن آخر سے کیوں پکڑا گیا ہے؟۔ یہ لوگ اس سے کیسا برتاؤ کریں گے۔

ذہن سوچنے کے قابل ہتا تو ٹھکھی بندہ گئی! بری طرح رعشہ پڑا گیا تھا سارے جسم میں!۔ ابھن کی تیز آواز ذہن پر میغور سے چلا ترقی رہی!۔ خدا خدا اکر کے کاڑی رکی اور کسی نے پھر سے اٹھایا!۔۔۔ کھلی فضائی خلکی اس نے اپنے چہرے پر غصوں کی! لیکن آنکھیں کچھ زیادہ نہ دیکھ سکیں کیونکہ پاس پر بھی اندر چراہی تھا!

کچھ دیر بعد اس نے خود کو ایک عمارت میں پایا۔ یہ کافی کشادہ کمرا تھا اور سیلفیت سے سچایا گی تھا! ایک آدمی نے اس کے حلق سے کپڑا نکلا۔۔۔ چھر سے ایک آرام کرسی میں ڈال دیا گیا۔۔۔ کچھ دیر بعد مکر سے میں اس آدمی کے ٹلاوہ اور کوئی نہیں رہ گیا تھا! اور دو خاموشی سے اسے گھور سے جا رہا تھا!۔۔۔ لیکن یہ ان لوگوں میں سے نہیں تھا۔

یہ ان لوگوں میں سے نہیں تھا جنہوں نے بول میں ہنگامہ برپا کیا تھا۔ سائزہ کے حلق میں کامنے پڑا گئے تھے اور کپٹیاں ستارہ رہی تھیں، آنکھوں کے سامنے اندر چراہا آتا جا رہا تھا!۔۔۔ دفتاً وہ آدمی میز کی طرف بڑھا ہیں پر پانی کا جگب اور گلاس رکھا ہوا تھا۔ اس نے گلاس میں پانی انڈیا اور خاموشی سے سائزہ کی طرف بڑھا دیا۔

گلاس لینے و فت سائزہ کا باختہ بڑی طرح کا پرہا تھا اور گلاس پر گرفت مضمبوط ہوتے کے باوجود دوہ محسوس کر رہی تھی۔ جیسے گلاس باختہ سے چسلا جا رہا ہوا۔

بدقت تمام اس نے چند گھونٹ حلق سے انار سے اور گلاس باختہ میں لئے سر جھکھاتے ملیجھی رہی! اس آدمی نے گلاس اس کے باختہ سے لیتے ہوئے نرم لہجے میں کہا۔ کافی تیار ہو رہی ہے۔ آپ اسے پی کر سکون محسوس کریں گی!

لہجے کی نرمی نے سائزہ کو اس کی طرف دیکھنے پر مجبور کیا اور دراز تر اور جسم آدمی تھا جبڑے بھاری تھے اور باتیں جبڑے پر زخم کا گہر انداشنا تھا!

”پریشان ہونے کی ضرورت نہیں!“ اس آدمی نے اسے اپنی جا ب متوجہ پا کر کیا۔“ آپ بُرے آدمیوں میں نہیں ہیں ام۔“

”لیکن۔۔۔ لیکن۔۔۔!“ سائزہ بھکلانی۔۔۔

”ہاں۔۔۔ ہاں۔۔۔ لکھنے۔۔۔ ورنے نہیں۔۔۔ ہماں آپ کو کوئی نقصان نہیں پہنچ سکتا!“

”خجھے ہماں اس طرح کیوں لایا گیا ہے؟“

”ابھی معلوم ہو جاتے گا۔ آپ پہلے کافی پی لیجئے ا۔۔۔ اس طرح آپ سکون سے گفتگو بھی کر سکیں گی۔۔۔!“

سائزہ کچھ نہ بولی۔۔۔ اس کی تجویز میں نہیں آرہا تھا کہ ہماں آپنی ہے! تھوڑی دیر بعد ایک بڑھی عورت کافی کی طرف سے لائی۔۔۔ دراز قد آدمی نے اس سے ایک پیالی بناتے کو کہا! اور خرد و صبری طرف دیکھنے لگا۔۔۔ اس کے انداز سے بالکل ایسا ہی معلوم ہو رہا تھا جیسے کوئی خاص بات ہی نہ ہو! سائزہ ایک معزز ہماں کی حیثیت سے ہماں آپی سو اور اب وہ اس کی بذریات کر رہا ہو!۔۔۔ کافی پی کر اس نے سچ پچ

کافی سکون محسوس کیا! اور اب وہ یہ جانتے کے لئے بے پین تھی کہ وہ یہ اسرار آدمی اس سے کیا چاہتا ہے۔

”میں آپ کو زیادہ دیرا جھن میں نہیں رکھنا چاہتا!“ دہ کچھ دیر بعد بولا۔۔۔ آپ کب سے قلندر کے ساتھ کام کر رہی ہیں!

”چھ ماہ سے!.....“

”کی کرتی ہیں۔۔۔!“

”اپنے نادلوں کے مسودے ڈکٹیٹ کرتا ہے۔۔۔“

”ہوں!“ دہ کمی سوچ میں پڑ گیا!

”میں یہ پوچھ رہی تھی کہ تجھے اس طرح ہماں لانے کا مقصد کیا ہے۔۔۔“

”میں نے اس طرح نہیں لانا چاہا تھا! میرے آدمیوں سے غلطی ہوتی۔۔۔ انہوں نے سخت بد تیزی سے کام لیا انہیں اس کی مزاجیں رہی ہے! اگر یقین نہ ہو تو میرے ساتھ آئیے۔۔۔ دکھا دوں آپ کو!“ دہ اٹھ گیا سائزہ بھی غیر ارادی طور پر کھڑی پر گئی اور اس کے ساتھ چلتے ملی!۔۔۔ وہ دوسرے کمرے میں آئے۔ اور سائزہ نے ان دونوں کوچھت سے الٹا لٹکا دیکھا جنہوں نے ہوٹل میں بہنگا مرپا کیا تھا۔۔۔ قریب ہی ایک آدمی ہنڑ لئے کھرا تھا!

”انہیں اس کی مزاجیوں کی طرف دلے گی!“ سائزہ کے ساتھ والے آدمی نے کہا اور وہ دونوں گز کر دانے لگے۔۔۔ لیکن وہ انہیں کوئی جواب دیتے بغیر دروازے کی طرف مڑ گیا۔۔۔ سائزہ بھی اس کے ساتھ ہی پہنچے والے کمرے میں آئی۔۔۔

”بیٹھنے!“ اس نے آرام کر سکی طرف اشارہ کرتے ہوئے کہا۔۔۔ ان یہ نہتوں سے لپا لیا تھا کہ آپ سے قلندر کے متعلق معلومات حاصل کریں اور اگر کسی طرح ملکی قوت تو آپ کو ہماں تک لا لیں۔۔۔ لیکن اس کا پر گز یہ مطلب نہیں تھا کہ اس طرح لائیں جیسے لائے ہیں!۔۔۔

”آخر آپ پاہستے کیا ہیں!“ قلندر صاحب کے بارے میں کیا معلوم گرنا چاہتے ہیں!

"پہلے آپ مجھے بتائیے کیا آپ کو انپے وطن سے غبت ہے۔"

"کہے کیوں نہیں؟"

"تو پھر آپ وطن کے لئے کیا کر سکتی ہیں ا....."

"جان تک دے سکتی ہوں!" ساتھ نے کسی قدر جوش کے ساتھ کہا!

"مجھے بھی تو حق تھی۔ میں آپ کے چہرے پر دیانتداری کا نور دیکھ رہا ہوں! آپ ایسی ہی محب وطن معلوم ہوتی ہیں کہ وطن کے لئے سب کچھ قربان کر دیں!"

وہ خاموش ہرگز کیا اور ساتھ اسے حیرت سے دیکھتی رہی آخر وہ کہنا کیا چاہتا ہے دغتادہ کسی زخمی بھیڑی سے کی طرح غرایا! قلندر اخدار ہے۔ وطن فروش ہے!....

"یہ آپ کیا کہہ رہے ہیں؟" ساتھ بوكھلاتے ہوئے انداز میں بولی ہے۔

"میں غلط نہیں کہہ رہا ابھی نہ لگا۔" اب اس کا ہجھ پھر پہلے ہی کی طرح نرم تھا!

"مجھے حیرت ہے۔"

"غدار اپنے گلے میں تختیاں نہیں نہ کاتے پھرتے۔ وہی ہوتے ہیں جن کے متعلق سوچا بھی نہ جاسکے۔ وہ ایک غیر ملک کے لئے جا سوئی کر رہا ہے۔"

"میرے خدا! ساتھ اچھل پڑی!

"بھی ہاں۔"

"تت۔ تو آپ کون ہیں؟"

"میں اپنے متعلق کیتا ووں...! اچھا تبا ووں گا!... لیکن آپ کو اسے راز رکھنا پڑے گا!"

"میں تیار ہوں! کسی سے بھی نذر کر نہیں کر دیں گی!"

"یوں نہیں!۔ ٹھریے! اس نے کہا اور میز کی دراز کھول کر ایک چوٹا سا توپی پر چم نکالا پھر اسے ساتھ کی طرف بڑھاتا ہوا بولا۔ اسے ہاتھ میں لے کر رازداری

۲۸

۲۹

کی قسم کھایتے۔"

ساتھ چند لمحے کھوچتی رہی پھر پر چم ہاتھ میں لے کر رازداری کا حلف اٹھایا۔ اور

"اچھا تو سنئے۔ میں سیکریٹ صرمن کا سپیف ہوں!... قلندر کے سلسلے میں تفتیش

کر رہا ہوں لیکن بعض دشواریوں کی بنا پر اس کی نفل و حرکت پر نظر رکھنا ہمارے لئے

قریب قریب ناممکن ہوتا جا رہا ہے۔ لہذا آپ آپ کی مدد کی ضرورت ہے!"

"مم۔ میں۔ بھلا میں کیا کر سکوں گی!"

ابھی کچھ دیر پہلے آپ کہہ رہی تھیں کہ وطن کے لئے جان بھی دے سکتی ہیں!

"وہ تو ٹھیک ہے۔ لیکن اس سلسلے میں کیا کر سکوں گی؟"

"قلندر کو پوری طرح اپنے اعتماد میں لینے کی کوشش کیجئے! اور اس کی صرمنیات

سے ہمیں باخبر رکھتے ورنہ اگر وہ اپنے مقاصد میں کامیاب ہو گیا تو یہ ایک بہت بلا تو قعستان ہو گا!"

ساتھ کافی دریتک اس مسئلے پر غور کرتی رہی! پھر اس نے بامی بھر لی! اور کہا

"آپ میں تھمی کروہ اپنے یہاں کیٹیں حیدر کی آمد کیوں سینڈ نہیں کرتا تھا؟"

"اس کا کیا تقدیر ہے؟" وہ چونکہ بڑا۔

ساتھ نے تھا اور اور جیسی آدمی کی گشتدگی کی کہانی دہراتی ہے وہ غور سے سنتا رہا

پھر بولا! یہ اچھی بات ہے کہ حکمرہ سماں غسانی والے بھی اس کی طرف متوجہ ہو گئے ہیں۔

لیکن دیکھتے آپ اس معاملے کا تذکرہ کیٹیں حیدر یا اس کے چیت کرنل فریدی سے نہ

کیجئے گا۔ ہمارے غلکے الگ الگ ہیں! خصوصیت سے ہم سیکریٹ صرمن والے کسی

پر بھی اپنی شخصیت ظاہر نہیں کر سکتے!"

"بھی ہاں! میں جانتی ہوں! میں نے اس کے بارے میں کہیں پڑھا تھا!"

پھر وہ ساتھ کو بتانے لگا کہ وہ کس طرح اس سے رابطہ قائم رکھ سکے گی۔ اور وہ

اس طرح وقتاً فوتاً اس سے مفارکے گا!

کچھ لوگ چاروں طرف پوچھ چکرتے رہتے تھے! حمید نے نہایت اطمینان سے
جیب سے وہ اسپرنگ نکالے جنہیں ناک کے نھتوں کے اندر فٹ کر لینے سے ناک
کی دل اور راستہ جاتی تھی!..... اور اپری ہونٹ بھی اس طرح سکڑ جاتا تھا کہ دانت
نکرانے لگتے تھے!

چھان بین کرنے والے کئی لوگ اس کے قریب سے بھی گذرے لیکن کمی نے
بھی خصوصیت سے اس کی طرف تو جو نہ دی!

دہ سارہ کے متعلق سورج رہا تھا اور روشنی ہو جانے پر وہ آس پاس نہیں دکھائی
دی تھی۔ یہاں ڈائنسنگ ہال میں بیٹھ کر بھی اس نے اسے دیکھنیشناں ہال سے برآمد
ہوتے نہیں دیکھا تھا۔ مکن ہے اپنے کمرے میں جلی گئی ہو!

کافی پی کروہ پھر راستہ اور دوبارہ رٹکٹ سے کر ٹینتا پہاڑیکشناں ہال میں آیا۔
یہاں پولیس اگئی تھی!۔ ایک طرف پوچھ چکھا ہوئی تھی اور دوسری طرف تلوو شو جاری
تھا!۔ سارہ کمپی نہ دکھائی دی۔ اس نے سوچا کہ اونٹری پر کمرے کا نہ معلوم کرنا چاہیتے
لہذا سورجی دیر دہاں پڑ کر پھر ڈائنسنگ ہال میں آگئیا!

کاؤنٹر لکر سے پوچھا: کیا آپ مجھے قلندر بیابانی صاحب کے کمرے کا نہ بتتا
سکیں گے؟

ایک آدمی جو اس کے قریب ہی کھڑا ہوا تھا کا اونٹری لکر سے بولنے سے پہلے
ہدل پڑا۔ چلتے میں بھی وہیں جا رہا ہوں!

حمدید نے اسے پیچے سے اپنے تک دیکھا۔ دبلا پہلا اور متوسط قد والا آدمی تھا...
لکھیت ایسی ہی تھی کہ پہلی نظر پڑنے کے بعد دوسری غیر ضروری ہوتی!۔

چلتے!۔ "حمدید نے لاپرواٹی سے کہا:

وہ زینتے ٹے کر کے دوسری منزل پر آتے اور حمید کا ساتھی پہلی راہداری میں ہلگا!

وابسی

اندر چڑھ جانے کے بعد حمید مختلف قسم کی چیزیں ستارہا!۔ کئی لوگ
دور تے ہوتے اس سے ٹکڑائے تھے لہذا فرمی طور پر اسی میں ہافت
نظاراں کے دیوار سے لگ کر کھڑا ہو جاتے۔!

خرا وار خرا وار کی صدائی سے ہال گوئی رہا تھا! کئی نسوانی چیزیں بھی اس نے سئی
تھیں! دفعتاً مانگی و فون پر کسی نے کہا! دروازے بند کر دیئے گئے ہیں۔ فیوز باندھا جا
رہا ہے۔ آپ وک جہاں بیں وہیں ٹھہریں!

حمدید نے سوچا یہ تو بہت بُرا جواہ پر سکتا ہے!..... لوگوں نے اسے ان دونوں پر
گھوٹے برساتے دیکھ لیا ہوا۔ اور روشنی ہونے پر اسے یہاں جی لیں لہذا وہ بڑی رحمت
میں پڑ جاتے گا!

چرکیا کرنا چاہیتے ہے!۔ وہ دیوار سے لگا کھڑا سوچتا ہا!۔ اتنے میں روشنی ہو گئی!۔
لہیں اس کی طرف کوں دھیان دیتا!۔ لوگ تو ان لوگوں پر ٹوٹ پڑے رہے تھے۔
جیتوں تے اندر ہر سے قائدہ اٹھا کر دہاں دوسری ہی ہو گیاں شروع کر دی تھیں!
حمدید نہایت اطمینان سے ڈائنسنگ ہال میں پڑا آیا!

کمی میزی خالی تھیں۔ ایک پر نہ صرف جم گیا بلکہ بیٹھتے ہی اس انداز میں کافی طلب
کی۔ یہی اس دروازے میں عخفی ہلکی تفریجات میں وقت گزارا ہوا!

وہ پرائیورٹ سیکرٹری نسل۔.... کچھ دریاس سے بھی باقی میں رہیں اس نے وعدہ کیا کہ مل ملا وادی بھی پھر میں اسے ریکریٹیشن بال میں لے گیا! وہاں دو آدمیوں نے ریالور کی نالیں چھا کر قلندر صاحب کا پتہ پوچھا۔ سیکرٹری نے لاطی ظاہر کی!.... وہ ذبیر علی پر آمادہ ہوئے۔ میں لے گیا تھے میں اندر چڑھا ہی ہو گیا! پھر جو روشنی ہوئی تو وہ محترم خاتب تھیں۔ میں نے سمجھا اس امداد پر کمرے میں پلی گئی ہوں۔ کمرے کا غیر معلوم کر رہا تھا کہ تم پلک پڑے۔ اور اب تم بھی ریالور دکھار پہنچو! دوست! مگر تم تو نہیں تھے اس کے ساتھ ریکریٹیشن

بال میں!—“
” میں ہی تھا!—“
” سُرگز نہیں!.....“
” تم اخیر بکون! اور تمہیں کیا حق حاصل ہے کہ مجھ سے اس طرح پوچھ کر دو!—“
” میں اس بول کا خانگی سماں گزرا ہوں۔ بسجھے!—“
” اوہ!—“

” روا کی تمہارے ساتھ ہرگز نہیں تھی! ایک جگڑا اُسی کی میز سے شروع ہوا تھا!—“
” جھنم میں گئی روا کی! میں پوچھ رہا تھا تمہیں مجھے بیباں اس طرح لانے کی جانت کیسے ہوئی!—“

ہوٹل کے نظم و نرت کی ذمہ داری صحی پر بھی عائد ہوتی ہے!—“
” ایک اس طرح کسی شریعت شہری کو ریالور دکھا کر!.....!“
” لڑکی کہاں ہے؟ ”خانگی سماں گزرا یا!

” میں کیا جاؤں!—“
” میں تمہیں پولیس کے حوالے کر دوں گا!—“

وہ آگے تھا! جید اس سے شاند و یا متن قدم پیچے رہا ہو گا!—
” دفعتاً ده مڑا اور گک! جید نے اس کے باقی میں احتارتیہ تین دو کار ریالور دیکھا!—

اس کا بایاں ہاتھ ایک کمرے کے کھلے ہوئے دروازے کی طرف اٹھا ہوا تھا!—
” گویا اسے اشارے سے اندر جانے کو کہا جا رہا تھا!—
” جید نے دونوں ہاتھ اپر اٹھا دیئے اور چپ چاپ دروازے میں مر گیا!—
کمرہ خالی تھا!—

ریالور والے نے اس سے کہا! ” دونوں ہاتھ اٹھاتے ہوئے دیوار سے لگ کر کھڑے ہو گا! تمہارا منہ دیوار کی طرف ہونا چاہیئے!—“
” بڑی مخصوص رات ہے! ” جید نے بڑیاتے ہوئے اس کی ہدایات پر عمل کیا!—
” وہ اس کی پشت سے ریالور کی نالی نکالتے ہوئے اس کی جام نلاشی لیتا رہا!—
پھر پیچے سٹ کر بولا! امیری طرف مڑا!—“

” کیا تھی سپتھے! میں نہیں کچھ سکتا! ” جید غصیل ہیجے میں کہتا ہوا مردا!—
” تم کون ہو! ریالور والے نے پوچھا!
” عبد الرؤوف!—“
” قلندر سے کیوں ملتا چاہتے ہو!—“

” میرے خدا! تو کیا کسی ایسے مصنف سے جو جاسوسی نادل لکھتا ہوا ان مراحل سے گزرے بغیر ملاقات نہیں ہو سکتی! ”
” مگر کیوں ملتا چاہتے تھے!—“
” یا رہس کیا بتاؤ! شامت ہی سمجھ لو! تصویر دیکھ رکھی تھی پہچان لینا!—
ڈائنسگ بال میں ملتا چاہا ایکین وہ حضرت کہیں چلے گئے۔ جس لڑکی کے ساتھ تھے۔

یار کیوں خواہ غواہ..... وحکما رہے ہیں؛ خدا را ایسا ذکرنا، ... نہیں تو بڑی بدنای بھوگی۔ میرے ہوتے والے خسر کی دوکان بیہاں سے قریب ہی ہے!

"جسے اس سے کیا دلچسپی ہو سکتی ہے میں تم سے زیاد کے متعلق پوچھ رہا ہوں؟"

"بہت اچھی ہے — جسی تو میں کہتا ہوں کہیں میرے ہونے والے خسر کو نہ طم ہو جاتے!"

"کیا تم سیدھی طرح گفتگو نہیں کرو گے؟"

"میری سمجھ بھی میں نہیں آ رہا کہ مجھے کس طرح گفتگو کرنی چاہتے۔ ویسے ان دونوں حملہ آ دروں میں سے ایک بہتر اسانی پوچھانا جائے گا۔"

"وہ کیسے؟"

"جھگٹے کے دوڑاں میں اس کا پرس جیسے نکل کر گر گیا تھا جس میں اُس کی نعمور موجود ہے؟"

"کہاں ہے — لاڈنکاٹر؟"

حمدی نے کوٹ کی اندروفی جیب سے اپنا پرس نکالا..... وہ جاننا تھا کہ اُس کی جامہ تلاشی لی جا چکی ہے! اس نے خالجی سرا غرساں غیر مطلقاً نہ بول گا اب بھی ہوا بھی اس نے پرس فرش پر ڈال دینے کے لئے کہنے کی بجائے اسے اگے بڑھ کر اس کی طرف ہاتھ بڑھایا۔ حمید کا بایاں ہاٹھ پر پس سیست اگے بڑھا اور ساتھ ہی دایاں بھی پوری توت سے اس کی کپینی پر پڑا۔ اور وہ کسی سُم کی آواز نکالے بغیر چکا کر ڈھیر ہو گیا۔

پھر حمید یہ دیکھے یعنی کفرش پر گرتے کے بعد اس کا کیا حشر ہوا ہے۔ تیزی سے درواز سے کی طرف بڑھ گیا۔

دوسرے ہی لمحے میں راہداری طے کرتا ہوا زینون کی طرف جا رہا تھا انک کے نھنھنوں سے دوڑن اپرنگ نکال لئے تھے۔

ٹواننگ ہاں سے بھی گذر گیا! اور اب وہ میرک پر تھا! اسی میں عینیتی وقت اس نے سوچا اب شائد ہی اس میک اپ میں یہاں آئے؛ اگر ناک میں اسپرنگ موجود نہ ہوتے تو خالجی سرا غرساں نے اسے پہچان ہی لیا ہوتا کہ ساتھ کے ساتھ دھی تھا!.....

"ہو ٹھیں موناکر! — اس نے میکسی ڈرائیور سے کہا۔ اور میکسی جیل ٹری۔

قلندر کی شخصیت اچانک بہت زیادہ پر اس اڑ ہو گئی تھی۔ وہ لوگ کوں تھے اور انہوں نے اتنے جا رہا نہ انداز میں اس کے متعلق کیوں پوچھا تھا! اور پھر ساتھ کہا

غاب ہو گئی تھی؟ — کیا وہ اُسے الٹھا لے گئے تھے؟

وہ سوچتا اور پاس پی میں کہا کو ہتھ راہا! فریدی کی اس ہدایت پر اس نے عمل نہیں کیا تھا کہ تباکر روک کر کے پیسے گا۔

ساتھ اب اس پر تھا راجبی سے بالکل خوفزدہ نہیں تھی! —

۲

اس نے اسے ہدایات دی تھیں کہ کس طرح اس سے رابطہ قائم رکھ سکے گی اور اب خاموش میجھا کچھ سورج رہا تھا۔

ساتھ کی سمجھ میں نہیں اڑتا تھا کہ اب اُسے کیا کہنا چاہتے۔ دفعتاً یہ تھی بول ٹری کیپن حمید سے میری اچھی خاصی ملاقات ہے! —

"ٹھیک ہے — اچھی بات ہے! وہ چونک کر بولا! میکن آپ اسے اس کے بارے میں کچھ بھی نہیں بتائیں گی۔ بعض ملکی معاملات ایسے ہوتے ہیں جن کا علم غلکہ خارجہ کے ایک قصوص عہد سے دار کے علاوہ اور کسی کو بھی نہ ہونا چاہیتے۔ غالباً آپ میرا مطلب بھی گئی ہوں گی!"

لئے حالے کے لئے جاوسی دنیا کا ناول "ساتوان جزیرہ" ملاحظہ فرمائیے!

"جی ہاں! میں اس کا تذکرہ اُس سے بھی نہ کروں گی ۔"

"شکر! ۔ کیا وہ یہاں موجود ہے؟"

"جی نہیں ۔ سونار میں اکثر ملاقات ہوتی ہے ۔ ابھی میں نے جس واقعہ کا تذکرہ لیا ہے اسی سلسلے میں ملاقات ہوئی تھی ۔"

"اوہ ۔ اچھا؟"

"اب جسے واپس جاناچاہیتے ہے؟" سائز بولی ۔

"ہاں ۔ محض یہے! میں انظام کرتا ہوں ۔" وہ اٹھتا ہوا بولا اسائز نے اسے کرے سے باہر جاتے دیکھا اور خود وہیں بیٹھی رہی!

وہ سوچ رہی تھی نہیں اس بیوقوف سے ادمی کا یہ خشن ہوا پوچھو گئی کہ اس کے دلخیشیں ہاں میں اس کے ساتھ تھا ۔ ہنگامہ فرد ہونے کے بعد اس نے اسے ضرور طالش کیا ہو گا؟

قدموں کی آہٹ پر وہ چونک پڑی ۔ وہ آدمی واپس آیا تھا اس نے براون رنگ کا ایک پرس اس کی طرف بڑھاتے ہوئے کہا: "اسے رکھ لیجئے! ہماری طرف سے تحریر ہے؟"

"اس میں کیا ہے؟" سائز نے تھیر ایز لیجے میں پوچھا۔

"دو ہزار کی حیز رتم ۔"

"ہر گز نہیں جناب! میں جو کچھ بھی کروں گی ملک و قوم کے لئے ہو گا! اس کا معادضہ لینا ہرگز سپند نہ کروں گی ۔"

"یہ معادضہ نہیں ہے! ۔ بے حد زم بھے میں کہا گیا!

"کچھ بھی ہو! یہ ناممکن ہے۔ اگر آپ نے چہراس کا نام لیا تو میں آپ کے لئے کچھ بھی نہ کر سکوں گی!"

"واتھی ۔" وہ مضطرباً انداز میں بولا ۔ "آپ بہت اوپھی ہیں اور قوم آپ پر جتنا بھی فخر کرے کرے گی ۔ میں اپنی اس حرکت پر نامہ ہوں ۔ خدا را اسے بھول بایا گیا!"

"کوئی بات نہیں ۔" سائز ہنس پڑی ۔

"اچھا آئیے میرے ساتھ! ۔" وہ دروازے کی جانب بڑھتا ہوا بولا ۔ وہ ایک طویل اور عریض راہداری میں آتے ہیں ایک وین کھڑی تھی جس کا بچلا دروازہ کھول کر اس نے اسے اندر نہیں کو کیا! اُس کے بیچ جانے کے بعد دروازہ بند کر دیا گیا ۔
وین جل پڑی ۔ اُس کی کھڑکیاں بھی بند تھیں اور اندر ایک دھنلا سا بلب روشن تھا ۔

سائز سوچ رہی تھی! واقعی بہت مختال لوگ ہیں! ۔ اگر اب وہ کوشش بھی کرے تو کسی کو یہ نہیں بتائے گی کہ کس عمارت میں اُسے سے چاہیا تھا! وین عمارت کے اندر رہی ہی حصے سے روانہ ہوئی تھی! ۔ اور اس کا قطبی امکان نہیں تھا کہ وہ باہر سے عمارت کو دیکھ بھی سکتی ۔

اُس دین کی بنادٹ بھی عام گاڑیوں سے مختلف تھی ۔

اُس کے انداز سے کے مطابق دین آدھے گھنٹے سے پہلے نہیں رکی تھی ۔ بچلا دروازہ کھول کر کسی نے بڑے ادب سے گہا تھا! "یخچے اُتر آئیے ۔"

وہ اُتری اور دروازہ کھولنے والے تے تے کیا! ہم ہو گل مونٹی کار لوکی پشت پر ہیں، ربانیں جانب والی لگی سے گذر کر آپ عمارت کے سامنے میں روڑ پر پہنچیں گی!

اب ہیں اجازت دیجئے!

سائز کی کی طرف بڑھ گئی! مٹا کر دیکھا نہ کہ نہیں! حالانکہ چاہتی تو کم از کم دین کا

نہ بڑا معلوم ہی کر سکتی تھی!۔

سرٹک پر پہنچ کر ہوٹل کے صدر دروازے کا رُخ لیا!۔

اندر کئی ٹھینی منتظر تھیں۔ سب سے پہلے خانجی سراغرسان ملکایا! اس سے پوچھ چکہ ہوتی رہی اور پھر سراغرسان نے پولیس انپیٹر کو بھی بلوایا!۔

”یہ کیا مصیبت ہے!“ سائزہ جھنجلا کر بولی!۔ یہ ہوٹل پسے یادِ معاشوں کا اکھڑاہ بچھے بور کرنے سے کیا فائدہ..... تم لوگ خود سوچو کر اس اعلیٰ درجہ کے ہوٹل میں ایسا داتعم پیش ہی کیوں آیا!۔“

”خفاہوں کی ضرورت نہیں ختم!“ خانجی سراغرسان بولا۔“ ہم صرف یہ معلوم کرنا چاہتے ہیں وہ لوگ کون تھے!۔“

”میں کیا جانوں! میں نے انہیں پہلے کبھی نہیں دیکھا تھا!۔“

”جھگڑا کیوں ہوا تھا!۔“

”مجھ سے میرے باس کے متلئی پوچھ رہے تھے!۔“

”مگر یہ تو ایسی بات نہیں جس پر منگاہہ ہو جاتے!۔“

ہنگامے کا ذمدار وہ آدمی تھا جو اس وقت میرے ساتھ بیٹھا ہوا تھا! اُسی نے ان میں سے ایک کے ہنڈ پر گھوٹسہ مار دیا تھا!۔“

”وہ کون تھا؟“

”میں اسے بھی نہیں جانتی!۔“

”لیکن وہ آپ کے ساتھ بیٹھا تھا؟“

”میکواں مت کرو۔ میرا بھی معاملہ ہے!۔“

”لیکن ہوٹل کی انتظامیہ!۔“

”میں اپنے باس کی عدم موجودگی میں قطعی گفتگو نہیں کر سکتی۔ ہٹپور استر دو۔“

”میں اپنے کمرے میں جاؤں گی!۔“

”باس کی واپسی کب تک ہو گی!“ پولیس انپیٹر نے پوچھا!۔

”میں کچھ نہیں جانتی!۔“ اس نے کہا اور تیز رفتاری سے زینوں کی طرف بڑھ گئی!۔ اس کا کمرہ قلندر کے کمرے کے برابر ہی تھا! اس کے روشنداں بھی تاریک ہی تھے! قلندر خالیا بھی تک واپس آیا تھا!۔

اس نے اپنا کمرہ کھولا!۔ اندرونی ہو کر سوچ آن کیا۔ اور دروازہ بند کر کے وہی خاموش کھڑی رہی۔ دلِ شدت سے دھنک کر رہا تھا!..... بڑی اجنبی محسوس کر رہی تھی!۔ اشnam سے اب تک کتنی غیر متوقع چیزیں سامنے آئی تھیں!۔

اس نے طویل سافنی اور اماری سے شبِ خوابی کا بابس نکالنے لگی!۔ اُسے یقین تھا کہ اب وہ لوگ قلندر کی واپسی سے قبل اسے بور کرنے کی چرأت نہیں کریں گے بلکہ اس تبدیل کر کے وہ دیست گئی! تھوڑی دیر تک تو بور ہوتی رہی تھی۔ پھر ذہن پر غنوڈگی نے ہلہ بول دیا تھا!۔

اسے احساس تھا کہ وہ سو نہیں رہی لیکن پھر بھی وہ بیداری کی کیفیت بھی نہیں تھی!

دفعتاً ذہن کو جھٹکا کھا اور انکھیں پوری طرح کھل گئیں! کوئی دروازہ پیٹ رہا تھا! وہ بوجھلا کر اٹھ بیٹھی!۔ حلقت خشک ہو رہا تھا! اس نے پوچھنے کی کوشش کی کر دستک دینے والا کوئی ہے..... لیکن آوازنہ نکلی!۔

دستک جاری رہی! بالآخر وہ اکٹھی! اور دروازے کے قریب پہنچ کر ایک بار پھر حلقت پر زور دیا اور چینی چینی سی آواز میں بدقت پوچھ کی ”کون ہے؟“

”دروازہ کھولو!۔“ باہر سے قلندر کی آواز آئی۔ اس نے با تھہ بڑھا کر چینی گرا دی قلندر دروازہ کھول کر اندر آیا!۔

وہ اسے گھوڑتا رہا اور سائزہ خالی الدہنی کے عالم میں اسے دیکھتی رہی۔ بھر جونہی اور پلٹ کر تو لیہ اٹھایا اما اُسے شانوں کے گرد پلٹتی ہوئی مسہری کی طرف مرا گئی۔
”کیا قصہ تھا؟“ آخ رکار قلندر نے سرد ہے بھی میں پوچھا۔
”میں صبح دایس جا رہی ہوں! ملازمت گئی جینم میں!“ سائزہ نے تلخ پہنچے میں کہا۔

شاندہ میلی با راس انداز میں قلندر سے گفتگو کر رہی تھی۔

”بناو بھی تو کیا بات تھی؟“

”میں نہیں جانتی تھی کہ کچھ ایسے دشمن بھی آپ نے پال رکھے ہیں!...“

”کیسے دشمن؟...“

”وہ جو رلو اور دھا کر دوسروں سے آپ کا پتہ پوچھتے پھریں۔“

”یہ میرے لئے ایک حیرت انگیز اطلاع ہے۔ لفظیل سے بتاؤ۔“

ساائزہ نے سنبھالا لیا۔ وہ سرچ رہی تھی کہ اس نے احتیاط سے کام نہیں لیا۔ اب شاندہ سے اُس آدمی کے متعلق جھی بنتا ناپڑتے جس تے خود کو سیکرت سروس کا صوبہ نامہ رکھا تھا!۔

چھرسوچا اس آدمی کے متعلق تو قلندر کو معلوم ہی پوچھا ہو گا جس کے ساتھ وہ ریکریشن ہال میں گئی تھی۔ لہذا اس کے متعلق تو کچھ چھپانا ضروری ہی ہو گا۔

”تم خابوش کیوں ہووا“ قلندر نے چھپھلا کر پوچھا۔

”کہاں آپ کے ایک فین سے شروع ہوتی ہے۔ آپ کے پلے جانے کے بعد اس نے مجھ سے پوچھا تھا کہ آپ وہی مشہور مصنف ہیں ناجس کے ناول وہڑے شوق سے پڑھتا ہے! اس نے بتایا کہ وہ آپ کی تصویر پہنچے کہیں دیکھ چکا تھا! میں نے اس کے انداز سے کی تائید کی!“

”بکواس ہے! میری تصویر آج تک شائع نہیں ہوتی۔“ وہ کچھ سوچتا ہوا بولا!

”ہاں تو پھر؟“

ساائزہ نے اسے بتایا کہ کس طرح اس نے اسے ریکریشن ہال میں چلنے کی دعوت دی اور وہاں کس طرح دو اجنبیوں سے جھگڑا ہوا جو اس کا پتہ پوچھ رہے تھے!.... بھر یہ کہاں اس طرح ختم ہوئی کہ ہال میں اندر ہیا پڑ جانے کے بعد وہ بے تحاشہ باہر کی طرف بھاگی اندر ہر سے میں ٹھوکریں کھاتی اور انداز سے سے جلتی ہوئی ڈا انٹگ ہال سے بھی گذر کر مٹاں پر آگئی تھی۔ بھرید جو اسی میں جلد حشر منہ اٹھا چل پڑی!۔ پتہ نہیں کہتی دور پسیل چلنے کے بعد ایک کیفیت میں جا بیٹھی تھی!۔ کیفیت میں تقریباً ایک گھنٹہ گزارنے کے بعد جب وہ دوبارہ سڑک پر آئی تھی تو اسے سمت کا اندازہ بھی نہیں تھا! جیبور ایک ٹیکسی میں بیٹھی اور ڈرائیور کو منہنی کا رلو کا پتہ بتایا کہ اس طرح دوبارہ یہاں تک پہنچی!۔

ساائزہ کو خود پر حیرت ہو رہی تھی کہ اس بد جو اسی کے عالم میں بھی اس نے کتنی خوبصورتی سے کہاں کو دوسری ڈگر پر لگادیا تھا!۔

بھر وہ تینوں آدمی تھیں آدمی دوبارہ بھی یہاں دکھانی دیتے تھے!“ قلندر نے پرتفکر پہنچے میں پوچھا!

”نہیں بھر وہ نہیں دکھانی دیتے!“

”جھے جھے حیرت ہے۔ جھے جھے حیرت ہے!“ قلندر بڑا تاہماً مسہری کے ایک گوشے پر ڈک گیا۔

”کس بات پر حیرت ہے!“

”اسی پر کہ چارے سے ملک کے پبلشرز الیکٹریک چھپوری حرکتیں بھی کر سکتے ہیں!“

”پبلشرز!“ سائزہ نے حیرت سے پوچھا!

"چھر اور کون میرا دشمن ہو سکتا ہے! - وہ نہیں چاہتے کہ ابا میری کتا میں
مار کیٹ میں آئیں - انہیں بڑا خسارہ پورا ہا ہے - میرے علاوہ لوگ اور
کسی کو نہ پڑھنا پسند نہیں کرتے!"

سامنے دل ہی دل ہیں بہنسی - لیکن کچھ بولی نہیں ہے!

"لیکن ! میں انہیں دیکھ لوں گا!" قلندر مظہیاں چینچ کر خیلے ہیجے میں بولا ہے
"میں تو ایسے حالات میں بیاں نہیں رک سکتی!"

"تم پاگل ہیز! - نکر کرو!"

وہی حالات رہے تو ضرور پاگل ہو جاؤں گی! - میں کہتی ہوں اگر اس
دھینکا محتسب کے عالم میں روپالور مل جاتے تو کیا ہوتا ہے؟"

"روپالور!" وہ محکارت سے ہنسا! "محض دھملی! تم کہتی ہو کہ روپالور
ان کی چیزوں میں تھے اور وہ جیسے میں ہاتھ طالے ہوئے ان کی نالیں تمہارے
چھبھور ہے تھے! - کیا پتہ کہ وہ فاؤنڈن پن رہے ہوں شش شش
لا جوں ولا قوہ اچھا ب سو جاؤ - چبع دیکھوں گا اس سلسلے میں کیا کر سکتا
ہوں؟"

چھروہ مزید کچھ کہنے بغیر کرسے سے چلا گیا۔

پھر لڑکی

۱ دوسرا صبح خوشگوار تھی! محمد سورج طلوس ہونے سے پہلے ہی
بیدار ہو گیا تھا، جو ان خود کی سے فارغ ہو کر کذا شتے کے لئے نون کیا،
اکھلی لات منٹی کارلو سے والپن اکراں نے فریدی سے فون پر رابطہ قائم کیا تھا۔
زیادہ رات گذر جکی تھی اس نے سینہ آتی لینڈ کے لئے فوراً ہمیں لائن کلیر مل گئی
تھی! کال ایک ڈرگ اسٹور سے کی تھی اور خاصی خاصی باقیں کو روڈور ڈریز میں ہوتی
تھیں۔ پوری رپورٹ سننے کے بعد فریدی نے کہا تھا کہ دوسرا بہایاٹ ملنے تک دو
اس معاملے سے کوئی سر و کار نہ رکھے!

اب دہ سورج رہا تھا کہ دن کس طرح گذرا جائے۔ فوجی چار لڑکی دلچسپ جگ
تھی! ایسا معلوم ہوتا تھا جیسے بیاں نظر بجا آئے واسے محض بیاں اکروپر اڑاٹا نے
کے لئے گماٹے ہوں! کامیونز میں اعلیٰ پیمانے پر جواد ہوتا تھا! راتیں جا گئی
تھیں اور دن سوتھے تھے! -

سر دل پر بالوں کے منارے بنانے والی لڑکیاں حیثت لباسوں میں تھرکتی چرتیں۔
سگریٹ اور فیری پیتی ہوئی اس طرح چیلکار تھیں جیسے بھرپور نہ سے اپنے شکار کا
گوشت فوچتے وقت لرزتی ہوئی آواز میں سیلیاں سی بجا تے ہیں! محمد ان کے

مغلوق سوچتا رہا۔ وہ چلتی ہوئی بیت اچھی لگتی تھیں اور وہ ان کے چہرے سے نہیں دیکھتا تھا!..... بس کسی ایک کے تھے ہولیتا اور کمر کے شنے کی سہر تھرکن پر قربان ہوتا رہتا چہرے دیکھ کر کیا کرتا اور اگر دھنگ کے ہوتے تو جست لامسوں کی دبای ہی کیوں پھیلتی؟ اسی احساس مکری نے تو اس گھٹیا قسم کی خود نمائی کی دبای پھیلاتی تھی۔ دیکھو ہماری طرف دیکھو ضرور!..... تم صرف چہرہ ہی تو نہیں ہیں!..... چہرہ دن کا کیا وہ تو کچھ دنوں پلے بر قومی میں پھے رہتے تھے۔..... اب ہم نے اچانک رُفتھے اتار پھٹکے میں تو کیا اس بنا پر ہماری طرف نہیں دیکھو گے کہ ہمارے چہرے پڑھش نہیں ہیں..... تمہیں دیکھنا پڑے گا!..... رُفتھے اس لئے تو نہیں اتارے کرم نظریں پھیکتے ہوتے ہمارے قریب سے گزر جاؤ۔..... چہرہ دن میں کیا کھا ہے..... یہ دیکھو!۔۔۔

وہ سوچتا رہا اور اس کی ریڑیہ کی ہڈی میں گدگدی سی ہوتی رہی۔۔۔ ریڑیہ کی ہڈی میں گدگدی کیوں نہ ہوتی؟ وہ کوئی مبلغ اخلاق تو ہتا نہیں کہ اسی باتوں پر اس کا خون کھو لتے گتا!۔۔۔ لیکن اتنا تو وہ بھی سوچتا تھا کہ اس گھٹیا قسم کی نقلی کا کیا حشر ہو گا؟۔۔۔ یہ غیر متوازن آزاد روی کیاں لے جائے گی۔۔۔ اچانک یہ چکار دیں اندھیرے سے اجائے میں نکل آئی ہیں۔۔۔ میک بیک اتنی روشنی۔۔۔ اب۔۔۔ اب کہھ جائیں! کیا کریں۔۔۔؟

وہ چونک پڑا غالباً دیر لرنے دستک دی تھی۔۔۔

”آجاؤ۔۔۔“ حمید نے ملند آواز میں لکھا! اور ایک دیر لرنے کی رائے اٹھائے ہوئے کمرے میں داخل ہوا۔۔۔

ناشتم دوآ دیوں کا تھا!۔۔۔

”میرے ساتھی کیپن خاور پھلی رات فتحت آئی لینڈ چلے گئے!۔۔۔ اب صرف یہ ہی ہوں ہوں؟۔۔۔“ حمید نے کہا۔۔۔

”بہت بہتر جناب!۔۔۔“ دیر لرنے نے خود باز کہا!۔۔۔ میں ایک سیٹ والپس لے چاہوں گا!۔۔۔“

لیکن دو ہیں کھڑا رہا!۔۔۔

”کیا رتن سے کری جاؤ گے؟“ حمید نے کچھ دیر بعد پوچھا!۔۔۔

دیر لرنے جواب دینے کی بجائے اپنی جیب سے ایک کارڈ نکال کر اس کی طرف پڑھا دیا! جس پر سیاہ رنگ کی بلی کی تصویر تھی!۔۔۔

”اوہ!۔۔۔“ حمید سیلی بی جانے کے سے انداز میں ہونٹ سکوڑا کر رہ گیا!۔۔۔ یہ فریدی کی بلیک فورس کا مخصوص نشان تھا!۔۔۔

”کیا کہنا ہے؟“ اس نے اسے بغور دیکھتے ہوئے پوچھا!۔۔۔

اطلاع ملی ہے کہ ارج پھر ہی مون کے پتہ پر ایک تار آئے گا!۔۔۔ ہمارا ایک آدمی دیکھ کر اس کے کس طرح کار آمد بنایا جاتا ہے!۔۔۔ ٹھیک فوٹجے آپ کو

تار گھر کے آس پاس موجود بنایا چاہیے!۔۔۔ کوٹ کے کار میں چیلی کے چھوٹوں کا چھوٹا سا نو شر کا لینے چاہیے!۔۔۔“

”اچھا!۔۔۔“

فریدی کی طرف سے خاص طور پر حمید کو پہلے ہی بدایت مل چکی تھی کہ بلیک اور اس کے کسی بھی نمبر سے کم بھی کوئی غیر ضروری بات یا پوچھ چکھ دکرے لہذا اس نے

درفت اور کچھ ہو۔۔۔ پر اکتفا کی۔۔۔

دیر لرنے نے فنی میں سر کو جنبش دی اور دروازہ کھوٹ کر باہر چلا گیا!۔۔۔

حمدید سوچ رہا تھا کیا یہ معاملہ اتنا ہی اہم ہو سکتا ہے کہ بلیک فورس بھی حرکت

جاسوسی دنیا

بیانی جبل

رائے لکھاں

پیغام علٰا۔ ”وہ کہیں چلا گیا ہے! اس بار مجھ سے غفلت ہوئی۔ موبی۔“

یہ تاریخیں آئی لینڈ سے آپا تھا! اس کے بعد ہی دوسرے پیغام تھا۔

بھیں رناظر کھی جائے۔ ابھی فرشتہ نہیں۔

رسیغام سونار سے آیا تھا! —

ان سیغامت کے بعد لکھنے والے کا نوٹ تھا:-

"لیڈر کا ونڈر پر بیٹھنے والی لڑکی تے یہ پیغامات سادہ کافذ پر تحریر کر کے اپنے
دینی بیگ میں ڈال لئتے تھے! دوسرا پیغام غیر مترقب طور پر آیا ہے۔ مجھے اس کی طاری
لہیں تھی۔"

جیسی ہے؟
حمدیت کا خذہ تھہ کر کے جیب میں ڈال لیا۔ اب اس نے پھولوں کا چھڑا پنے
کا رستہ الگ کر کے عنز پر ڈال دیا تھا!۔

ویٹر جا سے لایا۔ اس نے اس سے بیل لانے کو بھی کہا اور جلدی جلدی ایک پیاری بیوی کی — اب اُسے کا ذمہ ترین ملٹیٹھے والی بڑی کی تحریکی کرنی تھی بڑی کو اس نے پہلے دن بھی دیکھا تھا، کافی اسماڑا اور دلکش تھی! تھی تو ویسی ہی لیکن اسکرٹ اور بلا ور میں ملبوس تھی! حمید نے عجوس کیا تھا کہ اپنی رنگت کی مناسبت سے پہ اٹک کے انتخاب بالسلیقہ رکھتی ہے۔ بھروسے ہم سے سلکتے ہوئے ہوئے تھے!۔

یہ کام دلپیٹ ثابت ہو گا! حمید نے سوچا: لڑاکیوں کی ملاحانی کر کے اسے ہمیشہ بیجہ
خوشی ہوتی تھی خواہ وہ اپنے وینیچی پیگ میں احتساب رہ دیا پائی کے سپتول بھی کیوں نہ رکھتی

لینے سے تکل کرنا نے پھر تاریخ کی راہ لی ہے اور ٹھیک اس وقت پھانک پر
جب لڑکی باہر تکل رہی تھی۔

میں آجائے۔ وہ تنگ تھے قاسم کی تلاش میں۔ بچر لایخ والا وال واقع پیش آیا۔ لایخ میں ایک لاش ملی۔ اور لاش بھی کیسی جس کے بارے میں باور کرانے کی کوشش کی گئی تھی کہ وہ لایخ سے بجا گئے والے ہی کی ہو سکتی ہے؟ بچر فریدی کو ایک ایسے آدمی کا علم ہوا جو اس تی نگرانی کر رہا تھا! اسی آدمی کی وساطت سے ایک ایسے ٹیلی گر انگ کیڈر میں کاپٹہ پلا جس پر آتے ہوتے تار و دی کی ٹوکری کی نذر کر دیئے جاتے تھے۔ میکن یہر بھی اس پتے پر نہ تار آتے رہتے تھے!۔

نیا قاسم کی گشتنگی بھی اسی سلسلے کی کوئی کلای ختنی؟ یا اُس کا ان واقعات سے
دوئی تعلق نہیں تھا؟

ٹھیک نہ بجے وہ تار گھر کے سامنے نظر آیا..... اس کے کوٹ کے کالر پر چلیں
کے پھولوں کا چھوٹا سا چھوٹا گھاہرا تھا:-

تقریباً سو فربجے اُس نے ایک ایسے آدمی کو تار گھر سے باہر آتے دیکھا جس سے متعلق پہلی بھی نظر میں نیچین ہو گیا کہ موجودہ ہم اُسی کی ذات سے تعلق رکھتی ہے
یونہد اُس کے کوتا کے کالر پر سبی چلی کے بھیوں نظر آرے تھے۔

وہ ایک جاپ چلنے لگا..... حمید تھوڑے فاٹلے سے اُن کا تعاقب کرتا ہوا:- کچھ دور چلتے کے بعد وہ ایک کینی میں داخل ہوا حمید نے وہ کھا کر اب بھولوں

چھا اس کے کام پر نہیں ہے! — حمید بھی اس کے پیچے ہی پیچے کیفیت میں داخل
— دہ آدمی ایک کیسین میں بیٹھ رہا تھا! حمید نے بھی اسی کیسین کا پروردہ بنایا اور
میرکو چانے کا آرڈر دیتا ہوا اسی کے سامنے والی گرسی پر بیٹھ گیا!

اس ادمی نے اپنی حب سے ایک تہہ کیا ہوا کا خذ نکالا اور حمید کے سامنے ڈالا۔ اور پھر کچھ کچھ لفڑاٹھ کر دوسرا سے کہیں میں چاہیٹھا۔

اب جیہد تباہ رہ گیا تھا۔ اُس نے کاغذ کی تہہ کھوں کر اُسے میز پر پھینلا دیا اور

اُس سے سوچا ستارے ماتفاق ہیں! خراہ مخواہ جنک نہیں مارنی پڑی!

لڑکی کچھ در تو پیدل چلی؛ پھر ایک لیکی میں بلیچ گئی؛ بیہاں بھی ستاروں نے حمید کا ساتو دیا ورنہ ضروری نہیں تھا کہ ٹھیک اُسی وقت اُسے بھی کوئی خالی لیکی میں ہی جاتی۔ تھا قبض جاری رہا؛ اُخرا ایک حکم الگی لیکی روک گئی۔ لڑکی نے کراہ ادا کیا اور بائیں خاپ والی دوکافلوں میں سے ایک میں داخل ہو گئی!

حمدید نے بھی اپنی لیکی رکوادی تھی اور درا نیور معنی خیز انداز میں مسکرا رہا تھا، پھر جب حمید کراپہ ادا کرنے لگا تو اس نے اسے آنکھ رک کیا "صاحب کیا رکھا ہے ان کر شیوں میں..... مشوق ہر تو میرے ساتھ چلتے۔"

"چھر ہمینے سے اس کے چکر میں ہوں!" حمید نے ٹھنڈی سافی لے کر کیا اور خود بھی اُسی دوچان کی طرف بڑھ گیا، اور لیکن جیسے بھی اس کے ساتھ پہنچا پیر دن تکے سے زمین نکل گئی!

دوچان کے دو دروازے تھے۔ ایک اس بڑک کی طرف اور دوسرا عمارت کی پشت والی مرداک پر گھٹتا تھا! — دوچان کے کاؤنٹر پر ایک آدمی نظر آیا۔ اس کے علاوہ دہاں اور کوئی نہیں تھا!

"چوتھے ہو گئی۔" وہ بڑیا یا۔ لیکن اب کیا ہو سکتا تھا! اشنازاب وہ اس کی گرد کو بھی نہ پاسکتا! طعماء و کرپا دوچان میں داخل ہوا۔

"فرمایتے جناب!" دوکاندار اسٹول سے اٹھتا ہوا بولا!

"بھی ابھی آئی تھی بیہاں!" حمید نے اندر ہر سے میں تیر پھینکا۔ ورنہ اُسے کیا پتہ کر وہ بھی تھی یا نہ بہار۔

"لا ہوں والا تھا!" دوکاندار نے چڑھڑا بہت کامنٹا ہرہ کیا؛ اُدھر کا دروازہ کھلا

رکن کا یہ مطلب تو نہیں ہے کہ یہ عام راستہ ہے۔ میں آپ کو تو ہرگز نہ جانے دوں گا!" وہ کا ذمہ پر چڑھ کر نیچے انتہا اور حمید کی راہ میں حائل ہو گیا۔ "تم غلط سمجھے۔ سالٹش بست کا ایک ٹبہ دینا!" حمید نے ٹھنڈی سانس لے کر کہا۔

علاقے کے تھائے کا انچارج فلندر بیا بانی سے کہہ رہا تھا! یہ

۲ بھی عجیب اتفاق ہے کہ اس طرح آپ جیسے بڑے مصنف سے ملاقات ہو گئی۔ ورنہ عام آدمیوں کی پہنچ آپ تک کہاں؟" قلندر گردن اکڑا سے سننا رہا۔ سائزہ شدت سے بور ہو رہی تھی کیونکہ پہلی رات ہی قلندر کی غفلتوں کے منارے اس کے ذہن میں سبندم ہو چکے تھے! وہ سوچ رہی تھی کہ اگر اس پولیس انسپکٹر کی اصلیت واضح ہو جاتے تو چانک کیا ہو گا! "میں کہتا ہوں آپ صرف اشارہ کر دیجئے اپنے میں دیکھ لوں گا!" سب انسپکٹر نے کہا۔

"بھتی میں کیا بتاؤں۔" امیرا کوئی دشمن نہیں ہے! وشن بھی وہی شخص بناسکتا ہے جو دوست بنانے کی صلاحیت رکھتا ہو! میں الگ ٹھللگ زندگی بسر کرنے کا عادی ہوں کسی سے کسی قسم کا تعلق ہی نہیں رکھتا۔ پھر بتا یہے میں کیا بتاسکوں گا؟"

"تب تو پھر مجھے لئنے دیجئے کہ یہ سب کچھ محض آپ کی سیکریٹری صاحبہ کے لئے ہوا تھا!"

"کیا مطلب؟"

"کیا عرض کروں۔ جب سے عنصمت فروشی تاثوی ممنوع قرار پاتی ہے اور

چکلے اٹھا رہتے گئے ہیں ایسی بذریعی چیل رہی ہے..... ایسی بذریعی چیل رہی ہے کیا بتاؤں ! ”

سارہ کو غصہ آگیا لیکن کچھ بولنی نہیں !

” ہو سکتا ہے — یہی بات ہوا ! ” قلندر نے لاپرواٹی سے کہا ।

” اس پر سارہ کو اور زیادہ تاذ آیا لیکن خون کے گھوٹ پی کر رہی گئی ۔

” قلندر نے بھی چب سارہ لی تھی اس لئے پولیس انپلکٹ اٹھا گیا ! اس کے

چلے جاتے کے بعد سارہ نے کہا ।

” سخت بد تیز آدمی معلوم ہوتا ہے ! ”

” کیوں بد تیز کیوں ? ”

” یہودہ باقی کر رہا تھا ! اس کا سلیمانی بھی نہیں رکھتا کہ کتن لوگوں کی موجودگی میں کس قسم کی گفتگو کرنا چاہیتے ۔ ”

” ہر ایک کے سامنے ہر قسم کی گفتگو کی جاسکتی ہے ! ” قلندر نے لاپرواٹی سے شاون کو جتنیش دی ۔

” سارہ بُرا سامنہ نہ کر رہ گئی تھوڑی دیر بعد بولی ” میں تو ایسے حالات میں یہاں نہیں ٹھہر سکتی ۔ ”

” کیسے حالات میں ۔ ”

” اسے — چھلی راتا ۔ ”

” اُسے بھول جاؤ — یقیناً وہ کسی قسم کی غلط فہمی کا نتیجہ تھا ۔ ”

” میں کیسے لیقین کرلوں ۔ ”

” میں کہہ رہا ہوں ۔ ” قلندر آنکھیں تکال کر بولا ! دونوں کی نظر میں اور سارہ کا پر کر رہی گئی ایسا لگا جیسے ہاتھ پر ہوں کی جان نکل گئی ہو ! اس وقت قلندر کی آنکھیں

لکی خوناک لگ رہی تھیں ۔ ”
اس نے سر جھکایا ! وہ ڈرپوک نہیں تھی ! ڈرپوک ہوتی تو کچھی بھی رات اس پر سڑک ریا کے درے پڑنے لگتے ۔ اُس نے جس کام کے لئے سیرٹ مردنس کے چیت سے ہامی بھری تھی کسی ڈرپوک لڑکی کے بین کاروگ نہیں تھا ۔
بہر حال ڈرپوک نہ ہونے کے باوجود بھی قلندر کے بدے ہوئے تیور کی تاب نہ لاسکی ۔ وہ ہمیشہ سے اس کی شخصیت میں کوئی عیوب ہی پیزی خوسں کر رہی رہی تھی ۔ وہ چریخوں کھل کر سارے نہ آتی ہوا ! وہ اسے کوئی نام بھی نہیں دے سکتی تھی ۔ اسے وہ دوپہر یاد آتی جب قلندر نے اپنی پالتوبی کو بیداری سے مار ڈالا تھا ۔ اس وقت اُسے ایسا خوسہ ہوا تھا جیسے قلندر کی شخصیت کا وہ ڈھکا چھپا پہلو کی قدر والٹھ ہو گیا ہو ! ”

” اس پیکوئیں کریا کر کے دہ کافی گئی ۔ اس وقت بھی اُس کے بدلتے ہوئے ٹور میں اُسی کیفیت کی جھلک نظر آتی تھی ！ ”

” سنوا ” کچھ دیر بعد قلندر غریباً اگر اس واقعہ کا تعلق میری ذات سے تھا بھی تو میں اسجا بودا نہیں ہوں کہ اپنی سیر ٹری کو اُس سے خوفزدہ ہو جانے روں ”

” میں کچھ اور کہہ رہی تھی ! ” وہ کامیابی ہوئی آواز میں بولی ۔ ”

” مناسب یہی ہے کہ تم کچھ بھی نہ کہو ! تمہاری واپسی میری توہین ہوگی ! ”

” قوایپ کو اندازہ ہو گیا ہے کہ وہ کون تھے ؟ ”

قطیعی نہیں ۔ لیکن میں یہ ضرور جانا چاہوں گا کہ وہ کون ہیں اور کیا چاہتے ہیں ! اور اب تم مجھے اُس تیسرے آدمی کے بارے میں دوبارہ بتاؤ جو تھیں ریکارڈیشن

لیں یہ واقعہ جاسوسی دنیا کے چھپنے ناول ” ساتوان جزیرہ ” میں ملاحظہ فرمائیے ۔

ہال میں لے گیا تھا! —

” میں اُس کے بارے میں کیا بتا دیں؟ ”

” وہ کیا چاہتا تھا! —

” کیا یہی تھا کہ آپ سے ملا چاہتا ہے! —

” اس کا حلیہ بیان کرو! —

” حلیہ کیا بتا دیں جو ان اور وہیہم تھا! —

” کوئی ایسی خاص بات جس کی بنا پر وہ پہچانا جاسکے! ”

” ایسی تو کوئی چیز بار نہیں آ رہی! —

” ہاوزڈ میکینٹر کہتا ہے کہ اس کی ناک کی نوک اور پا بھی ہوتی تھی! اور پری ہونٹ بھی اس طرح اٹھا بوا تھا کہ اگلے دانت نظر آتے تھے! —

” نہیں! — ” سائزہ کے لیے میں حیرت تھی۔

” قلندر نے اُسے غور سے دیکھتے ہوئے پوچھا! کیوں؟ کیا تم ایسے کسی آدمی کو جانتی ہوئے! —

” نن — نہیں تو! ” سائزہ بہکلائی۔ وہ کیپن حمید کے متعلق سوچ رہی تھی جو ایک بار اسے ہمیں میک اپ میں ملا تھا! —

” تم اس کے ذکر سے پرکسی تدریج نظر آئی تھیں! —

” نہیں تو! — ”

” اس نے سینگا میے کے بعد ہی کاؤنٹر پر میرے کرے کامبر پوچھا تھا اور ہاوزڈ میکینٹر اُسے اور پر ایک خالی کرسے میں لے گیا تھا! وہاں اس نے اسے بتایا تھا کہ وہی تھماری میز پر تھا! —

” بے قطبی غلط ہے! وہ آدمی میڈ صورت نہیں تھا! — ”

” بہر حال اُس نے ہاوزڈ میکینٹر کی پنپی پرستے زور سے گھونسہ مارا تھا کہ وہ بیوی شہزادی تھا! اس طرح اسے نکل جانے کا موقع مل گیا! — ”

” آپ میری الجھنوں میں اضافہ کر رہے ہیں! ”

” کیوں؟ — ”

آخر یہ لوگ کون ہیں اور کیا چاہتے ہیں! یقین کیجئے وہ آدمی اس جیلے کا نہیں
شاہزادہ ہاوزڈ میکینٹر نے بیان کیا ہے؟ — ”

” تمہارا خیال صحیح ہے! ” وہ اس کی آنکھوں میں دیکھتا ہوا بولا! ہاوزڈ میکینٹر بھی
اُس کے لئے کہ وہ اس آدمی سے مختلف تھا جو تمہاری میز پر دیکھا گیا تھا! — ”

” پھر آپ محجز سے ایسی گفتگو کیوں کر رہے تھے؟ — ”

” جانتا چاہتا تھا کہ کہیں وہ لوگ تم سے تو کسی قسم کا تعلق نہیں رکھتے! — ہو سکتا
ہے پوچھ اسکے کا خیال صحیح ہوئے! ”

” اچھی بات ہے! — ” سائزہ بھجن چلا گئی۔ پہلے میں واپس جانتا چاہتی تھی! اب اس
بات پر مجھے رکنا پڑا سے گاتا کہ میں بھی دیکھ سکوں کہ وہ کون ہیں اور مجھ سے کیا چاہتے
ہیں! — ”

” قلندر کچھ نہ بولا! — اُس کی نظر میز کی سطح پر زخمی ہوتی تھی! —
حقوقی دیر بعد قلندر بڑا بڑا ہوا! — ایک اچھے خاصے ناول کا پلاٹ مل رہا ہے۔

” سیکری کاراز! — ” پھر سراٹھا کر بولا! ایسے بتاؤ تم کون ہو! — ”

” میں سلطان نہ رضیہ بیگم ہوں! ” سائزہ جل کر بولی! — ”

” بتاؤ! — خدا کے لئے بتاؤ! — بڑا شاندار ناول تیار ہو گا! — ”

” میں جودھری عبد الغفور ریاستِ قانون کو کی بیٹی سائزہ ہوں! — آپ عرصہ
سے بانستے ہیں! — ”

”اس کے باوجود بھی میں تمہیں نہیں جانتا!“

”تو اس میں میرا کیا تصور ہے!“

”خیر میں دیکھوں گا کہ تم کون ہو!...“

اس ساری گفتگو کے دوران میں اس کے ہنڑوں پر خصیف سی مسکراہٹ بھی
نہیں دکھاتی دیتی! وہ بند میمیز نظر آرہا تھا!

”میں کس بیجان میں بھنس کی ہوں!“ وہ بیڑا سامنہ بن کر بولی!

میں نے بہت بڑے بڑے سنتے حل کئے ہیں! جاسوسی نادل لکھتا ہوں؟ اسے
بھی دیکھوں گا۔ انکرنہ کرو!“

”کس بات کی فکر نہ کرو!“ سائزہ نے کہا اور حسوس کیا کہ وہ خواہ بکار اس کے
جاری ہے! کیوں نہیں اس معاملے کو بھیں ختم کر دیتی۔

”اس بات کی فکر نہ کرو کہ کہیں تپارا راز ظاہر ہو جاتے ہیں۔ میں تمہیں یقین دلاتا
ہوں کہ کوئی بات میری ذات سے آگے دبڑھے گی!“

”ارسے آپ کیجی باتیں کر رہے ہیں!“

”یقین کرو سائزہ۔ میں تمہیں اچھی طرح جانتا ہوں! لیکن قی احوال یہ نہیں سمجھ
سکتا کہ تم ایسی زندگی کیوں گذار رہی ہو! اور بعد المغفور کو اس پر کس طرح آمادہ کیا؟“
”کس بات پر کس طرح آمادہ کیا!“ وہ حیرت سے آنکھیں پھاڑ کر بولی! کہیں
میں پاگل نہ ہو جاؤں!“

اس پر اس نے اُسے پہلی بار مسکراتے دیکھا! اپنی طازمت کے دوران میں
پہلی بار۔ اس نے کہا اچھا ٹھوٹ جلو میرے سامنے۔ ابھی بتاتے دیتا ہوں! لیکن

پھر تم مجھ سے کچھ بھی نہ چھپا سکو گی!“

وہ مشینی طور پر اٹھ گئی!

دو توں اوپری منزل پر آئے۔ قلندر نے اپنے کمرے کا دروازہ ٹھوٹا بھاٹاکا!
”بیٹھ جاوے!“ وہ کرسی کی طرف اشارہ کرتا ہوا اس طرف بڑھ گیا جہاں اُس
کا سوت کیس رکھا ہوا تھا! اور
والپی پر سائزہ نے اس کے ہاتھ میں کینٹ سائز کی ایک تصویر دیکھی! اور
پھر جب وہ تصویر خود اس کے ہاتھوں میں آئی تو وہ بے ساختہ اچھل پڑی! تصویر
خود اس کی تھی!۔ لیکن سر پر تاج تھا!۔ اور اس نے جو بیادہ اپنے گرد لپیٹ رکھا تھا
ویسا شاہزاد کیجی خواب میں بھی نہ دیکھا ہو! اُس پوزر دوزی کا لکھنا کام دور سے بھی
 واضح تھا! تصویر قلائی نہیں بلکہ کمیرے کی تھی.....
” یہ یہ سائزہ میکلا کی۔“

”آپ پر شیان نہیں شہزادی صاحبہ!“ وہ پُر معنی انداز میں مُسکرا یا!
”میں جانتا ہوں کہ آپ گزرانِ اسٹیٹ کی شہزادی ہیں۔۔۔ شہزادی درودا نہ
ہو!“

”میں سچ پچ پاگل ہو جاؤں گی!“ وہ اس طرح بولی! جیسے نہیں میں بڑا رہی
ہو!۔

اب بتاذ۔ قاسم نے انکھیں نکال کر لیڈی جاوید سے پوچھا! تم جھوت
بھتی تھیں۔“

”سچ کہتی ہوں حیرت کے مارے مری جاتی ہوں۔ یادداشت کھو بیٹھنے سے پہلے
انتے طاقت ورنہیں تھے۔“

”بھیجنے پر گئی یادداشت۔ داداشت۔ مجھے بھورن لفی ہے!.....“
ادہ۔ چلو۔ چلو۔ ڈائنس رومن میں اب ہم کھانا ہی کھائیں گے۔“

”پہلا شناور داس وقت باہر کہیں کھائیں گے۔“
پلو بھیجنے ہے!“ قاسم سر بلکر بولا!“ اتنے کسن پاپا مجھے زبردگتے ہیں!

”وہ ڈائنس رومن میں آئے۔ قاسم کے لئے الگ میز رکائی گئی تھی۔ جس پر وہ تنہا
چاروں عنقرتیں دوسری میز پر تھیں۔ غالباً اب یہاں اُس کی خوش خواہی کا مظاہرہ
والا تھا!“

یہیں قاسم کو اس کی پروادہ نہیں تھی کہ کیا ہو رہا ہے! وہ تو کھانے پر ٹوٹ پڑا تھا۔
اور میں یہ بھی بھول گیا کہ اس کے علاوہ کوئی اور بھی کمرے میں موجود ہے!
”کیا ہیاں بھی نکل لیتے ہیں؟“ ایک رواکی نے پوچھا۔

”میں غافل!..... تھی تو اتنا ملبایا چڑا ہوں..... غاؤں..... غاؤں.....“
”وہ نوالچیا تاہو بولا!“

”بھی کھائیں دو جیں سے!“ لیڈی جاوید بولی۔
کیا یادداشت ختم ہو جانے سے پہلے بھی اتنا ہی کھاتے تھے!.....“

”ہرگز نہیں!“ لیڈی جاوید عنکاک ہجے میں بولی! پتہ نہیں۔ اب کیا
!”

شہزادی کی کہانی

1] قاسم نے ”اول ہپ“ کا فعروہ لگایا اور بڑی سی میز اور پرانی چیزیں
لگی جس پر لیڈی جاوید اپنی ہی جیسی تین لمبی ترکیبی اڑاکیوں سمیت بیٹھی
ہوئی تھی۔

قاسم نے میز کے دوپائے مضبوطی سے پکڑا کھے تھے! دیکھتے ہی دیکھتے میز اس کے
ہمراستے بلند ہو گئی۔ لڑکیاں تھیں اور قعیتے نکالنی رہیں۔ ایکچھ درود اسے اسی طرح
اٹھاتے رہا پھر لیڈی جاوید اپنی ہنسی پر قابو پانے کی کوشش کرتی ہوئی بولی!“ اب
بس بھی کرو..... مُتوڑ۔“

”ناہیں۔۔۔ آجھی۔۔۔ تو۔۔۔ مائیں۔۔۔ دوڑ۔۔۔ لاکاؤں۔۔۔ غا۔۔۔“
قاسم رُک رُک کر بولا۔۔۔

اور لڑکیاں پھیجنے لگیں۔۔۔ نہیں نہیں۔۔۔۔۔۔ پہنچ بھی مت۔۔۔“
”مُتوڑ میز رکھ دو۔“ لیڈی جاوید نے ذرا ڈپ کر کیا اور یہ بگڑا ہوا ہاتھی قابو
میں آگیا۔ جیسے وہ ڈپٹ ہمادت کا انکس ثابت ہوئی ہو۔۔۔

وہ آہستہ آہستہ میز کو نیچے لایا۔۔۔ اور اس کے چاروں پائے فرش پر ٹک
گئے ایسا کرنے کے لئے اسے بیٹھنا ڈلا تھا اس لئے توازن برقرار نہ کر سکا! اور منہ
سے بل میز کے نیچے چلا گیا۔ ایسا گلہ کہ پھر نہ اٹھ سکا اڑاکیوں نے میز سے کوکو کرائے

”قہے تھا مہمگاہے!“ قاسم جواب ان کی طرف متوجہ ہو گیا تھا منہ چلاتا ہوا بولا
کچھ نہیں تم کھانا لھاؤ۔ بات نکل ہی آتی ہے۔ ورنہ میں تو اب یہ چاہتی
ہوں کہ کوئی تمباڑے سامنے تمباڑی بخاری کا نام بھی دے۔“

”ہا ہا ہا ہا!“ قاسم نے بھاڑا سامنہ پھیلا کر تقدیر لگایا اور بولا: ”میں بخار
ہوں! یہ بخار ہوں.... کیوں تو میرا اور کرسیاں تک چباؤں۔....!“

”نہیں تم بخار نہیں ہو!“ کھانا لھاؤ۔ لیدی جادید نے کہا: اتنے میں
ایک ملازم نے کرے میں داخل ہو کر اطلاع دی۔“

”صاحب واپس آگئے بیں۔ کھانے کے بعد ڈرائیکٹ روم میں تشریف لائیے
یا سے.....“ قاسم کراہا: آگئے صاحب واپس!.....

آخوند ان سے بھاگتے کیوں ہو۔“ لیدی جادید نے یوچھا!

”جھے بشاکھا چھوڑ دیں نہیں جھانوں غا۔“

”کیوں نہیں۔ جب تم ہو!“

”بیٹے تو آپ ان کے بھی میں۔“ ایک لاکی نے میں کہا:“
کیا؟“ قاسم غرما کر گھر ابھوگیا۔

”ارسے..... ارسے.....!“ لیدی جادید بھی گھری ہو گئی۔ لیکن قاسم اس کی
طرف متوجہ ہوئے بغیر اُسی لڑکی سے بولا: ”جرا کہہ کر تو میکھیں کہ لیا ہوتا ہے؟“

”ارسے نہیں نہیں! میں نہیں کہوں گی!“ تم بیٹھ گئے۔“
میں کہتا ہوں اب میرا بیچا بھی چھوڑو۔ تمہارا بیٹا منور سال کہیں مر کچ
گیا ہو گا!“

”یہ تم نے کہاں کی باقیں چھر دیں۔“ لیدی جادید نے اسی لڑکی سے غصیل
بیٹے میں کہا جس نے قاسم کو چھپڑا تھا! وہ جہس کر رہ گئی!

”نہیں میں تو ابھی جاؤں گا!“ دیکھتا ہوں کون سالار وک لیتا ہے!.....“ قاسم کی
ڈھنی رو بیکٹھی! اور وہ کرسی الٹ کر دروازے کی طرف چھپا:.....
اس کے بعد وہ تینوں لوگوں کی بھی اس کے تیچے دوڑیں اور بالآخر تیسرے کرے میں
اٹے جاہی لیا۔..... ایک نے بھیٹ کر گاس کی کمر خام لی اور دوسروں نے گدگانہ شروع کیا!
قاسم وہیں رُک کر اچھلے کو دنے لگا:.....
وہ بُڑی طرح ہنس رہا تھا:.....

”ارسے نہیں..... بھی بھی ہی..... ہا ہا..... باع..... غبا..... ہا ہا ہا.....!“
تیسری نے تیچے سے دھکا دیا اور وہ اس لاکی سیست فرش پر دھر جو گیلہ جس نے کر
لعام رکھی تھی! -

پھر وہ دونوں بھی اس پر ٹوٹ پڑیں..... اور قاسم وہاڑا کر تھیتے لگاتا رہا.....
تینوں گدگار بھی تھیں..... وہ فرش بھی پر پڑا چلتا اور قیچے لگاتا رہا۔ جھلا ایسے میں اٹھ بیٹھنے
کتاب کے تھی.....!

”نہیں..... ہا ہا ہا..... جاؤں خا..... غا ہا ہا ہا..... الاقسم..... نہیں
جاوں خا۔ ارسے باب رے۔ ماچ کر دو!“

”نہیں نہیں! تم جاؤں گے!“

”کبھی نہیں جاؤں گا۔ الاقسم!“

وہ اسے چھوڑا کر ہٹ گئیں..... لیکن وہ پیٹ دیتا ہے ہنستا ہی رہا۔
اتنے میں لیدی جادید بھی کرے میں داخل ہوتی اور گلگار ان سے بولی: ”جاؤ.....
خلوٰم سب یہاں سے۔ کیوں اسے پریشان کر رہی ہو!.....“

”تم خواہ متوہ بورہ ہر سی ہو!“ ایک بولی! وہ تو چاہتے ہی میں کر پریشان کئے
ہائی.....!“

" غال غال !" قاسم ہانپتا ہوا بولا! آپ جائیے۔ سب ٹھیک ہے۔"

" دیکھا! دیکھا! خواہ مخواہ مری جاری میں! "

" لیڈی جاوید پھر کچھ کہنے والی تھی کہ ایک نے بڑا کربن بھاڑایتے۔ .. .

" قیوں؟ — یہ قیساوا؟ " اندر ہم سے میں قاسم کی آواز گنجی! اور پھر یک بیک

" اُس کے علاق سے بے ساختہ قسم کے بلکے۔ بخاری۔ ہر قسم کے تھیقے پھر مٹنے لگے۔ .. .

" ارسے ارسے ہی ہی ہی ہی الاقسم یہ نہیں ہی ہی ہی ہی

" ارسے باپرے ماہماہ ہی ہی ہی ہی ہاغ ہاغ

..... نہیں! "

ساتھ آنکھیں بھاڑتے تصویر کو گھورتی رہی تھی۔ پھر کھیانی سی ہنسی

۲
کے ساتھ بولی تھی۔

" آپ مذاق کر رہے ہیں! "

" ہوں! " قلندر غرایا! میرے متعلق آئندہ اس قسم کے لفاظ استعمال کرنے کی جرأت نہ کرنا تھیں۔ میں قم سے مذاق کر رہا ہوں! "

" پھر یہ سب کیا ہے۔ ! "

" تمہاری تصویر ہے! "

" نامنکن سے — مجھے خراب میں بھی کبھی ایسا ملبوس نصیب نہ ہوا ہوگا۔ اور یہ جزا
تاج — ! یقیناً کسی فلوج را فر کے ہاتھ کی صفائی ہے! — "

" وہ کس طرح — "

" کسی دوسرے جسم پر میرا چھڑہ فٹ کر دیا گیا ہے! "

" اور یہ تاج بھی اسی طرح پہنایا گیا ہے — کیوں؟ — "

ساتھ کی الجھن بڑھتی رہی! — آخر اس نے جھنگلا کر کیا! آپ نے مجھے یہ تصویر کیوں
دکھائی ہے اور مجھ سے کیا چاہتے ہیں! "

" یہی کہ حالات کا پامردی سے مقابلہ کرو! — تم اسٹیٹ کی صحیح دارث ہو! "

" ارسے میں عبد المغفور کی لٹاکی ہوں۔ جملے والے متہادت دین گے کہ وہ مجھے بچپن
ہی سے جانتے ہیں! "

" انہیں بھی تھم میں جھوکو اور عبد المغفور کو بھی! — ایک روشن ترین مستقبل تمہارا
ستغیر ہے! — "

" میری سمجھ میں کچھ بھی نہیں آ رہا! — "

" وہ لوگ تھیں درغلانے کی کوشش کر رہے ہیں! — "

" کون لوگ؟ " ساتھ چونک پڑی! — "

" دہی — جو — کچلی — نات — تھیں — اپنے — ساتھ — نے
لئے تھے! "

ساتھ کے ہاتھ پر پھول گئے! — قلندر کی انکھیں پیلے سے بھی زیادہ خوفناک ہو
گئی تھیں! — وہ تو بھی تھی کہ بات بناتے میں کامیاب ہو گئی ہے۔ اس کی اس کہانی پر
لطفیں کر دیا گیا ہے کہ ہنگامے کے بعد وہ ہٹل سے نکل بھاگی تھی اور ایک لیکے میں دم
لیا تھا! — تو یہ قلندر سب کچھ جانتا ہے؟ اب کیا ہو گا! —

اس کا سرچکٹا تارہ تھا! اور انکھوں کے سامنے تاریخی کے دل بادل امنڈتے
ہے سرکری کی شپت سے مل گیا!

کچھ دیر بعد اس نے تھوس کیا کہ قلندر اسے آوازیں دے رہا ہے۔ اس کا شانہ
الرہا ہے۔

" ساتھ ساتھ لوپانی پی لو! — "

یقیناً وہ پیاسی تھی۔ اتنی کہ حلقوں میں کامنے پڑے جا رہے تھے!.....

چھر گلاس اس نے اس کے ہوتلوں سے لگادا تھا اور وہ ایک بھی سافس میں خالی کر گئی تھی!..... ذہن پر اب بھی دصدھی چھاتی ہوئی تھی!.....

”تمہیں آرام کی ضرورت ہے!“ قلندر نے نرم ہٹے میں کہا!-

وہ کچھ نہ بولی بدستور انھیں بند کئے کہی کی پشت گاہ سے تکریبی!..... قلندر بھی غاموش ہو گیا تھا! دس منٹ گزر گئے! بھڑکی کی تک ناک اُس کے ذہن

پرستیوڑ سے سے لگا رہی تھی!-

اس کی سمجھ میں نہیں! میں غداری کی ترتیب نہیں ہو سکتی!“

غداری!“ قلندر چونک پڑا،..... کس سے غداری۔ تم میری پرائیویٹ سیکرٹری ہو!

”اب کسی طبیعت ہے!“ قلندر نے کچھ دیر بعد پوچھا۔

”ٹھیک ہوں!“ وہ تھوک تھل کر مردہ میں اواز میں بولی!-

”گفتگو جاری رکھوں۔ یا پھر کسی دقت!-

”کہئے کہتے۔ جو کچھ کہنا ہو!-

”اس کے حادہ اور کیا ہوں کہ مجھے تم سے شکایت ہے۔ آخر تم نے یہ بات مجھ سے کیوں چھپائی۔ میں اچھی طرح جاتا تھا کہ وہ تمہیں لے گئے ہیں! ظاہر ہے کہ خود ہی

وہ اپنے بھجوادی نے میں کو تھکوئی مصلحت ضرور ہرگئی تھا! میں درمیان کسی قسم کا تھجورہ ضرور ہوا ہو گا!-

”میں نہیں جانتی وہ لوگ کون ہیں!-

”میں اچھی طرح جاتا ہوں!.....“

”پھر اپ ہی بتائیے کہ ہمارے درمیان کسی قسم کا تھجورہ ہوا ہو گا!“

”ساتھ رہے!“

”وہ سبھل کر بڑی گئی! اتنی دیر میں بھول ہی گئی تھی کہ کس سے بچکلام ہے!“

”م۔ میں..... مطلب یہ کہ..... میری بھوگ میں نہیں آتا!.....“

قطعنی نہیں سمجھ سکو گی میری رہنمائی کے بغیر۔ مجھے ڈرد ہے کہ کہیں کسی دلدل میں نہ پھنس جاؤ۔“

”پھر بتائیتے۔ میں کیا کروں!-“

”مجھے سب کچھ بتا دو۔“

”نہیں نہیں! میں غداری کی ترتیب نہیں ہو سکتی!“

”غداری!“ قلندر چونک پڑا،..... کس سے غداری۔ تم میری پرائیویٹ سیکرٹری ہو!

”اوہ۔ میں کیا بکھری!..... میرے خدا!“ وہ اپنی پیشانی مسلط ہوئی بولی۔

”ساتھ رہے!“

”جی۔!“ وہ خوفزدہ سی آواز میں بولی۔.....

”میری طرف دیکھو!“

انھیں چار پہنچیں اور ساتھ کو ایسا عسوں جو جیسے اُس کی قوت ارادی جواب دے گئی ہو! وہ اس طرح بولی جیسے خواب میں بول رہی ہو! وہ سیکرٹ سروس والے تھے! ان کے جیتنے مجھ سے کہا تھا کہ آپ غدار ہیں..... ایک غیر ملک کے لئے پا سوی کر رہے ہیں! میں آپ پر نظر رکھوں اور آپ کی مصروفیات سے انہیں مطلع رکھی رہوں!-

”دفعتا وہ باواز بلند ہیں پڑا..... جو ہے! جو ہے!“ اس سے پہلے کبھی اس نے

اے قبیلہ لگاتے نہیں دیکھا تھا! اے بڑا دروازنا قبیلہ تھا۔ جیسے بیک وقت ہزاروں

خوبی رو جیسی پنج پڑی ہوں۔

اس نے بوکھلا کر دنوں ہاتھوں سے اپنا چہرہ چھپایا۔...
کچھ دیر بعد فلندر نے اس کا شامانہ تھکلتے ہوئے زم پہنچے میں کیا! میں تمہارے اس
جذبے کی قدر کرتا ہوں کہ تم نے مجھے خدا رحمجھ لینے کے بعد میری وفادار بہنے کا ارادہ
ترک کر دیا تھا۔ مگر اچھی رواکی۔ وہ بد معاش خود خدار ہیں! میں عرصہ سے ان کی
تارک میں ہوں! جہاں کوئی واضح ثبوت ہاتھ آیا وہ سلاخوں کے تیچے ہوں گے!—
سیکرٹ سروس والے اس طرح ہنگامہ برپا کر کے لوگوں کو نہیں اٹھواتے پھرتے!

ساتھ کچھ نہ بولی!

فلندر نے پھر کیا؟ تم نے بہت اچھا کیا جھے آجہا کر دیا! اب میں انہیں دیکھوں گا
کیا اسی شخص نے خود کو سیکرٹ سروس کا چیخت خاہر کیا تھا جس کے باقیں بیڑے پر زخم
کا گہرا داغ ہے!—

”جی ہاں۔ وہی!“ ساتھ چھرے سے ہاتھ ہٹاتے بغیر بولی!
”کہاں جاتے گا۔ جس سے پچ کرے!“

”یہ سب کیا ہے۔ مجھے بھی بتائیتے۔“

”کچھ نہیں! اب تم ان کے لئے میری سراغری کرو گی!“ اس نے زبردی میں ہٹنی
کے ساتھ کہا!—

”نہیں مجھ سے کچھ نہ ہو گا! مجھے گھر بھجوادیجھے!—“

”اب گھر لکھنی تو پوری طرح تباہی کے خار میں گروگی! میری ہی حفاظت میں بہتر
زندگی سسر کر سکو گی!— تم بالکل نہیں تھیں کہ وہ کیا چاہتے ہیں!“

”خدا را آپ ہی مجھا دیکھئے ورنہ میں پاگل ہو جاؤں گی!—“

”اچھا تو سووا! یہ کہاں اب سے دو سال پہلے شروع ہوئی تھی۔ گذراں اسٹیٹ

کی شہزادی در دار یورپ کی تھی! وہاں حیرت انگریز طور پر غائب ہو گئی! اُس کے ساتھ جو
ذمہ دار شخص گیا تھا اس نے یہ بات چھپا ڈالی۔ وہ اب تک اسٹیٹ کے سربراہ کو دھوکے
میں رکھے ہوئے ہے وہ کہتا ہے شہزادی کی خد ہے کہ وہ پانچ سالی یورپ میں گذرا ہیں گی!
اسٹیٹ سے باقاعدہ طور پر اس کے اخراجات کے لئے بڑی بڑی رقمیں وصول کرتا ہے!
اوہ شہزادی کی نلایاں میں ہے۔ لیکن اب اسے بھی چھپن لگا ہے کہ وہ زندہ نہیں ہے!
تم حیرت انگریز طور پر شہزادی سے مشاہدہ ہوا۔ یہ اسی کی تصویر ہے جو میں نے تمہیں
دھکائی ہے۔ میں اس بد معاش سے جس کا تم تے ذکر ہے کیا ہے عرصہ سے واقع
ہوں۔ مجھے سن گئی میں کہ ان لوگوں نے شہزادی کی کسی مشکل کو تاثر لیا ہے! اور اسے
شہزادی بنا کر پہنچ کر دیں گے! جھان بنی کرنے پر پتہ چلا کہ وہ تم بڑا اسی درمان میں
اتفاق سے یہ بات بھی ساختے ہیں کہ میرے ایک دوست کے گھر سے تمہارے ہر ایک
ہیں! چھر میں نے ایسی تدبیرا خیال رکیں کہ تم میری پامیوٹ سیکرٹری بن سکو۔ حالانکہ
اس سے پہلے میں نے کبھی کوئی مرد سیکرٹری بھی نہیں رکھا۔ مقصد یہ تھا کہ میں تمہاری
حفاظت کر سکوں۔ تمہیں ان کا آئندہ کارنر بتئے دوں!

فلندر خاموش ہو کر کچھ سوچنے لگا۔....

”لیکن وہ مجھے در غلانا چاہتے تو وہ غلامی سکتے تھے۔ میں اپنا سارا وقت تو
آپ کے ساتھ نہیں گذاریں گے!“

”قطعی نہیں! انہیں موقع کون دیتا ہے!..... میں وزانہ اپنی حفاظت میں
تمہارے گھر پہنچتا تھا اور اپنی ہی نگرانی میں گھر سے واپس لاتا تھا۔ ادھر کچھ
دنوں سے تمہیں احساس ہو سکتا تھا کہ کوئی تمہاری نگرانی کرتا ہے!“

”نت۔ تو۔ وہ داڑھی والا!“

”بان! وہ میں ہی تھا! جب تم نے اس کا ذکر کیا تو ہمیں حیدر سے کہ دیا اور وہ

جاہسوسی دنیا

میرے چکر میں پڑا گیا تو پھر مجھے دوسرا جھیل بدلنا پڑا۔“
”اس کے بعد جبھی آپ میری بخوبی کرتے رہے تھے۔“
”یقیناً۔“

”لیکن میں اندازہ نہیں کر سکی تھی۔“

”فلندر کچھ نہ بولا! تھوڑی دیر بعد سائزہ نے کہا! ایک دن جب میں کمپن حمید
کے ساتھ تھی تو کسی نے اس پر خبر چھینکا تھا!“

”محض اس لئے کہ وہ مقیارا بیچا چھوڑ دے۔ مقصد ماڑا لانا نہیں تھا۔ ورنہ
میراثاں کبھی خطا نہیں کرتا۔ میں نے کرسی کے فریم کے اوپری ہی حصے کا نشاٹ زیاد
تھا!“

”میرے خدا۔ اگر وہ مر جاتا تو۔ لیکن آپ نے اتنا بڑا خطرہ کیوں مول
لیا تھا؟“

”محض تمہارے لئے میں نہیں چاہتا کہ تم بھی روتنی پھر وہ بیک وقت شہر کی
تین سوراں کیوں سے عشق کرتا ہے۔“

”ادہ۔ مگر وہ اتنا وہیں اور چالاک ہے۔“
”کیا مطلب ہے؟“

”اس نے یہی خیال ظاہر کیا تھا کہ خبر چھینکنے والا آپ کے علاوہ اور کوئی نہیں ہو
سکتا!“

”ہو گا!“ فلندر نے لاپرواٹی سے شانوں کو جنبش دے کر کہا۔ ”مجھے
پرواہ کب ہے؟“

”پھر کمرے کی فضا پر بوجل سا سکوت طاری ہو گیا۔“
”سائزہ سوچ رہی تھی کہ یہ سب کیا ہو رہا ہے؟.....“

جاہسوسی دنیا

”اور اب۔“ ”فلندر کچھ دیر بعد بولا!“ وہ دوسرے ہتھنڈے سے استعمال کرنا چاہتے
ہیں۔ قم سے اس طرح رسم و راہ پیدا کر کے تمہیں اپنے اعتماد میں لیں گے۔ لیکن کیا تم
کسی کو دھوکا دیتا پسند کرو گی۔؟“

”میں تمہیں سمجھی!“

”کی تم شہزادی دروازے بننا پسند کرو گی!“

”ہرگز نہیں!“

”شکر ہے! مجھے تم سے یہی امید تھی!“

”آخر دھنے اس پر آنادہ کیتے کرتے!“

”پسے میں بڑی قوت ہے۔ اور اگر تم اس پر بھی نہ مانتیں تو وہ تمہیں بلیک
میں کرنے کا کوئی ذریعہ تلاش کر لیتے!“

”کون سا ذریعہ۔ میرے ساتھ الیسی کوئی کمزوری نہیں ہے جس کی بنا پر بلیک میں
کی جاسکوں!“

”وہ قم سے کسی کو قتل کر سکتے ہیں! اور اس قتل کے عینی شاہد بن کر تمہیں دھمکیاں
دے سکتے ہیں!“

”ارسے نہیں۔“ اس نے مُردہ سی ہنسی کے ساتھ کہا۔

”اُن جیسے توگوں کے لئے سب کچھ ملکن ہے۔ خیر یہ تو بتاؤ کہ تم انہیں میرے
مشلق کوئی اطلاع کیسے دو گی۔“

ان کا کوئی آدمی ہر وقت یاں ہو گل میں میری بخوبی کرتا رہے گا! میں کو ڈبیری

چوکلیٹ کے کورکی پشت پر اپنی روپرٹ مکھوں گی اور دُنگ بال کے ڈست بن میں
ڈال دوں گی!..... وہ اسے دیاں سے نکال کر بیٹھ تک پہنچا دے گا!“

”لیاں اس عمارت کی نشاندہی کر سکو گی جہاں لے جائی گئی تھیں۔“

”نہیں! اگلاری عمارت کے کسی اندر ورنی حصے میں مجھے لے گئی تھی اور وہ میں سے لائی تھی۔“

”اور یہ محض اسی لئے ہوتا تھا کہ تم عمارت کی نشاندہی نہ کرو۔ لیکن میں اچھی طرح بحالت ہوں! اے میں ان کے حالات سے بہت زیادہ باخبر ہوں۔ اسی لئے وہ چاہتے ہیں کہ مجھے ہر وقت اپنی نگرانی میں رکھیں۔“

”تو کیا وہ آپ کو قتل نہیں کر سکتے ہا۔“

”کہ سکتے ہوئے تو کبھی کے کرچے ہوتے۔ میں ان جیسے درجنوں پر بھاری ہوں!“
سائزہ اُسے ایسی نظروں سے دیکھ رہی تھی جیسے سیلی باردیکھا ہو!۔
”اچھا دیکھو!“ تلندر کھد دیر بعد بولا! میرے متعلق تم وہی روپور میں لکھا کر دی۔
جو میں ڈکیٹ کروں گا!۔ پھر تم پر بولیں پوری آزادی کے ساتھ ڈسٹ بن کی نذر کر سکوگی!۔ میں ان کے جراحت ان کے منہ بردارنا چاہتا ہوں..... اچھی لڑائی کیا تم میری مدد کروگی!۔ میں پورے معاشرے کو ایسی گندگیوں سے پاک کرنا چاہتا ہوں!۔“

”جو کچھ بھی مجھ سے بن پڑے گا ضرور کروں گی!۔“

”لیکن تم مجھے اطلاع دیے بغیر ان جگبیوں پر ہرگز نہیں جاؤ گی جہاں وہ نہیں طلب کر سکے..... ورنہ نہیں اپنی اس غلطی کا خیاڑہ جھلتا پڑے گا!۔ وہ نہیں بلکہ میں کرنے کے لئے کسی قسم کا مواد ضرور جیسا کر لیں گے!۔“

”بہت بہتر!“ سائزہ نے کاپیتی بونی سی آواز میں کہا۔

خوفزدہ بیٹی

دوسرے دن حمید نے پتہ لگا ہی لیا کہ وہ کہاں رہتی تھی! لیکن یہ
نہ معلوم ہو سکا کہ اس نے وہ دونوں بیانات کہاں پہنچاتے تھے.....
فرحان نزل کے ایک فلیٹ میں تینہارہ تھی تھی!۔ آنگریز نام تھا! اٹھنے والے اینی کہہ کر مخاطب کرتے تھے۔ ڈیلوئی پر جاتی تو بہت ہی معمولی قسم کے بابس میں نظر آتی میکن جب شام کو اپنے فلیٹ سے برآمد ہوتی تو پہچانا دشوار ہو جاتا!۔ وہ آنگریز تو معلوم ہی نہ ہوتی جو تارگھر کے کاؤنٹر پر بیٹھ کر ہماں سے روانہ ہونے والے نازدیک میکر کرتی تھی! بالوں کا اسٹائل بدلتی۔ ایسی ملپ اسٹ اسٹ اسٹھان کرتی کہ ہونٹ انگارے معلوم ہوتے۔ اسکرٹ اور بلاوز اسٹر جاتے۔ ان کی جگہ نفیں قسم کی ساریاں لیتیں!۔
اور ان پر بغیر آستین کے بلاوز پہنے جاتے!۔

چھوڑ وہ بوقتی اور نومی چار کا کوئی بڑا قمار خانہ..... بلے سے ہو لڑاکی بیگڑ لٹاکر ہلکے ہلکے کش لیتی اور اس طرح مسکرا کر داؤں پر پسیے جو بھکتی تھی جیسے خود کسی المسال کی مالک ہو!۔

تیسرا رات حمید بھی اس کے پیچے ہی پیچے ایک کاسینو میں داخل ہوا۔
ہماں ہر میز پر کاسینو ہی کا ایک آدمی ضرور موجود رہتا تھا! تین باہر کے ھلکاڑی ہوتے تھے اور ایک وہ خود ہے! زیادہ تر فلاش ہوتا تھا! بڑی لمبی لمبی چالیں ہوتیں حمید کو اس کے قریب ہی کی ایک میز کی جگہ پر ملی! انداز سے معلوم ہوتا تھا کہ اینی کے ساتھ

اُسے پہلے سے جانتے میں اور ابھی تک اس کے مشغول رہے ہوں! اس کی میز پر کھیل شروع ہو چکا تھا! حمید کی میز پر صرف ایک آدمی تھا! اور یہ سو فیصدی کا سیپنہ بھی کا کوئی شار پر تھا!..... اس نے حمید سے کہا! آؤ! کیا ضروری ہے کچھ اور بھی ہوں! میں ہمیشہ لمبی چالیں چلتا ہوں بقیہ دو کی کمی پوری کر دوں گا!—!

”کیا ہیاں ہر میز پر چار ہی ہوتے ہیں!“ حمید نے پوچھا!

”زیادہ بھی ہو سکتے ہیں! مگر ایسا ہوتا نہیں۔ کیا خیال ہے؟“

”ہو جاتے۔!“ حمید نے لاپرواٹی سے شانوں کو جنتیں دی! مقابل نے تاش کی گذڑی نکالی اور پھٹینے لگا! پھر مکار بولا! میں بانٹوں یا ماس کرو گے!—!

”ٹاس!.....“ حمید نے جیب سے ایک سکہ نکالتے ہوئے کہا!

”ٹاس کیا گایا!..... اور جیت مقابل ہی کی رہی اس نے پتے باٹے اور جو کر نکال کر سامنے رکھتا ہوا پولہ اپہلہ ہاتھ ہمیشہ ہارتا ہوئی!—“

لیکن پتے ہاتھ میں اسی کی جیت رہی!..... دوسری بار جیب وہ پتے پھینٹ رہا تھا حمید اس کے ہاتھوں کی حرکات کا بغور شاہد کرتا رہا!—

دوسرے ہاتھ میں مقابل کی چال معمولی رہی!..... اور حمید جیت گیا!— اس بار تاشوں کی گذڑی حمید کے ہاتھوں میں آئی۔ اور اس نے بُرا سامنہ بنا کر پوچھا!— ”لکن راتوں سے استعمال ہو رہی ہے؟“

”پتہ نہیں!.....“

”اتا بڑا کامیون ہے!..... اور یہ روزانہ تاش نہیں بدلتے!“ حمید نے کہا اور نیوں کے ساتھ اس کی کارروائی جاری رہی!

”کیوں کیا خرابی ہے۔ پتوں میں!—!

”میں ہمیشہ نئی گذڑی استعمال کرنے کا عادی ہوں!—!

”چلو بانٹو!— ابھی دوسری طلب کر لیں گے!—!

حمید نے پتے باٹے!..... شار پنگ کر گیا تھا!..... خود ایکے کی تریل لگائی تھی اس کی طرف بادشاہ کی بڑھادی!..... پتے اٹھاتے ہی مقابل کا چہرہ پل بھر کے لئے کھل اٹھا پھر ایسا معلوم ہوا جیسے اس پر مرد فی چھاگی ہو!— اس نے بُرا سامنہ بنا کر پال چلی!..... حمید نے بڑھ کر رقم نکالی۔ مقابل نے اس بار اس کی دو گنی رقم نکالی اور مقابل نے جنبھلہ کر شو کر لیا!— حمید نے پتے دھکاتے اور کل رقم گھیٹ کر سامنے رکھی!—

مقابل اسے کینہ تو ز نظروں سے دیکھ رہا تھا!

دفعتناً ایسی کی میز سے قفقے بلند ہوتے! حمید اس کی طرف متوجہ ہو گیا!— اینی کی میز کے تینوں جواری بُری طرح ہنس رہے تھے اور اینی ان پر دامت پیس رہی تھی! وفتح اس نے اپنا نیٹی بیگ اٹھایا اور سُنْتے والے جاریوں میں سے ایک کے سامنے پر لپٹنے مارا!—

وہ کسی قدر نہ نئے میں بھی تھا!..... بچاؤ کے لئے اس نے پنجھے ہلکسکنا چاہا لیکن تازان برقرار تر رکھ سکنے کی بنا پر کرسی سمیت الٹا گیا!— اس کے منزہ سے مغلظات کا طوفان انہیں رہا تھا! ساتھیوں میں سے ایک نے اینی کے بال پکڑ لئے!.....

حمدید اینی میز سے الٹا کر ان کی طرف لپکا!..... دوسرے دُور سے غاصہ دیکھ رہے تھے اس نے کچھ کہے تھے بغیر بال پکڑنے والے کی کلاں پر باتھ ڈال ریا!— اس وقت وہ قطعی طور پر ہجول چکا تھا کہ ہیاں اس کی موجودگی کا مقصد کیا ہے!..... وہ تو بس ایک

خوبصورت لڑکی پر اس قسم کی زیارتی نہیں یہداشت کر سکتا تھا۔ محض کلامی پر ہاتھ ڈال دینے سے مقدمہ حاصل نہ ہوا تو اس نے اس کے ساتھیوں کے سنبھلنے سے پہلے ہی ایک زوردار پاٹھے اس کے منہ پر جڑا دیا۔ اب پھر تو نہ صرف اینی کے بال چھوٹ گئے بلکہ وہ بھی لڑکھڑا تا۔ لئے کئی قدم کے فاٹے پر جا گرا۔ ہر لپچ گیا اس کے دونوں سامنی محبی پر چھپے! اور محبی نے انہیں گھونٹوں پر رکھ لیا!... پھر پہلے جس کے منہ پر ہاتھ پڑا تھا وہ بھی اُکران میں شامل ہو گیا۔

دفتتا ایک گر جبار آواز اس شور سے اجھری۔

”خبردار۔ الگ ہٹ جاؤ۔ درنہ فائرنگ مشرد ع کر دوں گا۔“

دوسرہ شور فوری طور پر دب گیا اور صرف وہی آواز سنائی دیتی رہی۔ ہٹ جاؤ..... الگ ہٹو..... ایک دو۔ تین۔“

محبی نے ہاتھ روک لئے لیکن اس سے پہلے ہی دوسروں کے ہاتھ روک گئے تھے! اس نے اس آواز کی طرف مردکر دیکھا..... ایک تارہ جسم کی اعشار یہ چار پانچ کا ریواں سنبھلے کھڑا تھا! اس کے چہرے پر سایہ رنگ کی گھنٹی ڈالا۔ جسی تھی!..... اور آنکھوں پر ایک کروکس کی عینک!..... آنکھیں واضح طور پر نہیں نظر آرہی تھیں!“

”چکڑا اس نے مشرد ع کیا تھا!“ وہ کھٹکتے اندر میں گزایا۔

اُن میں سے کوئی کچھ نہ بولا اب۔ محبی نے اینی کے چہرے پر ہوا یاں اڑتی دیکھیں! دوسرے چکڑا نکلنے والوں کی حالت بھی بہتر نہ تھی! وہ تو اتنے نزدیک ہو گئے تھے کہ اس کے سوال کا جواب بھی نہ دے سکے!

”یکو جلدی سے۔“ وہ ریواں کے ہاتھ کو جبش دے کر پھر گزایا!.....

”اُن لوگوں نے ان خاتون کی توہین کی تھی!“ محبی نے اسے گھوڑتے ہوئے کہا۔

”کیا تم اس کے ساتھ تھے۔“

”ہم دونوں ایک دوسرے کے لئے قطعی اجنبی ہیں!“ محبی نے جواب دیا!
کیا تم اس کا سینگوں کے قواعد و ضوابط سے متفق نہیں ہو؟“

”نہیں! میں یہاں پہلی بار آیا ہوں۔“

”اچھا تم دونوں میرے ساتھ آؤ!“

وہ ریواں کو جیسے میں رکھ کر ایک جانب مدد گیا۔

”کیا یہ ضروری ہے!“ محبی نے تیز لمحے میں پوچھا۔

دُرک کرم را نیچے سے اور پنک اسے دیکھا! پھر ہال کا جھٹی نظروں سے جائزہ لیتے ہوئے ہاتھ اٹھا کر کسی کو کچھ اشارہ کیا! اور خاموشی سے اسی جانب مدد گیا جو صراحتا رہا تھا!

وہ قضا محبی نے اپنی نیچت پر کسی چیز کی چیزوں محسوس کی اور کسی نے ابھرنا سے کہا۔

”چلتے رہو! درنہ گولی مار دوں گا!“

محبی نے دونوں ہاتھ اٹھا دیتے..... اور اس کے اشاروں پر چلتا ہوا ایک دیسخ کر کے میں داخل ہوا۔

”واڑھی والا ایک بڑی میز کے تیچے بیٹھا ہوا اسے گھوڑے جا رہا تھا! اینی بھی اسی کے برابر اسکھڑی پوئی۔

”تم!“ بھاری بھر کم آدمی اینی کی براف انگلی اٹھا کر قہر آلو دا اواز میں بولا!“ تم نے اس کی بہت کیسے کی تھی!

”وہ۔ وہ۔ جی سس کر اسٹ کا مفعکہ اڑا رہتے تھے!“ اینی کا نیتی ہوتی آواز میں بکھاری۔

”یہ سب کچھ میرا ہے۔ جی سس کر اسٹ کا نہیں!“ وہ میز پر ہاتھ مار کر دہڑا!

بیہاں میرے علاوہ اور سرایک کا مفکرہ اڑایا جا سکتا ہے؟"

پھر وہ یک لخت ہمید کی طرف ملا کر بولا "اور تم ایک ہزار روپے بیہاں رکھ دو۔"

"وہ کس خوشی میں سرکار؟" ہمید نے مسکرا کر پوچھا:

"تم تھے کاسینو کے قواعد کی خلاف درزی کی ہے! اس کے لئے تم پر پانچ ہزار روپے تک کا جرماء کیجا سکتے ہے؟"

"اس قسم کی مزادینے کے اختیارات تھیں بیہاں سے ملے۔"

میں ان انہ صور کو کیا گھوون جو کاسینو میں داخل ہوتے وقت نوٹس بورڈ پر نظر نہیں
ڈالتے۔ پروہ سخنی جو کاسینو میں داخل ہوتا ہے نوٹس بورڈ کے قریب سے گذرتے کے بعد بیہاں کے قاعد و ضوابط کا قوتوں ناپابند ہو جاتا ہے!

"کیا ہے نوٹس بورڈ پر؟"

"بھی کہ بیہاں داخل ہونے والا میری ہر صی کا پابند ہو گا..... کسی بھی جگہ کے اطلاع
محظی دی جائے گی۔ خود ہی اسے پیٹا کی کوشش کرتے والے کو جرماء ادا کرنا پڑے گا!"
بیہاں داخل ہونے کا مطلب یہ ہے کہ تم فوٹس پر لکھی ہوئی دلائل کی شرائط سے متفق ہوا اور
میرے فیصلوں کو کسی بھی عدالت میں جیتنے نہیں کیا جاسکے گا!"

"یہ تو تم کسی انتقامی متعے کے کپاٹیکی سی حرکت کر بیٹھے ہو!" ہمید نے مسکرا کر کہا۔
"بکواس جذکرو! وہ غرایا! چپ چاپ ایک ہزار روپے بیہاں رکھ دو.....
ورز کپڑے اترو اکر بارہ پھنکوادوں کا!"

"خوب!" ہمید کی مسکرا ٹھکنکیک آمیز تھی..... وہ دانت پیٹا ہوا اٹھا
اور ہمید کو گھوڑتا ہوا آہستہ آہستہ اس کی طرف بڑھنے لگا! لیکن ہمید کے اٹھیاں میں ذرہ
برابر بھی فرق نہیں آیا تھا! وہ جہاں تھا وہی کھڑا رہا و فتحا مقابل کا تھا اٹھا لیکن ہمید
جو اس کے تیور کو کاچھی طرح سمجھ گیا تھا اس سے پہلے ہی غوطہ لگا گیا! پھر قبل اس کے کہ وہ

دوسرے حملہ کرتا..... اس کے پیٹ پر زور و اتر قسم کی گلگری..... چاروں شانے چت گرد
پھر اٹھنے کی مہلت کیے ملتی ہمید جانتا تھا کہ اگر ایک بار بھی اس کی گرفت میں گما ٹو چھلکا را
مشکل ہو گا!..... مختلف قسم کے جھوٹوں کی بناوٹ ہی سے وہ اُن کے ٹاپ کا اندازہ لگا
لیتا تھا! لہذا اس کے دوبارہ اٹھنے سے پہلے ہی ایک کرسی اٹھا کی اور سر پر دے ماری
پھر پہلے دوپے وار کرتا ہی رہا!

اینی کھڑی بُری طرح کا پر بھی تھی!..... پھر یک بیک چونکی اور
جھپٹ کر بیاں کی جانب والے دروازے کی سکنی چڑھا دی! ہمید اب بھی

کر سے ہوئے آدمی کے سر پر کری کی ہڑ بیگنی گلتے جا رہا تھا.....
ایسی نے دیکھا اب اس نے دوبارہ اٹھ بیٹھنے کی کوشش ترک کر دی ہے! اشامد
بیہو شہی بوجی تھا.....

وہ تیزی سے ہمید کی طرف بڑھی اور اس کا ہاتھ پکڑا کر ہانپتی ہوئی بولی۔ "بھاگو!"
درز۔ ہماری۔ ہڈیوں نک۔ کا پتہ نہیں پلے گا!

ہمید نے کرتی فرش پر ڈال دی اور اس کی طرف مڑ کر ایسی نظر دی سے دیکھنے لگا
جیسے بات سمجھ میں نہ آئی ہو!.....

"بیہاں آئے دن لا شین گھر میں بھائی جاتی رہتی ہیں!۔" اینی پھر بولی!.....
ہوں! تو پھر۔! ہمید کا ہمچھی غصیلا تھا!

وہ مجھے تو ہرگز زندہ نہیں چھوڑ دی گے..... خدا کے لئے چلو۔ مجھے بچاؤ!
وہ جلدی جسدی بولی!.....

ہمید دروازے کی طرف مڑا..... لیکن وہ راہ میں حائل ہوئی بولی۔ "ادھر
سے نہیں!۔ ہمیں یہ وسلامت دیکھ کر اہمی شہر ہو گا!..... اور... اور..."

"تم عجیب آدمی ہو۔!" حمید نے جھنجلا کر کہا، تو پھر کیا نقاب رکھا ہیں گے۔ اس کمرے میں اس کے علاوہ اور کون سا دروازہ ہے۔" وہ جواب دیتے بغیر کمرے کے ایک گوشے کی جانب بڑھی۔ اور پھر اسی گوشے کا قابین الٹ کر حمید کی طرف مڑی اور قریب آئے کا اشارہ کیا۔ "اسے اٹھاؤ۔" اس نے قریب پہنچنے پر فرش کی طرف اشارہ کرتے ہوئے کہا۔ حمید نے جھک کر دیکھا۔..... گھر کے دھکن سے مشابہت رکھنے والا ایک فولادی مستطیل فرش پر نصب تھا۔

اسے اس کی جگہ سے بٹا دیتے میں کوئی دشواری نہ ہوتی! اس طرح نایاں ہونے والے خلاسے ایک آدمی اپنا سانی گذر سکتا تھا! اینی نے اس میں اترنے پر سے آہستہ سے کہا، "میرے تینچھے چلے آؤ!" حمید نے اس کی تقدیم کی، اور یعنی کہی تاریخی تھی! لیکن وہ یائیں جانب والی دیوار ٹوٹتی ہوئی۔ آہستہ آہستہ زینے طے کرتا رہا! پھر سطح زینی سے پیر گلے اور اینی کی سرگوشی سنائی دی، "میرا ہاتھ پر کپڑا سے ہوتے چلتے رہوں۔"

حمدی نے آواز کی جانب ہاتھ بڑھایا اور اندر ہیئت میں دو ہاتھ ٹکرائے! پھر وہ اندر ہیئت میں رشکتے رہے۔ مختوڑی دیر بعد شدید قسم کی بدبو کا جھپکا آیا۔ اور اینی جلدی سے بولی، "اب ہم گھر میں چل رہے ہیں! پیلوں اور پرچڑھالو۔ پر ضرور دو ہیں گے!" حمید کچھ نہ بولا، اُنک کراس نے پیلوں کے پانچھے عینی اونچائی تک موڑے جائے موڑ لئے اور پھر چلنے لگا۔ پانی ٹکنوں سے اور پر تھا، جوتے ڈوب گئے تھے!

بدبو سے دم گھٹ رہا! سختی سے ہونٹ پر ہونٹ جائے وہ چلتا رہا۔ "کچھ دیر بعد اینی تے کہا! " اب یہاں اپنے ہاتھ اوپر اٹھا گھر گھر کا دہانہ تلاش کر رہا۔" رُڑا کیوں کے ساتھ ہیئتھر گھر ہی میں گرانا پڑتا ہے؟ کاش میرا باب کتوارا ہی مر ہوتا۔" اس نے اپنے ہاتھ اوپر اٹھا تے اور انہیں ادھراً دھر گردش دیتا رہا۔ بالآخر گھر کا دہانہ مل بی گیا! حمید نے دونوں ہاتھ لے کر ترکھا کر زور کرنا مشروع کیا اور اسے اپنی جگہ سے اکھاڑا تے میں کامیاب ہوئی گیا! کھلے ہوتے رہاتے سے دھندنی روشنی پہنچے آئی! کچھ دیر بعد وہ گھر سے باہر تھا! پھر اس نے اپنے دونوں ہاتھی خیڑھاتے اور اینی کو سمجھ اور پہنچنے لیا! گل سنسان ٹڑی تھی! گل کے دونوں سروں پر ایک ایک مالیکر کیلیں پول تھا، اور دو سیلوں کی روشنی اتنی بڑی گل کے لئے ناکافی تھی! گھر کا دہانہ گلی کے وسایاں تھا! اس لئے یہاں اتنی تیز روشنی نہیں تھی کہ کوئی ان دونوں کا محفصل بانٹنے لے سکتا۔ حمید نے جلدی سے گھر کا ڈھکن پھر اسی کی جگہ پر دبادبا! اور پیلوں کے پانچھے پہنچے گئے تھے!

اینی ہاپ رسی تھی! اس نے بھرائی ہوتی آواز میں کہا، "اب میں اس جزیرے سے ہی میں نہیں رہ سکتی۔ وہ مجھے کہتے کی موت ماریں گے، جذرا کے لئے یہاں سے جلد نکل چلو!"

حمدی کچھ نہ بولا، دونوں تے تیزی سے گلی طے کی اور ٹرک پر آنکھی دونوں کے جوتے پہنچے ہوئے تھے اور ان پر کہیں کہیں گزندگی بھی نظر ارہی تھی! جلد ہی ایک ٹنکی مل گئی! اور حمید نے اینی کے لئے پچھلی سیٹ کا دروازہ کھولا۔

LN

جاسوسی دنیا

اور خود بھی اندر بیٹھا سوا درائیور سے بولا "ہو مل مونا کو۔"

"تم۔ میرے خدا۔! اینی آہستہ سے بڑا بڑا۔ اور حمید نے اس کا ہاتھ دربا
کر خاموش رہنے کا انتشارہ کیا۔

”میکسی چل پڑی را بینی اس کی طرف جگک کرنا ہستے سے بولی!“ دھ جگد بھی میرے
لئے محفوظ نہیں ہے!“

”میں تمہیں سیدھے اپنے کمرے میں لے جاؤں گا۔“

ہوشیں مونا کو پہنچ کر حمید نے اتنی چھرتی سے اُسے اپنے کمرے تک پہنچا یا تھا کہ شاہد ہی کسی کی نظر ان پر پڑ سکی ہو!..... دیسے اینی بہت زیادہ خوفزدہ نظر ارسی تھی۔!

"میں بھیاں بھی نہیں بیخ سکوں گی!" اس نے مضطربانہ انداز میں کہا۔

"وہم پے تھا را بے؟" جمیں نے اپنے کوٹ کے ڈین کھرتے جوئے کیا۔

"اُدھر دیکھو۔ بیسی بھی اسی کی کمائی لکھتا ہوں۔"

وہ اسے اپنا بیٹلی ہو لستر دھکار ہا تھا!۔

"اوه۔۔۔" وہ اعتاریہ میں آنکھ کے ریپو الور کے دستے پر نظر جانتے ہوتے

جوئی! نوم پیدا رکے آدمی ہو!۔

”خواستہ اسکلپ کے لانچ میکا ان ”شائونڈ“ کے لئے

”اے تم کاروں سے بیٹھ جاؤ۔ ہر دستہ ناکوں کو سامنے“

"میں کہتی ہوں! میں ہمارے مخفون نہ ہو سکوں گا۔ تیرنہر کو مجھے سکتے کہاں

بڑے یہاں کس کی مجال ہے کہ اس کی طرف آنکھ اٹھا کر بھی دیکھ سکے۔ وہ یہاں کا
مانون ہے! کوئی ایس۔ پل سپاٹپی کشتر بھی اس سے بھاڑا کر یہاں نہیں رہ سکتا!

"آخر وہ سے گون۔"

”اُس جیسے کئی تمار خانوں کا مالک ہے! بُل فائٹر فومن!..... عرصہ تک اپنی میں پیشہ در بُل فائٹر رہا ہے..... ایسا کے لوگ اس کے نام سے کہا جاتے ہیں۔“

اور تم اپنے تک اس کے لئے کام کرتی رہی ہو!.....۔

"ہاں۔ یہ ایک مجبوری تھی۔ میرا باپ جو سیونتھ آئی لینڈیں رہتا ہے اُس کا مفروض ہے! اتنا کہ شاندسری زندگی مفروض ہی رہے۔ اتنی بڑی رقم ادا ہی نہیں کر سکتا!"

کی کام کرتی ہو!—

کیا تم نے دیکھا نہیں؟..... کسی موڑی آسامی کے ساتھ کھیلتی ہوں اور میرے ساتھ کا سینتوں کا ایک شار پر بھی ہوتا ہے؟..... ہم اس کی انکھوں میں دھول جھونک کر اسے لوٹ لیتے ہیں!

”آج تم آپے سے پاہر کیوں ہو گئی تھیں۔؟“

” میں بہت بُری ہوں لیکن دنیا کے بخات و ہندہ کی شان میں گستاخانہ کلمات نہیں سن سکتی — وہ سورج نے میں تھا! اور اس نے کراستل پر پھینتی کمی تھی! میں تو اس کا خون میں لیتی ہوں! ”

"فی الحال چاہے پیر؟" حمید نے فون کی طرف ہاتھ بڑھاتے ہوئے کہا: یا کھانا کھاؤ گی۔

"تجھے بھوک لگی ہے! لیکن سُھر دے! وسٹر کو پیمان نہ نلاجو۔۔۔۔۔ خود جلے جاؤ۔۔۔"

"تم ملکہ نہ کرو۔ اگر وہ تمپی بیچا ناتاجی ہو جاؤ تو کسی سے کچھ نہ کہے لے۔" حیرت
کہا اور فون پر دو دمیوں کے گھانتے کے لئے بہایا تد دیں!

کچھ دیر تک وہ دونوں نہاروں سے ایک درمرے کا جائزہ لیتے رہے بچھرِ حمید بولا!

صورت سے کافی باحوصلہ معلوم ہوتی ہوئی۔“

”لیکن اب فرمان کاسا منا کرنے کا حوصلہ نہیں رکھتی۔“

”وہ تمہارا کیا بھکاری گا۔“

”زندہ نہیں چھوڑے گا..... لیکن اب میرے باب کا کیا پوگا۔ میرے خدا.....

شاندہ اسے بھی زندہ نہ چھوڑے۔“

کیا وہ بھی اس کے لئے کوئی کام کرتا ہے؟“

”ہاں۔ اس قرض کی وجہ سے ہم سب اس کے خلام ہیں!.... اگر وہ اُس کی
وصولیاتی کے لئے عدالت میں کیس دائر کر دے تو ہم کوڑی کوڑی کو ممتاز ہو جائیں گے!“

”وہ کیا کام کرتا ہے؟“

”اس کے لئے سیام رسانی...!“

”میں نہیں سمجھا!۔“

”پیغامات تو میری سمجھ میں بھی نہیں آتے۔“

”کیا تمہاری ہی توسط سے آتے ہیں۔“

”ہاں میں انہیں ضرور دیکھتی ہوں..... یہ مرکاری طور پر تاری شکل میں آتے ہیں۔
مطلوب یہ کہ تاری گھر میں موجود ہوتے ہیں!.... اور میں ان کے مضمون فرمان تک
پہنچاتی ہوں!“

”میں باشکل نہیں سمجھا!...!“

”وہ ایک ایسے پتہ رہاتے ہیں جو باقاعدہ طور پر حشر ٹو نہیں ہے!۔ کوئی نہیں
جانتا کہ کس کا پتہ ہے۔ پیغامات وصول کر کے روی کی ٹوکری میں ڈال دیتے جاتے ہیں।“

”لیکن حقیقتاً وہ پتہ فرمان کا ہے!“ حمید نے پوچھا۔

”ہاں..... میل گرانک ایڈریں۔ ہنی مون۔!“

”تمہارے باب کا کیا نام ہے؟“

”موبی گرس۔ اب بتاؤ کیا پوگا۔ وہ اُسے مار دالیں گے۔!“

”نہیں مار سکیں گے۔ تم تجھے کیا سمجھتی ہو!.....“

”وہ اسے بنور دیکھ کر رہ گئی! کچھ بولی نہیں۔! اتنے میں دیر نے دستک دی
بچھرِ حمید سے اندر آئنے کی اجازت پا کر دروازہ کھولا۔.....“

جب وہ پلا گایا تو حمید نے طویل انگڑا اپنے کر کھا! کیا تمہیں علم ہے کہ میں عرصہ
سے تمہارا بھیجا کر رہا ہوں؟“

”نہیں تو۔ کیوں؟“ وہ چونک پڑی۔“

”اور تم متکل کو تجھے چرکہ دے کر ڈامنڈ اسٹور میں داخل ہوئی تھیں اور دوسری
سرٹک پر نکل گئی تھیں؟“

”وہ تو میرا راستہ ہی ہے! کون اتنا لباچکر کاٹے..... لیکن تم میرا سچھا کیوں
کرتے رہے ہوے؟“

”محض یہ دیکھنے کے لئے کہ تم دراصل کون ہو!..... تاری گھر میں کلر کی کے علاوہ
اور کیا کرتی ہو۔! بس اب کھانا کھاؤ۔ بقیہ باقیتی بچھر ہوں گی!“

” تم مجھے اچھی طرح پہچانتے ہو! ” فریدی مسکایا۔۔۔

صاحب خانہ خوفزدہ اور مستفسر نظر وں سے اُسے دیکھا رہا ہے۔۔۔

” تمہارا نام موبی ہے! اور تم قومی چار کے گل فائز فرمان کے لئے کام کرتے ہو! ”

” نہ..... نہیں! ” موبی بوجھا کر کھڑا ہو گیا۔

” بیٹھ جاؤ! ” فریدی با تھاکر بولا! ” تم اس کے لئے میری نگرانی کرتے رہے ہو! لیکن اب ہنی مون کا راز فاش ہو چکا ہے! اور تمہاری لڑکی آنا گریں کی بھی زندگی خطر سے میں ہے! ”

” نہیں..... نہیں..... نہیں! ” وہ ہندیاں انداز میں پتھرا!۔

” بل فائز کی دانست میں تم دونوں ہی اس کا راز فاش ہو جائے کا باعث بنتے ہو! ”

” میرے خدا میں کیا کرو! ” موبی مضطرب انداز میں بڑیا یا!۔

” لیکن فی الحال تمہاری لڑکی محفوظ ہے! اے میرے آدمیوں کی پناہ میں! ”

” یہ بہت اچھا ہوا..... بہت اچھا ہوا..... ” کرنل صاحب میں آپ کا ممنون ہوں! مجھے اپنی پرداہ نہیں! ”

” لیکن میں تمہیں بھی یہیں مرنے دوں گا! ” فریدی مسکایا!۔

” اوه— اوه— ”

” میرے ساتھ چلو! جتنی جلد مکن ہو! اور نہ تھوڑی دیر بعد یہاں تمہاری لاش نظر آئے گی! ”

” مم— میں— چلو! ”

” سب کچھ یہیں چھوڑ دو! اور شماں کی محبت تمہاری زندگی کی قیمت

باپ بھی

کرنل فریدی آشافواں کے ماتلوں فلیٹ کے سامنے رکا ختم ہوتے

1 ہوتے سکھار کو فرش پر گلا کر پرسے رگڑتے ہوتے دروازے پر دشک دی۔ از را دیر بعد دروازہ کھلا لیکن دوسرے ہی لمحے میں دروازہ کھوئے والے کے حلق سے تحریز دہی آواز نکلی اور وہ لڑا کھڑا تماہوا تیج پہنچ گیا!۔

” کیا میں اندر آ سکتا ہوں! ” فریدی نے نرم لمحے میں کہا!۔

” نج..... جی..... است..... تشریف لایتے! ” صاحب خانہ بھلا کیا!

فریدی نے اندر واصل ہو کر خود ہی نہ صرف دروازہ بند کیا بلکہ شکنی بھی چڑھا دی! صاحب خانہ خوفزدہ نظر وں سے اُسے دیکھے جا رہا تھا!۔

وہ نشست ہی کے کمرے میں تھے! فریدی نے اس سے کہا ” بیٹھ جاؤ! پریشان ہونے کی ضرورت نہیں — ویسے میں تمارے لئے ایک بُری ہی خبر لایا ہوں! ”

” مم — میں نہیں سمجھا! ”

” مجھے جانتے ہو! ” فریدی نے پوچھا!.....

صاحب خانہ کے چہرے پر ایسے آثار نظر آئے جیسے اس سوال کے جواب سے بینا چاہتا ہو! —

ثابت ہوگی!

موہنے کر سی کی پشت پر پڑا ہوا کوت پہنا اور اس کے ساتھ جانے کے لئے

تیار ہو گیا۔ قدم رکھ کر اس پر ہے تھے.....

”سنچلو!“ فریدی نے اس کا بازو بکارتے ہوئے کہا۔

”دے سچے آتے۔ سیاہ رنگ کی ایک چھوٹی سی دین میں بیٹھے! اور نامعلوم منزل کی طرف روانہ ہو گئے!“

فریدی خود ہی ”درا میو“ کر رہا تھا اور مردی دین کے پچھے حصے میں تھا تھا۔

۲ صبح وہ دن پڑھے تک سوتی رہی!..... جاگی تو اس پر اسرارِ ادبی کو بھی سوتے ہی پایا!

وہ سوچنے لگی آخوند فلم کا آدمی ہے!..... رات سونے سے قبل اس نے سوچا تھا کہ اس سے کم از کم اپنی ہبہ بانیوں کا بدل ضرور طلب کرے گا۔ لیکن ایسا نہیں ہوا تھا، چب چاپ اپنے بستر پر لیا تھا اور کسی معمول نہ کی طرح سو گیا تھا!..... اس سے پہلے کچھ دیر کے لئے باہر بھی گیا تھا اور والپی پر اطلاع دی تھی کہ اس کے باپ کی حفاظت کا استظام بھی ہو گیا ہے!۔

لیکن ابھی تک یہ نہیں بنایا تھا کہ وہ خود اس کا تعاقب کیوں کرتا رہا تھا!

چھر سے بُل فاتحہ فرمان کا پینا یاد آیا۔ وہ سوچنے لگی کہ یہ اجنبی پوری طرح اس کی شخصیت سے واقع نہیں تھا اور شناورہ شناورہ اس کا ہاتھ بھی اس پر نہ اٹھ سکتا!

ٹھیک اسی وقت اجنبی نے کڑا کر دوڑ پڑی اور پھر اس کی آنکھیں کھل گئیں۔ وہ اس کی طرف دیکھتا رہا!..... اینی نے پچھلی رات جو کپڑے پہن رکھے تھے وہی پہنے ہوئے ہو گئی تھی!

”صحیح نہیں!“ وہ بھرا تی مرتقی آواز میں بولا۔

”صحیح نہیں!“ اینی مسکراتی اے.....

”کیا وقت ہوا ہے؟.....“

”سارا ہے آٹھ!“

”اوہ!“ وہ اچھل کر بیٹھ گیا! بہت دیر ہو گئی!“

پھر خوفزدی ہی دیر بعد وہ ضروریات سے فارغ ہو کر لباس تبدیل کر چکا تھا! ناشتے کے لئے قون پر اڑا رہ دے کر خاموش بیٹھ گیا۔

”کیا بات ہے! کیا اب تمہیں خوف نہیں ہو رہا ہے؟“ اینی نے مسکرا کر پوچھا۔

”بہت زیادہ!“ حمید بھی مسکرا یا۔

”تم اخون ہو!“ اور مرتعاقب کیوں کرتے رہے تھے؟“

”یہ محض اتفاق ہے کہ اس وقت تم سے لفظ کر رہا ہو!..... ورنہ ساری زندگی یہ تعاقب جاری رہتا اور تم میرے وجود سے لا عالم رہتیں!“

”میں نہیں سمجھی!“

”صحیح کہتا ہوں! آج تک یہ بات میری بھی سمجھ میں نہیں آتی کہ ایسا کیوں ہوتا ہے۔ جب بھی کوئی لڑاک جھے اچھی لگتی ہے اس کا تعاقب متوجہ کر دیتا ہو! اُسے زیادہ سے زیادہ دیکھنا چاہتا ہوں اور یہ نہیں چاہتا کہ اُسے اس کا لام ہو سکے!“

”ہوں!“ وہ اس کی آنکھوں میں دیکھتی ہوئی مسکراتی۔ اب تک کتنی لڑاکیوں کو پسند کر چکے ہوں!“

”تم تیری ہو!“

”اور بقیہ دو گھنائی ہیں!“

”خدا جانے!“ حمید نے منور بچے میں کہا۔ ٹھنڈی سانس لی اور خاموش ہو گیا۔

"کیوں۔"

"اے سے بھتی۔! ضروری نہیں کہ وہ ہمیشہ اسی شہر میں رہیں جہاں میرا قیام ہو۔! اب کوئی میں اُن کے دروازوں پر ٹوپرا تھوڑا ہی ڈال دیتا تھا۔! وہ کہیں اور جیلی جاتی تھیں اور میں ٹھنڈی آہیں بھرتا رہ جاتا تھا۔!...!...! قم پہلی رات کی ہوجس سے اس طرح دوپہر وچھے کا آنفاق ہوا ہے۔"

"آخر قم اُن سے ملتے کہیں نہیں تھے؟!...!"

"مل کر لیا کتنا؟" حمید نے بھوٹ پن سے پوچھا اور وہ بہن پڑی۔!...! اس پر حمید کی آنکھوں سے خفت آمیز بے بی جا نکلنے لگی۔!

"جسے بیرون قوت بنا رہے ہووا" اینی نے خود ریڈی دیر بعد پوچھا۔

"میں جاتا تھا تم یقین نہیں کرو گی!" حمید نے عفیضے لہجے میں کہا۔

"اڑ..... نہیں.....!...!...! قم ٹھیک کہتے ہو گے۔ میں نے خود ریڈی سی نفیات پڑھی ہے کچھ لوگ ایسے بھی ہوتے ہیں۔!"

"لیکے ہوتے ہیں!" حمید نے پہلے کے سے لہجے میں ہی پوچھا۔

اہمیں ایسی عورتیں پسند آتی ہیں جو ان کی ماواں یا بہنوں سے کسی حد تک مشابہت رکھتی ہوں!۔! لیکن وہ ان سے انہار عشق نہیں کر سکتے کیونکہ لاشور میں وہ مشابہت موجود ہوتی ہے جو عموماً شور کی سطح تک آتے آتے نہ رہم اور خون کی شکلی اختیار کر لیتی ہے!۔!

"وُختت ہے!" حمید سچ پچ جھینپ کیا۔ میں تھیں اٹھا کر گھر کی کے باہر پھینک دوں گا؛"

"کچھ بھی کرو۔! بات یہی ہے!"

حمید نے اٹھا کر گھوشنہ تان لیا!....! اور وہ سہنگی ہوئی تینچھے ہست لگتی!....!

چھریک بیک بہت زیادہ سمجھیہ نظر آتے گئی!....! حمیدہ میٹھا ہو ٹرپرایا۔
"یہ خوبصورت لڑکیاں یہ سمجھتی ہیں کہ ہر ایک ان کے تیکھے دم بلانا پھر سے گا۔
مٹو ٹھیہ۔!"

"سناؤ۔! میری بات سناؤ" وہ ہاتھ اٹھا کر بولی۔!

"سناؤ۔!" حمید نے چھڑا کھانے والے انداز میں آنکھیں نکالیں۔!...!

"جانتے ہو! میرا کی حشر ہوتا اگر تم نہ ہوتے۔!"

"میں کچھ نہیں جانتا" حمید پہنچے ہو کے سے لہجے میں غفرایا۔!

"تم تو بُرا مان گئے؟" وہ ٹھنڈک کر بولی۔! میں تو نفیات کا ایک نکتہ بیان کر رہی تھی، کیا تھیں نفیات سے درجی نہیں۔!

"میں آم کھانے کا شانق ہوں درخت گفتے سے درجی نہیں رکتا۔!"

"خیر مو گلا۔ اگر تم نہ ہوتے تو ایک معزز گاہک کی توہین کرنے کے سلے میں قومان مجھے بڑی سخت سزا دیتا!....! اب اس وقت اس کے شکاری کئے میری تلاش میں ہوں گے وہ راہ چلتے گوئی مار دیتے ہیں۔!"

"کیا شرعاً ملکی تھیں۔!"

"تجھے کئی گھسوں کے لئے اٹھا لکا دیا جاتا!....! یہ وہ سڑاے جے جو بہت آسانی سے ہر ایک کو دی جاسکتی ہے اس نئے عورت مرد کی تھیں نہیں!....!"

"اُلیٰ ٹکلی ہوتی کیسی لگتیں تم۔!" حمیدہ نکھیں بند کرنا ہوا بولا!

"قصور کرو۔!....! اور اپنا منہ تو پچ لو!....! وہ جھٹا کر بولی۔! لعنت ہے ایسی زندگی پر آخر ہم آدمی کیوں کھلاتے ہیں۔!"

"تم ہی کوئی مناسب سماں تحریز کر دا" حمید نے لاپرواں سے شناون کو جنش دی۔!

وہ کچھ نہ بولی: کچھ سوچنے رہی پھر لیک بیک چونکا پڑی! حمید کو خود سے دیکھا اور
بھڑائی ہوئی آداز میں بولی۔۔۔ تم نے میرے باپ کے لئے کیا کیا؟۔۔۔
”ہوسکتا ہے تم کچھ دریں بعد موبی سے فون پر گفتگو کر سکو!۔۔۔ وہ محفوظ ہے۔۔۔“
”خدا کے لئے مجھ بتاؤ۔۔۔ تم پیڑو کے اوری تو نہیں ہو!۔۔۔“
”میں نے یہ نام کبھی نہیں سنایا۔۔۔“

چھر نہیں را پیش کیا ہے اگر تم نے یہ نام پہلے نہیں سنایا۔۔۔“

”میرا پیشے ہے!۔۔۔ حمید مسکلا یا!۔۔۔ اگر فومن کا کوئی رشم قیمت ادا کرنے پر تیار ہو تو
میں فومن کو قفل بھی کر سکتا ہوں؟۔۔۔“

”تب قریبڑ دمپیں ہر قیمت پر خرید سکے گا۔۔۔“

”مجھے اسی کا پتہ بتا دو۔۔۔ آج کل تنگ دست ہوں؟۔۔۔“

”کیا تم پچھے کوئی پڑے اوری ہو؟۔۔۔“

اچھے اوری نہ تو لا کیوں کا تعاقب کرتے ہیں! اور نہ فومن جیسے اوریوں پر ان
کے ہاتھ ہی اٹھ سکتے ہیں۔۔۔“

”تو اس کا مطلب یہ ہوا کہ میں اُنمکان سے گر کر چکوریں اٹکی ہوں؟۔۔۔ اینی نے پرتوش
لے لیے میں کہا۔۔۔“

”کیا مطلب!۔۔۔“ حمید نے آنکھیں نکالیں! کچھ سوچتا رہا پھر سر بالا کر بولا: ”مجھ گیا
..... اچھی بات ہے۔۔۔ تم ناشتر کر کے یہاں سے فتح ہو جاؤ۔۔۔“

”لکھ۔۔۔ کیوں؟۔۔۔“

”اب چکور سے چھوٹ کر زین پر گرد اور چور چور بوجاؤ۔۔۔ یا جہنم میں جاؤ مجھے
کیا دلپی ہو سکتی ہے؟۔۔۔“

”تم بُرا مان گئے!۔۔۔ میرے حواس بجانہیں میں! کہنا کچھ چاہتی ہوں زبان سے

”لے لختا ہے۔۔۔ بتاؤ۔۔۔ میں کیا کروں؟۔۔۔“
”ناشتر!۔۔۔ حمید نے کہا اور رامگھاں کیوں نکل شاید ویڑ دروازے پر دستک دے
لے لختا!۔۔۔ دروازہ کھولا۔۔۔ لیکن دیڑپر کی جگاتے ایک تی شکل دھکائی دی اور حمید
کو دھکا دیتا ہوا اندر گھس آیا۔۔۔ اور قبل اس کے کہ حمید سبھلدا اس نے ریلوالوں بھی
کھال لیا۔۔۔“

”دروازہ بند کر کے بولٹ کر دو!۔۔۔“ اس نے تھکانہ لے جئے میں حمید سے کہا!
حمید نے اُسے بخے سے اُدرستک دیکھا!۔۔۔ میسٹر جسم اور متوسط قدر کھتا تھا!
”میں اور چالیس کے درمیان رہی ہو گی!۔۔۔ تیور بہت بڑے تھے!۔۔۔“
حمدید نے پنچھی جگہ سے جنیش بھی نہ کی!۔۔۔“

”میں کہہ رہا ہوں۔۔۔ دروازہ بند کر کے بولٹ کر دو!۔۔۔“

”میں قطبی نہیں سن رہا!۔۔۔ حمید لا پر واپسی سے بولا!۔۔۔“

”یہ ریلوالو بے آواز ہے۔۔۔ اُناگریں تم دروازہ بند کر دو!۔۔۔“

آنا اس طرح دروازے کی طرف بڑھی جسے خواب میں چل رہی ہوا۔۔۔

حمدید نے اس کی طرف توجہ نہ دی!۔۔۔ ریلوالو گو گھوڑا رہا۔۔۔“

”اپنے ہاتھ اور اٹھاڑو!۔۔۔“ اجنبی نے سر دے لے جئے میں کہا!۔۔۔“

حمدید نے ہاتھ اٹھاڑ دیتے!۔۔۔ لیکن نظر ریلوالو ہی پر بڑھی رہی!۔۔۔ اُناگریں دروازہ

بند کر کے پھر اسی جگہ پہنچ گئی جہاں پہنچے کھڑی تھی!۔۔۔“

”اب اس کی جامہ تلاشی ہو!۔۔۔“ اجنبی نے اس کی طرف دیکھے بغیر کہا۔۔۔ اُدر جو

کہ بھی جیسوں میں ہو! نکال کر میز پر رکھ دو!۔۔۔“

آنا پھر کسی مشینی جسم کی طرح اُسکے بڑھی اور حمید کی بھیں ٹوٹ ٹوٹ کر فٹ بک

کلم اور پرس دغیرہ نکالتی رہی!۔۔۔“

"ای تم دونوں کو میرے ساتھ چلتا ہے!" اجنبی نے حمید کی جیسیں خالی ہو جانے کے بعد کہا اے۔

"وہ کس تقریب میں!" حمید نے مغلک انداز میں پوچھا۔

"بلکہ سننے کا وقت نہیں ہے میرے پاس! نہیں چلو گے تو یہی ختم کر دوں گا۔ درست موسکتا ہے باس معاف ہی کر دے!"

"کس پاس کا تذکرہ کر رہے ہو؟....."

"آنریل فران کا؟"

"اچھا چھا! حمید سکرا کر بولا! اُس منظرے پر فائز کا قصر ہے اکیا سے جوش آگیا!

"چلو! اچھا! اچھا! اچھا! حمید نے سر ہلا کر کہا! لیکن کم از کم میرا پرس تو فتحے اپنی جیب میں

رکھی ہی لینے دے۔ میں خالی ہاتھ مرنا پسند نہیں کرتا....."

"آنا گریں..... پس اس کی جیب میں رکھ دو!"

ایسی میز کے قریب آتی۔ پرس اٹھایا اور حمید کی طرف بڑھی۔ ٹھیک اسی وقت

غسل خاتے کا دروازہ بھی پر آہستگی کھلا اور وہی دیڑ دے پاؤں کرے میں داخل ہوا۔

بے سامنے کے دروازے سے ناشستہ لانا چاہیتے تھا؛ لیکن اس کے پا خود میں ناشتے کی ٹڑ سے کی بجا تے ایک وزنی اور کسی دھات کی موجودگی کا عالم بھی نہ ہو سکا!..... ایسی کارخ حمید

کی طرف تھا؛ وہ اس کے کوٹ کی اندر ورنی جیب میں پرس رکھ رہی تھی۔

و فتنا ایک تیز قسم کی آوازنے اُسے چونکا دیا!..... وہ تیزی سے مڑی..... اجنبی ریلو اور سمیت فرش پر اندھا پر انتظار کیا!..... اور ہمچل کا ایک دیڑ غائبًا

دوسرا کے لئے دوبارہ موجودی توں رہا تھا۔

"میں کافی ہے!" حمید نے لاپرواٹی سے کھا در جاک رکھنے والے کی مٹھی سے

ریلو نکالا یا!..... اجنبی بے حس و حرکت ہو چکا تھا۔ اینی ہٹکا بلکہ کھڑی تھی!.....

"اب تم ناشستہ لاو!....." حمید نے دیڑ سے کہا۔ اور وہ غسل خاتے ہی کی

طرف سے باہر چلا گیا!..... غسل خاتے کا ایک دروازہ برابر کے دوسرے کمرے میں بھی ہوتا تھا!.....

ایسی کجھی حمید کی طرف دیکھتی تھی اور کبھی بیووش اجنبی کی طرف!

حمید نے اُس کاریلو اور اپنی جیب میں ڈال دیا تھا!.....

"بیووش جاذب۔ کھڑی کیوں ہو؟" اس نے اینی سے کہا۔

"یہ..... یہ....." وہ بیووش آدمی کی طرف ہاتھ اٹھا کر مبتکانی۔ اس کا کیا پوچھا گا!

"بیووش ہی آنے پر معلوم ہو سکے گا!" حمید نے لاپرواٹی سے شانے جھلکاتے۔

"میں کہتی ہوں! اتمہیں اس کی بھی نکلنہ نہیں کر سکیں اس کے دوسرے ساتھی بھی باہر نہ موجود ہوں۔"

"جھے تو اس کا بھی علم نہیں تھا کہ یہ خود یہاں اسی طرح گھس آتے گا!....."

وہ پھر فرش پر پڑے ہوتے آدمی کی طرف دیکھنے لگی۔

دروازے پر دستک ہوئی۔ اس بار حمید نے قریب ہنچ کر کچھ کہا اور اس وقت تک

دروازہ نہیں کھولا جب تک کہ دوسری طرف سے جواب نہیں مل گیا!..... اس بار

ویڑ ہی تھا اس نے اندر آ کر ناشستے کی ٹڑ سے میز پر رکھ دی اور دہیں رک کر بیووش

آدمی کی طرف دیکھنے لگا۔

حیبتی نے اسے باہر جانے کا اشارہ کیا۔

جا سوئی دنیا

اُس کے چلے جانے پر دروازہ بند کر کے بوٹ کیا اور میز کی طرف ملاتا ہوا بلا بار
اُرے تم بیٹھی کیوں ہو؟... چاۓ اُندھیوں!

”مُم—میں—!

”اسے پہچانتی ہو؟—

”ہاں یہ..... فومن کا خاص آدمی ہے! تہائیڑے سے بڑا معکر مرکرنے کا دعویٰ
رکھتا ہے مجھے یقین ہے کہ یہ فومن کے سامنے لاف و گناہ کرنے کے بعد یہاں تھا
ہی آیا ہو گا!—

”لیکن سید حبیبیں کیسے علا آیا۔!

”پورے جزیرے میں اس کے جاموسوں کا جال چھلا چاہے!.....

”چل جو ہی اچھا ہو اکہم رات پوری نیند موکے تھے!—

”لیکن اپ کیا ہو گا!—

”فومن— اپنے ایک خاص آدمی سے ہاتھ دھو چکا!

”کیا مطلب—!

”یہ مر جپا ہے؟.....

”نبیں—! اینی اچھل ٹرپی۔

”قریب سے جا کر دیکھ لو—!

”وہ پوکھلا کر رکھی۔ اُس کے قریب گئی! جلک کر دیکھی رہی۔ پھر سید حمی ہوتی تو ایسا
محسوں ہوا جیسے چل کر گرپڑے گی! جمید نے اٹھ کر سنبھالا!.....

”وہ مر گیا ہے۔ پچ پچ گرگیا!..... بالکل مر گیا ہے.....! وہ بذیانی انداز میں

ہوتی رہی۔ اب کیا ہو گا!..... اس لاش کا کیا ہو گا۔ ہمارا کیا ہو گا!

”فی الحال ہم ناشتہ کریں گے! جمید نے نرم لجھے میں کہا! تم بیٹھ جاؤ۔ اس نے

جا سوئی دنیا

اُسے میز کے قریب والی کرسی پر بٹھا دیا۔ اینی کی آنکھیں بند تھیں اور سر کری کی شپنگ کا
پر لکھا ہوا تھا۔

”محترم آنگریز!— حمید نے اس کا شانہ بلکر کہا! چاۓ ٹھنڈی ہو رہی ہے!
اینی نے آنکھیں کھولیں اور اس طرح اُسے دیکھتی رہی جیسے وہ کسی دوسری دنیا کی
ملحوظ ہو با.....

”میں چاۓ نہیں پر بنگی!— اس نے مردہ سی آواز میں کہا!—

”کیا اس لئے کہ وہ نتوہیں مار سکا اور تھا پانچ کے پاس سے جا سکا!

”تم لکھتے درندے ہو!..... وہ ہر حال آدمی تھا!

”آدمی کے لئے تم کوئی دوسرانام تجویز کرنے والی تھیں!— جمید نے طنز یہ لجھے میں کہا!

”کیا تمپیں خوف نہیں معلوم ہوتا!—

”کس چیز سے!—

”اگر ہم اس لاش سمیت پکڑ لئے جائیں تو!—

”پکڑ لئے جانے ہی پاس کے متعلق بھی کچھ سوچا جا سکتا ہے۔ اس سے پہلے کیونکہ
لہجاتے کہ کیا ہو گا!— لو..... یہ پیسٹری میں کھاؤ!— میں سینٹڈرچ بیسار ہوں!—

”میں اس لاش کی موجودگی میں کچھ کھانی نہیں سکتی!—

”افت فوہ!— میں نے کب چاہا تھا کہ وہ مر رہی جاتے۔ یہ غصہ اتفاق تھا!—

”تو گوپا تھاری نظروں میں اس کی کوئی اہمیت نہیں ہے!.....

”ابیت ہوتی تو فومن جیسے آدمی سے کیوں ٹکرایا!—

”اب جسے یقین الگی!— تم پیڈر رہی کے آدمی ہوا۔

”اگر اب تم نے یہاں معقول نام پھر دہرا�ا تو مجھ سے بُرا کوئی نہ ہو گا۔ سمجھیں!

”جسے بتاؤ۔— تم اس لاش کا لکیا کر دو گے!

سید راد

فلندر میں میل کر دیکھیت کراہا تھا اور سامنہ کا ڈبیری چکلیت کے
ریپر کی پشت پر لکھ رہی تھی ۔ ।
”دیکھیٹ کراچکا تو بولا! اب پڑھ کر مجھے مناؤ ۔“
سامنہ تحریر پڑھتے لگی!
”آج صحیح نو بنے ایک آدمی میرے پاس سے ملنے آیا تھا!
عجیب سی صورت تھی ناک پھوپھو ہوتی پکڑ سے جیسی آنکھیں
خونخوار دوفون آہستہ آہستہ گفتگو کرتے رہے تھے اور میں نے
دو فون کی زبانوں سے ایک عجیب سانام سننا تھا۔ پیدرو
وہ پیدرو آج رات کو نو بنے جھیل پر میرے پاس سے ملنے والا ہے
..... وہ آدمی یعنی پیغام لا یا تھا!“
ٹھک! فلندر میں سکرا کر بولا! اب اسے سُکھانے لگا آؤ۔ سامنہ اب
رس کر رہا ہوں کہ تم ہمیٹا ذہین پڑا میرا طہبا تھب بن کر رہ گئی ہو۔ شاند
بے بغیر اب میرا کام بھی نہ پل سکے ۔“
سامنہ ریپر کو موڑ کر مٹھی میں دباتی ہوتی اٹھ لگی سکر سے سے نکل کر راہداری
اور زینوں سے گذرتی ہوتی ڈائنسنگ میں داخل ہوتی گرد سری کے کاؤنٹر پر

کالڈ بیری چوکلیٹ کا ایک سپاٹ خرید اور بے خیالی کی ایک لنگ کر کی ہوئی اسے چھاڑتی رہی۔ پھر اس کے رسپر کو تو دسری سٹھنی میں دبایا اور اس رسپر کو ڈسٹن بین میں ڈال دیا جس پر قلندر کی ڈکٹیٹ کراچی ہوئی تحریر تھی۔

چوکلیٹ کا ایک لکڑا توڑ کر منز میں والی ہوئی پھر زینوں کی طرف ملا گئی؛ پھر دن کی کہانی کے بعد سے قلندر بالکل بدل گیا تھا!..... بالکل ایسا معلوم ہوتا تھا جیسے کہ آپنے کی سطح پر سے گرد صاف کردی گئی ہو۔ شخصیت ہی بدلت کر رہے گئی تھی! اب وہ مسکراتا بھی تھا! ساتھ نے اس کے بلند بانگ تھقے بھی سننے شروع کرنے کے موڑ میں آتا تو ساتھ چاہتی کہ جو لتا ہی رہے..... بڑی دلپیٹ باتیں ہوتی تھیں۔ بات بات پر نظریے اور کہانیاں.....!

وہ سوچتی کہ قلندر ایک اچھا بابس ہے! وہ اُسے اب تک غلط سمجھتی رہی تھی! وہ بھی ایڈر پچ کاشنیت ہے!.... عرض اس لئے اپنا وقت اور پیسے بر باد کر رہا ہے کہ کچھ لوگ بعض نامعلوم آدمیوں کے دھوکے میں نہ آسکیں!.... اس وقت وہ اس روایت کا نام یاد کرنے کی کوشش کر رہی تھی جس کی شہزادی اس کی ہتشکل تھی۔ نہ جانے کیوں اس شہزادی کا نام بھی اس کے ذہن سے خوب گیا تھا! مگر لکھتی محیب بات تھی۔ کیمی ہیرت انگریز مشاہدہ تھی۔

اُسے یاد آیا کہ وہ تصویر اسے الی ہی معلوم ہوئی تھی جیسے آئینہ سامنے رکھ دیا گیا ہو!..... اگر وہ لوگ اپنے مقصد میں کامیاب ہو جائیں تو۔۔۔ اُس کے سارے جسم میں ایک صردی لہر دڑھی۔۔۔ شہزادی۔۔۔ لیکن۔۔۔ اُسی اور اپا کا کیا ہوتا۔۔۔ پھر تو چھوٹے بھائی ہنوں سے پھر مل بھی پاچی یا نہیں؟۔۔۔ وہ کاپ گئی اور شناور زندگی میں پہلی بار اس نے ٹھوس کیا جیسے وہ اپنے بھائی ہنوں سے بے اندازہ محبت رکھتی ہو!۔۔۔ سب سے چھوٹا بھائی یاد آیا جس کی عمر تین سال تھی۔۔۔

جو اُسے دن رات چڑایا کرتا تھا۔۔۔ آپا ٹاپا۔۔۔ آپا کی اُسے گی بارات سہبائی جو گی رات۔۔۔۔۔ اور وہ بھوتی انارکھا سے مارتے دوڑتی۔۔۔ دل کی گمراہیوں سے ایک طوفان سا اٹھا۔ دم گھنٹے لکا اور آنکھیں موٹے موٹے قطروں کی وجہ سے دھنڈ لگیں!۔۔۔ بے اختیار دوڑتے ہوئے اُس نے زینے طے کئے سیدھی اپنے کمرے میں آئی مندر کے بل مہربی پر جاگری۔۔۔ بند ڈوٹ گیا تھا!۔ آفسر جہہ نکلے۔۔۔ وہ بھوٹ بھوٹ کر رونتی رہی!۔۔۔ پھر بھی بندھ گئی!۔۔۔

پنہ نہیں کتنا دقت لگ رکھا تھا!۔ دوڑتے جا رہی تھی۔ دفتاری تھی۔ دفتاری نہیں۔ اس کے شانے پر ہاتھ رکھ دیا!۔ وہ چونک پڑی۔۔۔ تکیے سے سرا اٹھا کر مڑی!۔۔۔

قلندر جسم سوالیہ نشان بنایا اس کی آنکھوں میں دیکھا رہا!۔

"اوہ۔۔۔ کچھ نہیں!۔" وہ ہر بڑا کراٹھ میٹھی اور ہنکھاتی رہی۔۔۔ لک کچھ نہیں۔۔۔ بس یوچی۔۔۔ پتہ نہیں کیوں؟!۔"

"اگر تم تھک گئی ہو تو تمہیں آرام کرنا چاہیئے۔۔۔ قلندر نے نرم بچے میں کہا!

"تمہیں میں بالکل ٹھیک ہوں!۔"

"لڑکیاں عموماً کمزور دل کی ہوتی ہیں۔۔۔ اچھی بات ہے میں تمہیں گھر بھجواد دوں گی!

"نہیں۔۔۔ یہی کوئی بات نہیں!۔"

"خیر۔۔۔ آرام کرو۔۔۔ میں جا رہا ہوں!۔"

"نمہیں!۔۔۔ آپ بیٹھئے۔۔۔ میں بالکل ٹھیک ہوں!۔"

قلندر اُسے پر لشکریں نظروں سے دیکھا ہوا قریب کی کرسی پر بیٹھ گیا۔۔۔ وہ بھی خاموش میٹھی رہی بالآخر قلندر کھنکار کر بولا!۔۔۔ اگر تم کسی قسم کا خوف ٹھوس۔۔۔

"نمہیں!۔۔۔ میں ڈرتی نہیں ہوں!۔" ساتھ نے اُسے جملہ پورا نہ کرنے دیا۔۔۔

جا سوی دنیا

”درنا بھی نہ چاہیے۔ وہ میرا یا تمہارا کچھ نہیں بلکہ اسکتے!“
 دفعتاً ساترہ کو کچھ یاد آیا اور اس نے پوچھا: ”یہ پیدار کون ہے؟“
 ”گزار ان اسٹیٹ کا ایک ہمدرد نمک خوار..... میں ان لوگوں پر جتنا چاہتا ہوں
 کہ اسٹیٹ کے بعض آفسیسر بھی میری پشت پر ہیں!“
 ”میں شہزادی کا نام بھول گئی!“

”دردا نہ۔ اور سو! میرے ذہن میں ایک شاندار اسکیم ہے!..... میں نے
 ایک شاندار عمارت کراپ پر حاصل کی ہے۔ تم اُس میں پرنسز درداز آف گزار ان اسٹیٹ
 کی حیثیت سے قیام کرو گئی!..... بالکل شہزادیوں کی طرح ملازوں کی فوج
 سمیت.....“

”کیوں؟“ وہ مضطرباً انداز میں بولی!

”ان لوگوں کو ہر سال کرنے کے لئے میں اب یہ قصہ ختم کرنا چاہتا
 ہوں۔ میری اپنی بھی مصروفیات ہیں!“

”مجلا وہ اس طرح ہر سال کیسے ہوں گے؟“

”میں اُن پریمی خالروں کی کوشش کردن گا کہ میں خود تمہاری ذات سے
 فائدہ اٹھانے کی کوشش کر رہا ہوں!“

”اس سے کیا فائدہ ہو گا؟“

”بس دیکھنا۔ اپنی موت آپ مر جائیں گے!“

”میں بالکل نہیں سمجھی!“

”وہ خود ہی مجھے فراڑ ثابت کرنے کی کوشش کریں گے اور اس طرح خود ہی
 اپنے فراڑ سمیت فنا ہو جائیں گے!“

”بات تو ٹھیک ہے!.....“

جا سوی دنیا

”بس تو پھر تم تیار ہو جاؤ!“
 ”خاصاً یہ ونجیر ہے گا.....!“ وہ ہنس پڑی!
 ”لیکن!“ وہ کچھ سوچتا پھا بولا! ایک دشواری سے۔
 پولیس کے دوا فسیر جو تمہیں پہچانتے ہیں آج کل غالباً یہیں مقیم ہیں! اگر ان کا
 سامنا ہو گیا تو تم کیا کرو گی!“
 ”کون پولیس آفسر!“
 ”کرنل فریدی اور ترین پیشہ حمید!“
 ”آپ ہی بتائیتے کہ کیا کروں گی!“
 ”آن کی طرف قطعی متوجہ ہوں لے اگر خود ملتے کی کوشش کریں تو بالکل اجنبیوں
 کا سامنا تو ہونا چاہیے!“
 ”مل۔ لیکن.....!“
 ”پرواہ مت کرو۔ میں باہر قانون بھی ہوں!.....“
 ”اگر انہوں نے گزار ان اسٹیٹ والوں سے رابطہ قائم کیا تو!“
 ”پیدار دیکھے گا کہ انہیں مطلوب کر دیا جاتا ہے!“
 ”ہو گا۔ مجھے کیا!“ وہ لاپرواہی سے شاون کو جذبہ دے کر بولی! الٹی
 سیہی آپ دیکھیں گے!“
 شہزادیوں کی طرح رہتے کا تصور بھی مسترت انگر تھا! وہ خوابوں میں کھو گئی!

موبی سرایمیگی کے عالم میں کرنل فریدی کی طرف دیکھے جا رہا تھا!.....

۲

فریدی سکار سکار کراس کی طرف متوجہ ہوا!

”میں کہاں ہوں!“ موبی نے بھرائی ہوئی آواز میں پوچھا!

”نومی چار ہیں!.....“ کرتل فریدی نے جواب دیا! سینکن تم اس عمارت سے باہر قدم رکھنے کی کوشش نہیں کرو گے!“

”تمہیں جنا سا! یہ خود کشی کے مترادف ہو گا!“

”سمجھدار آدمی ہو!“

”میں آنا کے لئے پریشان ہوں!“

”خوٹری دیر بعد تم اس سے فون پر گفتگو کر سکو گے اور قطعی محفوظ ہے!“

”موپی کچھ نہ بولا! صرف سچے ہونٹ پر زبان پھر کر رہ گیا!“

”تو تم اس طویل قامست اور بہت زیادہ جسم آدمی کی بھی دیکھ بھال کرتے رہے ہو!“

فریدی نے خوٹری دیر بعد کہا۔

”مم— میں نہیں سمجھا!“

”میری ہر ادا اس آدمی سے ہے جوانپی یا داشت کھو بیٹھا ہے!“

”میں ایسے کسی آدمی سے واقع نہیں ہوں جنا سا!“

”مر جاوید کو جانتے ہو!“

”جی نہیں— میرے لئے یہ نام بھی نیا ہے!“

”برٹش ایسٹ افریقہ کا ایک تاجر ہے!“

”نہیں جنا سا میں قطعی نہیں جانتا!“

”فقط آئی لنینڈ کے ڈاکٹر شاپور کو جانتے ہو!“

”نام سنا ہے جنا سا! کبھی ملے کا اتفاق نہیں ہوا..... صورت آشنا تک نہیں ہوں!“

”چھر تم کس مرض کی دوائی ہے!“

”میں تو صرف آپ کی شکافی کرتا رہتا تھا فومن کے حکم سے!.....“

”کیا وہ ان دونوں سیوتھے آتی لینینڈ میں مضمی تھا!“

”جی نہیں— یہاں سے پہنچاں چیجا تھا!“

”فون پر!“

”جی نہیں— اس کے ایک آدمی نے مجھے بدایات دی تھیں!“

”اس سے پہلے اس کے لئے کیا کام کرتے رہے ہو!“

”کچھ بھی نہیں جنا سا! میرا اس کے گروہ سے کوئی تعلق نہیں۔ بس اس کا مقصد ہوں! اور یہ قرض اضافہ ایجاد ہے کہ شاہزاد ساری زندگی قسطوں میں بھی ادا کرنا چاہوں تو ممکن نہ ہو!“

لڑکی کو اس غلطت میں دھکیلنے کی کیا ضرورت تھی!“

”میں نہیں جانتا تھا جنا سا کہ وہ براہ راست اس کی ملازم ہوگی! اس نے کہا تھا کہ نومی چار کے تار گھر میں ایک آسامی خالی ہے۔ کہو تو اینی کو وہاں لگدا دیا جائے۔ میں نے کہا کیا مصلحت ہے!..... اب آپ کی زبانی معلوم ہوا ہے کہ وہ اس کے جوستے خانوں میں بھی کام کرتی رہی ہے! خود ایسی نے مجھے اس کے بارے میں کبھی نہیں بتایا!“

”ہوں— کیا وہ صرف جوستے خانہ ہی چلتا ہے!“

”پتہ نہیں جنا سا ویسے سنا ہے کہ اسکلائک بھی کرتا ہے!“

”اوہ— تو وہ گروہ فومن بھی کا ہے!“

”میری معلومات کے مطابق..... یہاں دو گروہ ہیں— ا پہلے دونوں شرکت میں بڑنس کرتے تھے۔ پھر ہجکاراکر بیٹھے!..... اب دونوں الگ ہیں!“

”بیٹھد وکون ہے اور کہاں رہتا ہے!“

”یہ تو شاہزاد فومن کو بھی نہ معلوم ہوا۔ وہ خود کبھی سامنے نہیں آیا۔ اس کا کوئی

کام پرداز اس کے حصے کی دیکھ بھال کرتا تھا فومن کے حکم سے!.....“

"تم یہ کیسے کہہ سکتے ہو کہ فرمان بھی اس سے ناواقف ہو گا؟"

عاليٰ اس نے یہ بات خود مجھے بتائی تھی۔ اداہ اکثر پریشن ان رہتا تھا۔ کہتا تھا یہ پارٹنر شپ مجھے بالکل پسند نہیں جب کہ میں نے آج تک اپنے پارٹنر کی شکل تک نہیں دیکھی!۔ وہ اس نے خالص بھی رہتا تھا۔ حالانکہ لفظ "خوت" ہی فرمان کے لئے صحنکہ خیز ہے۔"

"دونوں میں جبکہ اکس بات پر ہوا تھا؟"

"اس کا علم تو نہیں مجھے:-"

"فرمان کے آدمیوں میں کوئی ایسا بھی ہے جس کے باہمی جڑ سے پرچوت کا گہرا نشان ہے؟"

"میرا خیال ہے کہ میں نے ایسے کسی آدمی کو ان لوگوں میں نہیں دیکھا۔"

"اس آدمی پیڈر دے متقلق تھا اپنائی کیا خیال ہے؟"

"میں کیا عرض کروں جناب۔"

"اُن دونوں گروہوں میں اب بھی جبکہ اہم توڑا رہتا ہو گا۔"

"جی ہاں۔ اکثر بڑی خوفزدگی ہوتی ہے۔ لیکن فرمان پیڈر دے کسی آدمی کی نشاندہی بھی نہیں کر سکتا۔ ویسے اگر چاہتا تو ان میں سے ہر ایک کو گرفتار کر سکتا!"

"ہاں میں جانا ہوں کہ یہاں کی پولیس فرمان کے کار دبار سے بخوبی واقف ہے۔ اور شاہزاد اس کے ایک آدمی سے بھی شناسائی رکھتی ہے؟"

"جی ہاں! آپ کا خیال قطعی درست ہے۔ ڈپی کمشنز اور ایس۔ پی دونوں اس کی میٹھی میں رہتے ہیں۔ اس کے باوجود دبھی پیڈر د کچھ نہیں بلکہ اسکتا!"

"آخر کیوں؟"

"پیڈر د کی دھملی! اس نے جبکہ سے کے بعد ہی فرمان کو وارنگ دی تھی کہ اگر اس کا کوئی آدمی پولیس کی نظر میں آیا تو وہ فرمان کو گوئی مار دے گا۔ خواہ وہ سات پر دوں میں بھاگ کیوں نہ جا پچھے۔"

"ہوں۔ بڑی بیجی بات ہے۔"

"فرمان نے اگر کہیں اس کی ایک جھلک بھی دیکھ لی ہوتی تو شاہزادنا خالص نہ ہوتا۔"

اب دہ سوچتا ہے۔ پتہ نہیں کہ اور کہاں اپنا کام کر جائے۔ زیر ہری دلواد سے۔"

"خوب ہے!" تو ہماری دانست میں اس کے کسی آدمی کی بھی نشاندہی ملک نہیں ہے۔"

"ہرگز نہیں۔ افرمان کے علاوہ انہیں اور کوئی جاتا بھی نہیں۔"

"اچھی بات ہے! اب تم ارام کرو!..... لیکن کھڑکیوں کے قریب بھی مت جانا ہے۔"

فریدی نے کہا اور راحٹ گیا۔

کچھ دیر بعد فرمی بیمار کے سب سے بار و نتی حصے میں نظر آیا۔ فرمان کا دہ قمار خانہ

جہاں اس سے ملاقات ہو سکتی تھی میں واقع تھا۔

فریدی قمار خانے میں داخل ہوا۔ دن کو یہاں عموماً ستاہی رہتا تھا!.....

ایک آدمی کی گوشے سے جھپٹا اور فریدی کی راہ میں حائل ہوتا ہوا یوں! اس وقت یہاں کھیل نہیں ہوتا۔"

فریدی نے اُسے گھوڑ کر دیکھا اور آہستہ سے کہا! "مجھے فرمان سے ملا ہے۔"

"وہ کسی اجنبی سے نہیں ملتے۔"

"تمہیں کیسے اندازہ ہوا کہ میں اس کے لئے اجنبی ہوں!۔"

"وہ سور ہے ہیں۔"

"اچھا شام کو مل لوں گا۔" فریدی نے لاپرواں سے کہا۔ پھر جلدی سے بولا!

”ایک گلاں ٹھنڈا پانی مل سکے گا۔“

”پانی کا یہاں کیا کام جتاب!..... البتہ باراً حرب ہے!.....“

”کبھی کبھی شراب پانی کا یہل نہیں ثابت ہوتی۔!“ فریدی مسکایا۔

”چھا بھٹھر ہے! میں دیکھتا ہوں!.....!“ وہ آدمی کہتا ہوا ایک طرف چلا گیا!

فریدی جہاں تھا وہیں کھڑا اگر دیکھنے کا جائزہ لیتا رہا۔

دنداز میں کوئی فرق نہ آیا۔!.....“ دفتار چار آدمی اُسے اپنی طرف آتے دکھاتی دیتے! لیکن اُس کے بے تعلقانہ

دہ قریب پہنچے اور اس طرح کھڑے ہو گئے کہ فریدی ان کے گھر سے میں آگیا۔

”کیا بات ہے؟“ ان میں سے ایک نے پوچھا۔

”میں فرمان سے ملنا چاہتا ہوں!“

”کیوں؟“

”ہوش میں ہو رہا ہیں!“ فریدی اسے یونچے سے اُپ تک گھوڑتا ہوا بولا۔“ تمہیں
یہ کیوں بتا باجلتے ہے؟“

”اس کے بغیر بس سے ملاقات نہیں ہو سکے گی!.....“

”کیا اس تک میرا کارڈ بھی نہیں پہنچاؤ گے۔!“

”کیا وہ آپ کو جانتے ہیں؟“

”اس جیسے سارے آدمی مجھے اچھی طرح جانتے ہیں!“ فریدی نے جیب سے
اپنادیگیں کھارڈ کھال کر اس کی طرف بڑھاتے ہوئے گما۔

اس نے کارڈ بھائیں لیا اس پر نظر ڈال اور دمر سے ہی لے میں کارڈ بھائی سے
پھوٹ کر فرش پر آ رہا۔!..... جملہ کر کا نپتے ہوئے ہاتھ سے اُسے اٹھایا اور سیدھے

کھڑے ہو کر بولکھا سے ہوتے انداز میں بولا۔!“ آپ تشریف رکھتے جناب میں ابھی

اطلاع دیتا ہوں!.....“

پھر وہ دوڑتا چلا گیا اور اس کے تینوں ساتھی حریت سے وہیں کھڑے ایک

دوسرا سے کی طرف دیکھتے رہے!.....“

خوڑی دری بعد وہ واپس آیا اس کے چہرے پر اب بھی سر اسیگی کے آثار۔

تھے!.....“

”تشریف سے چلے جناب!“ اس نے کہا اور فریدی اُس کے ساتھ چل پڑا۔

فرمان استقبال کے لئے اپنے دفتر سے باہر آ گیا تھا!.....“

”زہرے!..... نصیب!.....!“ وہ معاشرے کے لئے ہاتھ بڑھاتا ہوا بولا!.....“

پھر وہ اُسے اپنے دفتر میں لایا!.....“ فریدی ابھی تک کچھ نہیں بولا تھا۔

”برسموں کی آرزو پوری ہوتی۔ تشریف رکھتے جناب!“ فرمان بھیجا جا رہا تھا!

فریدی نے مشیتے ہوئے چاروں طرف اچھی سی نظر ڈال۔

”فرمایتے!..... میں کیا خدمت کر سکتا ہوں!“

”ایک رکھی۔ آنکھیں کے متعلق کچھ معلومات حاصل کرنی ہیں!“

آنکھیں!..... جی ہاں!..... میں یہاں اس کا سر پست ہوں!.....“ وہ تار گھر

میں کام کرتی ہے! میں تے ہی اس کے لئے سفارش کی تھی!“

”وہ عرصہ سے مرکزی سی آئی ڈی کی نگرانی میں رہی ہے!“

”کیوں جناب!“ فرمان نے تھیز زدہ ہجے میں پوچھا۔

”وہ کسی نامعلوم آدمی کے لئے غیر قانونی پیغام رسانی کرتی رہی ہے!“

”میں بالکل نہیں سمجھا جناب!..... ذرا ایک منٹ آپ کیا پہنچ گے!“

”شکر ہے!..... کسی چیز کی خواہش نہیں!“

”سچر بھی!“ فرمان مسکایا۔ بڑے آدمیوں کے لئے بہت پرانی پر نگاہی

شراب رکھتا ہوں!

"جیرت ہے! اتنا دناغی کام کرنے کے باوجود بھی۔"

"ہاں تو میں یہ کہہ رہا تھا کہ وہ خیر قافی طور پر سیماں رسائی کرتی تھی۔۔۔ یہاں کے

تار گھر پیں ہی مون کے ٹیلیکار انک اڈر میں پر پیغامات آتے ہیں۔ حالانکہ یہ پتہ رجسٹرڈ نہیں ہے۔ کوئی نہیں جانتا کہ اس پتے کی پیشت پر کون ہے! اس لئے پیغامات آتے ہیں اور ردی کی لڑکری میں ڈال دیتے جاتے ہیں۔۔۔ لیکن یہ لڑکی ان پیغامات کو انگ توٹ کرتی ہوئی دیکھ گئی ہے۔۔۔ اس کے علاوہ تار گھر کا اور کوئی فرد ان کی طرف توجہ تک نہیں دیتا۔"

"میں اتنی سی بات جناب سے!" فرمان ہنس پڑا۔ "درachi آناگر میں وہ پیغامات میرے لئے توٹ کرتی رہی ہے!"

"تو یہ ہی مون والا پتہ تمہاری بھی ذات سے تعلق رکھتا ہے!"

"ہرگز نہیں!" فرمان سمجھیگی اختیار کر کے بولا۔ "اُس نے مجھے سے اس کا تذکرہ کیا تھا؟ میں نے کہا کہہ لایا کرو۔۔۔ بڑے عجیب و غریب پیغامات ہوتے ہیں۔ مثلاً لڑکی بڑھی ہوئی جا رہی ہے۔۔۔ کتا مسکانے لگا ہے۔۔۔ ہندیا پک رہی ہے۔۔۔ دغیرہ دغیرہ۔۔۔ میں نے تو فائل بنایا ہے۔۔۔ لہتے تو دکھاؤں۔۔۔ فرست کے ادقاب میں ان پیغامات کے متعلق حل کرنے کی کوشش کرتا ہوں۔۔۔ میرا خیال ہے کہ۔۔۔ مگر میں خواہ مخواہ اپنا خیال کیوں ظاہر کروں پتہ نہیں آپ کا انظکر کیا ہووا۔"

فریدی اس کی انکھوں میں دیکھتا ہوا مسکرا یا۔

"یقین کیجئے!" فرمان سرٹاکر کر بولا۔ "چونکہ پیغامات پُراسار معلوم ہوتے تھے اس لئے میں اپنیں اکٹھا کرتا رہا ہوں۔۔۔"

"پرسوں رات یہاں کیا ہوا تھا؟"

"میں نہیں سمجھا!—"

"آناگر میں کا کسی سے جگدا ہوا تھا؟ یہاں۔ اس تمارختے ہیں؟"

"مجھے علم نہیں!۔۔۔ وہ اکثر آتی ہے۔۔۔ کھلیتی بھی ہے۔۔۔ بھبھریتے۔۔۔ یہاں کے لگلے سے پوچھتا ہوں۔۔۔"

فرمان نے میز پر رکھی ہوئی گھنٹا بھاٹی۔۔۔

۔۔۔

"پتہ نہیں جناب.....!" فومن نے ناخوشگار بچے میں کہا۔ "ہر آئندے والے پر نظر رکھنا ہیرے لئے ملکن نہیں۔!"

"وہ کہاں رہتی ہے۔!"

غالباً فوجان منزل کے کسی فلیٹ میں۔ فلیٹ کا نمبر بچے معلوم نہیں!....."

"وہ کل اور آج..... تاریخ میں بھی نہیں دکھائی دی۔!"

"جہنم میں جائے۔! یہ پہلو موقع ہے کہ مجھے اپنے بیان کی قسم کے جھگڑے سے کی اسلام علی میں ہے..... میرا مودود خراب ہو گیا ہے۔! اور کیا خدمت کر سکتا ہوں.....!"

"اُس کے کسی فرمی عزیز کا پتہ بھی بتا سکو گے۔!"

"اُس کا باپ موبی سیو نہادی لینڈ میں رہتا ہے..... فومن نے کہا اور کاقد کے ایک تکڑے پر اس کا پتہ لکھ کر فریدی کی طرف بڑھاتا ہوا بولا۔! اس سے میرے اچھے تعلقات رہے ہیں.....! اور انہیں تعلقات کی بنابر میں نے آنکے لئے سفارش کی تھی!

"بہت بہت شکر یہ۔!" فریدی اٹھتا ہوا بولا۔!

فومن بھی اٹھ گیا۔ اس کے ساتھ دروازے تک آیا۔

سرٹک پر بیٹھ کر فریدی نے ایک سیکی روکاؤ اور اس میں بیچا ہوا ڈرائیور سے بولا۔ "فرجان منزل۔!"

خود ہری صافت ملے کرنے کے بعد اس نے چہرہ ڈرائیور کو مخاطب کیا۔

"چورا ہے واٹیفیون بوخ کے قریب ذرا و منٹ کے لئے روکنا۔"

"اچھا صاحب۔!"

بوقتو خالی تھا! فریدی نے اندر داخل ہو کر دروازہ بند کرتے ہوئے شمعوں کیا کہ وہ ساؤنڈ پروٹ بھی ہے!.....

ہوٹل مونا کو کے نبہ ڈائیل کر کے اپریٹر کو جمید کے کمرے کا نمبر پتا بایا اور میری طرف

شہزادی اور نوازراہ

1 مطلوب آدمی تھوڑی دری بجڑ کرے میں داخل ہوا۔ فومن نے اس سے بیٹھنے کو نہیں کیا۔ فریدی نے اس کا سرسری جائزہ لے کر فومن کی طرف دیکھا۔ "کہاں۔! کیا پرسوں بیان کی سے آناگریں کا جھگڑا ہوا تھا!....." فومن نے آنے والے سے پوچھا۔

"جی ہاں۔!"

"کیا بات تھی۔?"

"کیا بات تھی۔?"

"کسی ایسے آدمی کے ساتھ کھینے میں بھی تھی جو نہ سی میں تھا! اُس نے شانکوئی ایسی ویسی بات جیسیں کرائیں کی شان میں کہہ دی تھی۔ وہ گزر گئی اور اپنے پرس اس کے منز پر کھینچ مارا تھا۔!"

"میں نے تم سے کیا کہا تھا!" فومن غصیل آواز میں بولا۔

"دو ماں تی ہی نہیں باس.....! بھتی ہے میں محدود ہو کر کھیلیتی ہوں۔!"

"چھے جاؤ۔!" فومن با تھا تھا کر دھڑا۔

وہ چپ چاپ باہر چلا گیا.....! فومن ایسے انداز میں خاموش بیچارہ جیسے غصے کی زیادتی کی وجہ سے تجھے سوچنے سمجھنے کی صلاحیت ہی رخصت ہو گئی ہو۔!

"کل آئی تھی ہے۔!" فریدی نے پوچھا۔

سے فوراً ہی جواب ملا! حمید بول رہا تھا:-

"مناسب یہی ہے کہ اب ا سے بھی دہیں بھجوادو۔" فریدی نے ماڈھ پیس میں کہا:-

"اور میں لکھیاں ماروں!" دوسری طرف سے آواز آتی۔ "آخر پ میری زندگی کے دوسرے پہلووں پر بھی نظر نہیں دلتی!"

"چھے اس کی تنخواہ نہیں ملتی!"

"تنہائی مجھے کھا جائے گی۔ میں نفاہو جاؤں گا۔"

"بکومت! میری بات سنو۔"

"اُسے دہیں پہنچا دو۔" دونوں کو کچارہتاہی مناسب ہے! اور اب تم اپنی اصلی حیثیت میں رہ سکتے ہو۔ اس ہڑپل سے کہیں اور چلے جاؤ۔ میری دانست میں موہنی کارو، ہی مناسب رہے گا۔"

"بہت بہت شکر یہ ہے۔"

"اور ہاں دیکھو۔ تمہیں شہزادی دُرداہِ آٹ گروانِ اسٹیٹ پر بھی نظر کھنی ہے۔"

..... اچھل پڑو گے اسے دیکھ کر۔۔۔ یہاں کی ایک مشہور عمارت نور محل میں مقیم ہے۔" "کیا دور ہی سے دیکھتا ہے۔"

"اس کا ذیصلہ دیکھ کر ہی کر سکو گے۔" فریدی نے کہا اور سلسلہ منقطع کر دیا۔

نور محل شاذ عمارت تھی۔ ایسی نہیں کہ سارے ہے تین کروں کی

۲

ملکائیت پر نام رکھ دیا جاتے زینت محل" یا "قهر سیمان"۔

حیدر عمارت کے سامنے پہنچ کر رکا۔۔۔ اور سوچنے لگا کہ اسے عمارت کی نگرانی کرنی ہے یا شہزادی دُرداہ کی!

دہ عمارت کے اس پاس متلا تار ہا!۔۔۔ چھاٹک پر دو سلیخ اور باور وی پھر بیار موجود تھے۔ اور دیوار سے لگی برقی نیم میٹ پر جعلی حروف میں شہزادی دُرداہ تحریر تھا۔ یہ کہاں کی شہزادی ہر سکتی ہے؟۔۔۔ حمید کا دہن سوال پر جوال کرتا چلا گیا۔ عمر کیا ہے؟۔۔۔ چھرہ نہہ قابل بجولی بھی ہو گایا تھیں؟ لفظ مل سکے گی یا نہیں۔ شام کے پانچ بجے تھے؟ اور سوچنے لگا۔ کیا شام بھی گھر ہی پر گذارتی ہے؟۔۔۔

دفتار اُسے چھاٹک کی طرف متوجہ ہو چکا پڑا۔۔۔ ایک لمبی سی کھلی بھوئی کار چھاٹک سے بے احمد پورہی تھی!۔۔۔ اگلی سیٹ پر دُرداہ تحریر تھا اور کھلی سیٹ پر ہی حمید کی کھوڑپڑی لاچ گئی!۔۔۔ اگر وہ سری بار آنکھ مل کر دیکھنے کا موقع ہوتا تو حمید یہ بھی کر گذرا خدشہ شاکر دہ آنکھیں بھی ملتا رہ جائے گا اور کافی تھی کہیں کی کہیں جا پہنچے گی۔۔۔

دہ شہزادی دُرداہ تھی یا تلندر کی سیکرٹری سائزہ عبد المغفور۔۔۔ کاظمی اُس کے سبب ہی سے گذر گئی!۔۔۔ ساتھ نے اس کی طرف دیکھا تھا اور منہ پھر لیا تھا! حمید نے سوں کیا جیسے اس نے دُرداہ یا سائزہ سے نظر ملتے ہی اُس کی آنکھوں میں شناسائی کے نتوات کی جھلک دیکھا ہے!۔۔۔

اُس نے پرمیت انداز میں کو جنتش دی چاروں طرف نظر دڑاٹے لگتا شاہزاد کوٹیکی سی اُجاتے۔۔۔ لیکن مالیوںی بھوئی۔۔۔ شہزادی دُرداہ کی کافری نکلی چلی گئی!۔۔۔

لا جھوں والا قورہ۔۔۔" وہ بڑپڑایا اور تیرقد مون سے چلتا ہوا اس سرکرک پر آیا۔۔۔

مال کی دواڑ و شوں کی دکانیں تھیں!۔۔۔

ایک دکان میں داٹل ہو کر کاڈنٹرک سے فوں استعمال کرنے کی اجازت مانگی اور بیدی کی قیام گاہ کے بنڑا میل کئے۔۔۔

دوسری طرف سے جواب ملنے پر بولا!۔۔۔ حمید اسپلیک کام تو شروع کر دیا ہے۔۔۔

یہ برق رفتار اور خاکسار پیل۔۔۔ اخکار برق جہنده کی طرح نکاہ سے ارجمند ہو گئی!

”کیا خیال ہے اس کے متعلق۔؟“

”کیا یہ کسی قسم کا فرماڑ ہے۔؟“

”کیا یہ نئے آج تک کسی مولوی کی بھی تحریکی کرتی ہے تم سے؟“ دوسری طرف سے
ناشوٹگوار بچے میں کہا گیا۔

”ٹھیک ہے..... ٹھیک ہے۔ تو چراپ جھے کیا کرنا چاہیتے۔؟“

”تم بھی کسی گیراج سے کوئی عمدہ قسم کی گاڑی کرتے پر حاصل کردا اور شہزادے بن جاؤ ملازمت کے لئے کافی بلیاں حاضر ہیں۔ لیکن تم ان سے بھی قسم کے سوالات نہیں کرو گے۔؟“

”ویسے میرا خیال تو یہ ہے کہ اب تم دوبارہ مومنی کارلو سے موناکو پلے جاتو۔... اب تمہاری حیثیت کیپن حمید بھی کی ہو گی اس لئے کہ کوئی خدشہ نہیں!..... بہرحال گاڑی کھرور حاصل کرو۔؟“

۳

شام بڑی سنتی خرچا بات ہوتی تھی۔ لیکن گھر سے باہر نکلتے ہی پہلا
ذمہ دار کیا اس کے اعصاب پر اپنی پر چھاتیں ڈال رہا تھا۔ اور
وہ جھٹکا نیچہ تھا کیپن حمید سے غیر متوقع طور پر بڑھتے ہو جاتے کا۔

وہ راستے بھر سوچتی رہی تھی کیا اس نے اُسے نہ پہچانا ہو گا۔ کیا دبای اُس کی موجودگی
محض التفاق پر بینی تھی ہے کیا وہ سب کچھ جانتا ہے۔... اور جاننا ہو گا کہ یہ پولیس
والوں کے کام میں تو شیطان بھونک جاتا ہے۔ انہیں ہر بات کی خبر ہوتی ہے؛ اگر
نہ ہو جائے تو پوری سوسائٹی مجرموں کا اکھاڑہ بن کر رہ جاتے۔ ہے لیکن آخر اسے کس
بات کا خوف ہے؟ وہ تو کسی نیک مقصد ہی کے حصول کے لئے یہ سب کچھ کر رہی ہے؟
قاون کو دھوکا دینا مطلوب نظر نہیں ہے۔ اونچہ ہو گا۔ وہ اتنی اچھی تفریخ برباد

کیوں کرے۔ زندگی میں پہلی بار اس کے خواب پورے ہو رہے تھے۔

ہو ٹیل موناکو۔ جیسی شاندار جگہ تھی.... ریکارڈینگ ہال میں ہلکی اور خواب انگریز موسیقی

لہریں لے رہی تھی۔؟

یہاں رقص لگاہ کی چاروں اطراف میں گلیس یاں تھیں۔ ایک گلیری میں آرکٹری بلند
تھا اور بار تھی۔ تین گلیریوں میں رقصوں کے لئے میری تھیں۔!

وہ اپنی میز پر تھا تھی اور تیجھے مسلک باڑی گاڑ کھڑا تھا۔... ہے آدمی بیک وقت
دو فرائض انجام دیتا تھا۔ ڈرائیور بھی تھا اور باڑی گاڑ بھی! کچھ دیر بعد رقص شروع
ہو گیا۔ کئی لوگ غالباً اس سے بھی رقص کرنے کی درخواست کے کر آگے بڑھتے تھے لیکن
باڑی گاڑ کے ہو سڑا در کارتوسول کی پیٹی پر نظر پڑتے ہی تیجھے ہر طبقے تھے وہ پابند
بھی بھی تھی۔ سیکونکا سے ناچنا نہیں آتا تھا۔

پھر وہ رقص دیکھنے میں محو ہو گئی۔... اس کے لئے بالکل نیا تجربہ تھا! اس قسم کے
ماحول کے اس نے خواب دیکھے۔ کتابوں میں اُن سے متعلق پڑھا تھا۔ لیکن جتنا جاگتا
تجربہ اس سے پہلے کمھی نہیں ہوا تھا۔!

پہلا راز نہ ختم ہونے کے بعد اس نے کافی طلب کی! اور باڑی گاڑ آگے بڑھ
کر اس کے لئے کافی بنانے لگا۔ ٹھیک اسی وقت بامیں جانب سے ایک جان پہچانی
سی آواز آئی۔ سیکرٹری!.... قم بالکل گدھے ہو!.... کیا یہ ہو ٹیل ہمارے معیار
سے مطابقت رکھتا ہے؟!

وہ چونک کر مڑی۔ قریب ہی کیپن حمید کھڑا ایک معمرا اور باریش آدمی پر گلگڑا
رہا تھا۔....

”حضور عالی! بورڈ ہمانہیات ادب سے بولا! یہ یہاں کا سب سے بڑا
ہو ٹیل ہے!“

جاسمی دینا

لغا اور لپڑے! " حمید نے کہا اور چاروں طرف نظر دوڑا تا بوا بولا! " ڈھنگ کے لوگ بھی نہیں دکھائی دیتے ہم یہاں کیا کریں گے! اور تم یہاں قیام کرنے کو بھی کہہ رہے ہو!

"حضور والا! اس سے بہتر جگہ یہاں نہ مل سکے گی! "

" تو بھر تم یہاں آئے ہی کیوں نہیں؟ " حمید نے غصے لہجے میں پوچھا اہ

" عمر کار! میری حماقت کی وجہ سے — معافی چاہتا ہوں ہے؟ "

" خیر! اب یہاں ابھی خاتون کو بھی تلاش کر دجن کی روگوں میں شاہی خون دوڑ رہا ہو! "

" مل جائیں گی حضور! " بڑھا آدمی پا تھا بامدد کر بولا!

" یہاں سے مل جائیں گی! "

" وہ بھر یہاں ٹیلیخون آپ سریٹر ہیں تاا! کہہ رہی تھیں کہ میں فواب دلدار جنگ بسادر کی بھتیجی ہوں! وقت کی بات ہے کہ یہاں نظر آرہی ہوں درمذ میری ملکی تو شہزادہ عبد القروس والی ریاست چن چند سے ہوتی تھی! "

" ارے! وہ بھی کوئی ریاست نہیں ہے وہ بھی کوئی شہزادہ ہے صورت ہی سے کسی مبینہ کا لیٹیل کی او لا د معلوم موتا ہے — خیراب یہاں کوئی خالی میز تلاش کرو! "

" حضور والا! تم دیر سے پہنچے — کوئی میز خالی نہیں ہے! "

" ہمیں تو کیا کوئی میز حضور مبین کراچی تھی! "

" حضور ہم تو ابھی تاجستان کے دورے سے واپس آئے ہیں ہمیں دیر پہنچ کی بات ہے ایسی صورت میں حضور بھلا غور فرمائیے! "

" غور بھی تم ہی فرماؤ! ہماری طرف سے ہمارے پاس ان فضولیات کے

شیطانی جیں

لئے وقت کہاں! "

" حضور غور کر دیا! "

" بکو! "

" حضور بہت تھکے ہوئے میں، اس وقت صرف آرام فرمائیں گے! — "

" ٹھیک ہے! با استراحت کا ہاں میں چن چند کی ملکیت! "

" حضور حضور! ملکیت رہیں! — سب ٹھیک ہو جاتے گا! — "

اسنے میں دوسرے راؤنڈ کے لئے موسمی شروع ہو گئی اور ایک چوتھا اسکرٹ والی صحک مندر لارکی الک کے قریب سے گزری

سائز نے دیکھا کہ حمید نے چک کر آہستہ سے کچک کیا وہ چلتے چلتے رک

کر رہا ہے پہلے گھوکر کر دیکھا۔ پھر مسکانی اور حمید کی طرف دونوں ہاتھ پر بڑھا دیتے حمید نے اس کے ہاتھ پکڑتے اور رقصوں کی بھرپور میں شامل ہو گیا۔

سائز کو ایسا ہی لگا عطا جیسے وہ تیرتا ہوا رقص کے فرش پر چلا گیا ہو! پھر اس کی آنکھیں اپنی دلوں کا تعاقب کرتی رہی تھیں!

حمد کے ہوتے ہیں رہے تھے اور رہا کی متواتر ہے جا رہی تھی کبھی کبھی وہ من اخراجاتیں اپنکوں سے اس کی انکھوں میں دیکھتی! پتہ نہیں کیوں مائزہ کو اس لارکی پر ہے حد غصہ آرہا تھا۔ چڑھی میٹھی ہے حرامزادی! کوئی کمائے کھانے والی سڑاک ہوگی اور حضرت کو کیا سو بھی تھی۔ قلندر نے شاندار کے مغلق ٹیک ہی کھا عطا — قلندر کا بھی کہیں پتہ نہیں! — اگر کوئی الی سیدھی بات ہوئی تو کون سنبھالے گا! اسائز کی پیشائی پر پسندی کی پوندیں چھوٹتی رہیں! —

وہ مسلسل سوچے جا رہی تھی یہ کیسا بہر و پہ بے کیا اس نے اسے چڑا نے کی کوشش کی تھی! ایسا معلوم ہوتا تھا جیسے کہیں کے خابزادرے ہی تو ہوں! اونہے اسے

کیا! وہ تو قلندر کی بہادریت کے مقابل یہ تو غاہر ہی نہ ہونے دے گی کہ اُس کو پہلے بھی کبھی دیکھا ہے!..... اگر گفتگو کی نوبت آئی تو صاف کہہ دے گی کہ وہ اسے پہچانتی تک نہیں؛ لیکن آخیر یہ خود کس چکر میں ہے..... ایک بار حمید نے ناصحتے ناصحتے اپنی ہم رقص کو اس طرح بازو دوں میں اٹھایا کہ اس کے پیر فرش سے تقریباً ایک فٹ اونچے اٹھا گئے۔ لیکن وہ سہستی ہی رہی!۔

کمال ہے۔ سازہ نے موچا کیا ہے جیاں ہے۔ سینکڑوں کے جمع میں ایسی حرکتیں جیسے سب اندر ہوں۔ یا ان پر نیند طاری ہو!..... یہاں کسی کو اس پر اتر اپنی نہیں سوتا..... اور جلا یہ ناچ بھی کیا ہے۔ سازوں کی سے پر ادھرا دھر تھکتے پھر ہے ہیں۔ کیا مشکل ہے۔ وہ خود اس طرح ناچ سکتی ہے..... ناچ سکتی ہے..... خود۔ وہ چونکہ پڑی جلا خود کیوں نکھنا پائے گی! قدم کیے اٹھیں گے!۔

کمی نہیں۔ کمی نہیں۔ اس سے ایسا ہے جیاں ہے ہرگز نہ صردوپر کے گی۔ اُس کے داوا بہت بڑے عالم دین تھے۔ لوگ کیا کہیں گے۔ یہ مولوی تھوڑے دین مر جوم کی پوتی ہے..... ننگ خاندان..... فدا عقوطا رکھے!

موسیقی تیز ہوتی جا رہی تھی۔ رقصوں پر روائی سی طاری تھی! اسے ایسا شخصوں ہو رہا تھا جیسے گشت کے بے شمار قدماً روم لوٹھڑے چاروں طرف تھرکتے پھر ہے ہوں۔ کچھ سوچے تجھے بغیر بالکل بے روح..... اور مشینی طور پر حرکت کرتے ہوئے لوٹھڑے ذرا ہمی سی دیزیں اسے اُن سے کراہیت شخصوں ہونے لگی۔ لیکن وہ یہاں سے جانہیں سکتی تھی!۔ قلندر کا حکم تھا کہ گیارہ نجے سے پہلے نہ اٹھے۔ رات کا کھانا بھی میں کھایا تھا! اب جو تو نو ہی نجے تھے۔ برقص نقطہ خود ج پر تہیج کر تھم گیا!..... بوڑھے اُدی کو حمید نے جہاں جھوڑا تھا وہیں اب بھی نظر آ رہا تھا!۔

رقص جوڑے گیلریوں کی طرف واپس آ رہے تھے!..... حمید اور اس کی ہر رقص!

اُس طرف اُنے دکھائی دیتے جہاں بوڑھا سیکر ٹری ان کا منتظر تھا!۔
حمدید نے قریب ہیچ کر کیا!۔ اسے سیکر ٹری تم اپنے کرسے میں جاؤ۔!
بوڑھا آدمی کسی قدر خم ہو کر دروازے کی طرف مرا گیا!۔
” یہ کون ہے؟ ہر رقص لڑاکی نے پوچھا!۔
ہملا سیکر ٹری!۔

لڑاکی بہنس پڑا!۔ پھر بولی!۔ کیا کوئی لڑاکی نہیں ملی تھی؟!.....
” ہمارے والد فضور پسند نہیں فرماتے!۔
تم بھی ڈاڑھی رکھ لو۔ ڈریخواب زادہ!۔
” عمر کو پہنچ کر ہم بھی رکھ لیں گے!۔ ابھی تو ما مید ہے کہ ہزاروں رکھیاں ہماری طرف آئیں گی۔ ہاں تو تم کیاں عینہ ہو؟!۔
” اُدھر!۔ لڑاکی نے سازہ کی پیشت دالی میرزی طرف اشارہ کیا اور حمید سازہ کو بغور دیکھتا ہوا اسی کی میرزی جانب پڑھ گیا!.....
سازہ کے دل کی دھڑکن تیز ہو گئی تھی!۔ اسے ایسا شخصوں ہو رہا تھا جیسے خود اس کے جسم کا کوئی حصہ کھل گیا ہو جے ڈھانپنے کے لئے اسے کوئی چیز نہ مل رہی ہو!۔
وہ سر جھگکائے بلیٹھی رہی!۔ ان کے بلیٹھ جانے کے بعد بھی وہ ان کی آوازیں صاف سن رہی تھیں کیونکہ دونوں میزوں کا فاصلہ زیادہ نہیں تھا!.....
” تم مجھے بیوقوف تو نہیں بنارتے!۔ اُس نے لڑاکی کو بکھتے سنا۔
” کس سلسلے میں؟!۔ حمید کی آواز آئی۔
” اسی فواب زادگی کے سلسلے میں!۔
” ہم بڑا نہیں ملتے۔ پیٹ پالنے کے لئے آدمی کو ہزاروں بہر دپ بھرنے پڑتے ہیں!..... اور کبھی کبھی جب یہ بہر دپ قانون سے سخرانے کی کوشش کرتے ہیں تو

جا سو سی دنیا

بچہ وہ محض بہر دب نہیں رہ جاتے۔ انہیں مختلف قسم کے جرام کے نام سے یاد کیا جاتا ہے۔ ... کیا تجھیں؟

”میں کچھ نہیں سمجھی!“

”نہ سمجھو! یہی بہتر ہے! سمجھنے والے فاقہ کرتے ہیں۔ اور ایڑیاں رکڑا گلا کر مرجاتے ہیں!“

سازہ کا لکھیر خون ہو گی! کمپن حیدر احمد تک اُسے ایک شریف رٹا کی سمجھتا رہا تھا۔ اب اس روپ میں دیکھ کر غصہ کے تیر چلا رہا ہے۔ اوپنی آواز میں گفتگو کرنے کے سب کچھ اُسے ہی سنارہ بہا ہے۔ وہ کیا کرے۔ کیا کرے۔

ایک پار پھر سینے کی بو ندیں اُس کی پیشانی پر جملاتے ہوئے۔ اُن کی دھڑکن کچھ اور بڑھ گئی! وہ کیا کرے؟ کیا کرے.....

”رٹا کی کہر ہی تھی!“ دیکھ پ آدمی معلوم ہوتے ہوئے۔

”مجھ سے مل کر خوشی ہوئی یا نہیں؟“

”دوچار دن روز ان طو..... پھر بتاؤں گی؟“

”ہو نہیں۔ ہم سیلانی آدمی ہیں۔ آج یہاں کل دیاں۔“

”کل کسی اور سے باہمی بنارہے ہو گے۔“

”ضروری نہیں۔ احمدی ہم یہاں کئی دن تھبھیں گے۔“

”یہیں تھبھے ہو!“

”ہاں۔ ہاں بالکل۔“

”کس نمبر میں؟“

بخار سیکر ہڑی جاتا ہو گا۔ سب کچھ دبھی جانتا ہے! حتیٰ کہ یہ بھی جانتا ہے

ہم کب رحلت فرمائیں گے۔ قم کیا پوچھیں؟

جا سو سی دنیا

”بوربن۔!“

”خدا کی پناہ۔! ہم سمجھتے تھے کہ رٹا کیاں صرف شیری اور پورٹ پیتی ہیں!“

”اب سے میں سال پہلے کی رٹا کیاں پیتی رہی ہوں گی۔! ہمیں تو تیز سے تیز شراب چاہیے!“

”کیوں؟“

”تاکہ ہمیں اپنا ماضی یاد نہ آسکے..... اور ہم آنکھیں بند کر کے ترقی کی شاہراہ پر چلتے رہیں!“

”جو ہوتے ہوئے۔!“ حمید نے ملکزادا لگایا۔....

”جو کچھ بھی ہو۔ ہم سمجھ پڑا کہ نہیں دیکھنا چاہتا ہیں!.....“

”درست پتھر کی پوجا ہے!“

”وہ پہنچنے لگی۔“ حمید نے کہا۔ چلو ڈائینگ ہال میں تھیں بوربن پلاقوں گا۔ یہاں کی فضائیں دم گھٹ رہا ہے۔ یہ بڑی اچھی بات ہے کہ تم شرافت کے پردے میں شکار نہیں کھیلتیں

”کیا مطلب۔!“

”کچھ نہیں آؤ اٹھو۔!“ حمید نے اس کا باقاعدہ پکڑا کر اٹھاتے ہوئے کہا۔ پھر سازہ نے نکھلیوں سے دیکھا کہ وہ صدر دروازے کی طرف جا رہے ہیں۔

اُس نے دونوں ہاتھوں سے اپنا چہرہ چھایا۔ دل بھرا آرہا تھا۔ کچھ بھی ہو۔.... وہ ایک جرم میں ملوٹ ہو رہی ہے۔ آخر تمند رئے کیسا چلر چلا یا ہے۔ اُس کا کیا انجام ہو گا؟

اسے تفریح کا وہ بناتے کے قابل بھی نہیں سمجھا گیا!.... اگر پہاڑیوں میں جنتے رہتے
کا عیسیٰ نہ ہوتا تو شادیہ چیزیں تفریح کا ہوں میں شمار ہوتی!....!
اس کے کناروں پر خوشناہی ڈسے کمپس کا قیامِ علی میں آتا۔ تیراں اور کشتی رانی
کے کلب قائم کئے جاتے.....! اچھے اچھے ہوٹل ہوتے اور آس پاس کے ملاقے
ویران نہ رہتے پاتے!.....

لیکن پہلے سال سے یہاں کی اکثر راتیں اپنائستانا کھو چکیں! فضائیں فائزوں
کی آوازیں گوچھیں جن میں درختے ہوئے قدموں کی آوازیں بھی شامل ہوتیں۔ کبھی بھی اسی
چھینیں منی جاتیں جیسے کوئی گولی کھا کر گرا ہو اور دم توڑ رہا ہو!....

چھر جب سکون ہو جاتا تو پولس کی گاڑیاں اور بھری فوج کی لاپخیں درختے گئیں۔
بے شمار خالی کارتوس ادھر اور پڑے ملتے لیکن ایک تنفس بھی ایسا نہ ملابس پر ان
ہنگاموں کا انداز حاصل کیا جاسکتا! البتہ لاشیں کئی بار مل پکی تھیں۔ لیکن مرتبے والے کم ازکم
نوئی چار کے تو نہ ہوتے آج بھی کچھ ایسی ہی صورت حال تھی۔ اندر ہر سے میں فائزوں کی
آوازیں گوچھ رہی تھیں۔ کبھی بھی کوئی پسپر پہاڑیوں سے لڑاکتا ہو یا پافی میں جا پڑتا
اور اس کی گردبار آواز فائزوں کی آواز پر حادی ہو جاتی!.....
اندر ہر سے میں گولی کوئی کھاتا، حالانکہ تو می چار پولیں ہستین پر اس کی الٹائی پہنچ
چکی تھی!

فریدی اس وقت وہیں موجود تھا!۔ پس نہ
فائل نکلواتے تھے!.... اور درودہ خانے میں ایک لاش بھی پڑی ہوئی تھی!.....
لاش تھی خومان کے اُس گر کے کی جس نے کمپن ہمید اور آنا گر کیں کو ہوٹل مونا کو
سے اپنے ساتھ زبردستی کے جانا چاہا تھا!.....
لاش خومان کے کامیون کے ایک ایسے گودام سے برآمد ہوئی تھی جو عموماً بند ہی

جھیل پر مہر گامہ

1 بڑی گہری تاریکی تھی!۔ قمری ہمیں کی اُخڑی راتیں تھیں اور مطلع بھی
صاف نہیں تھا۔ ماٹھ کو باخودہ سمجھاتی دیتا!.....
شیطانی جھیل پر تو گوپا خبیث رو ہیں مہنڈا رہی تھیں!....! یہ جھیل جزیرے کے
وسط میں واقع تھی!.... اس کے چاروں طرف پہاڑیاں تھیں!.... اور یاپنی میں بھی جگہ
جلگہ چنانیں ابھری نظر آتیں!.....
یہ جھیل بھی بھیب تھی اور پہاڑیاں بھی ہیرت انگیز تھیں!.... خود بخود ان میں
درزیں پڑتیں۔ پسپروں کے بڑے بڑے ٹکڑے تو ٹوٹتے اور بلا حلکت ہوتے جھیل میں
آپڑتے۔ شانداری مناسبت سے شیطانی جھیل کہلانے لگی تھی۔ درز اس سے کئی قسم کی
آسیں بھائی طسوب نہیں تھیں!.... بعض جھیل پر تو اس کی گہری کا اندازہ ابھی تک نہیں
کیا جا سکا تھا!.....

اس میں پانی گھٹتا بڑھتا رہتا تھا۔ وجہ یہ تھی کہ اسے ایک مصنوعی بہر کے ذریعے
سکندر سے ملا دیا گیا تھا!۔ دوسری جنگ عظیم کے دوران میں بھری فوج کی بعض ضروریات
کی بار پر ایسا کیا گیا تھا کہ عام حالات میں تو اس کا وجود ہی غصوں خارکشی رانی تک
نہیں ہو سکتی کیونکہ پہاڑیوں سے ٹوٹ کر گرنے والے پسپروں کے لئے کوئی وقت مقرر
نہیں تھا!.....

”خیر۔ فریدی سکار سلاکار کر بولا!“ مجھے اس سے کوئی دلچسپی نہیں آپ کے اپنے معاملات ہیں ا۔ ہاں تو میں یہ کہہ رہا تھا.....“ فریدی نے کچھ کہتے کہتے رُل کر پھر گھٹری دیکھی اور بڑا بڑا یا اب تک پہنچ جانا چاہئے تھا۔“

”کس کو آنا ہے۔ کہاں سے آنا ہے۔؟“
”فقطھ آئی لندن سے۔؟“

”ایوریلیڈی سرومن کا اسٹیر توا گیا ہو گا۔“ اسی۔ پی نے اجنبی گھٹری دیکھتے ہوئے کہا وغتنما اردو نے کمر سے میں داخل ہو کر فریدی کو کسی کا کارڈ دیا!.....“

”اندر سے آؤ۔!“ فریدی نے اس سے کہا!.....

کچھ دیر بعد ایک بوڑھا آدمی کمر سے میں داخل ہوا.....“

”آئیتے..... واکٹر صاحب!“ فریدی اٹھتا ہوا بولا!“ یہ بیان کے اسی۔ پی سفر پڑا ہاں میں..... اور آپ واکٹر شاپر..... ماہر نفسیات.....! انتہی رکھتے جوئے بے حد افسوس ہے۔ واکٹر صاحب کا آپ کو تکمیل دینی پڑی۔“

”کوئی بات نہیں!“ واکٹر شاپر اس۔ پی سے صاف فرم کرے میھتا ہوا بولا۔“ مجھے دوچار دن بعد یوں بھی بیان آنا تھا!۔“

”درالصل ایک لاش کی شناخت کے لئے آپ کو تکمیل دی گئی ہے!....“ فریدی نے کہا!

”لاش کی شناخت میں کروں گا؟“ واکٹر شاپر نے تھیرانہ بھیجے میں کہا!“ جھلا جوگے کسی لاش سے کیا سروکار.....!“

آپ کے بتائے ہوئے کچھ جعلتے میرے ذہن میں غفوڑا تھے۔ ایک لاش سانتے آئی۔ خیال آیا کہ شاندہ یہ بھی ان میں سے ایک ہو!.....“

رہتا تھا اے سے کھولنے کی ضرورت اس لئے پیش آئی تھی کہ اُس کے اندر سے مڑے ہوئے گوشت کی بد بُر کے بھیکے نکل رہے تھے! لاش پوری طرح خراب ہو چکی تھی کہی دن کی معلوم ہوتی تھی۔

”میں نہیں مجھ سکتا!.....“ پرمند نٹ بڑا بڑا!“ جھلا آپ کے کیس سے اس کا کیا تعلق رکھا۔ آپ مجھے ہم کو قاسم کے انوار میں فومان کا ہاتھ ہو گا!“

”ناممکن تو نہیں ہے؟“

”میں فومان کو اچھی طرح جانتا ہوں۔ وہ ایسی حرکتیں نہیں کرتا!“

”میں کچھ دیر بعد آپ کو تھین دلانے میں کامیاب ہو سکوں گا!“ فریدی گھٹری پر نظر ڈالتا ہوا بولا!“ جسے میں نے بڑا بڑا ہے..... وہ شاندہ خود کی دیر بعد بیان پہنچ جاتے!۔“

آپ میری وجہ سے اپنا وقت ضائع رکریں..... اگر جھیل کی طرف جانا چاہتے ہوں...!“

”بھیم میں جاتے!“ پرمند نٹ نے بڑا سامنہ بنایا کہ فریدی کی بات کاٹ دو!۔“

جھیل پر توبہ سب کچھ ہوتا ہی رہتا ہے۔ پچھلے سال سے ہو رہا ہے..... اندھیرے میں گویاں پولیں اور جرمولیں عینی نہیں کر سکتیں!“

”پچھلے ایک سال سے؟“

”جمی ہاں!“

”واقعی میں بہت بد قسمت ہوں کہ اب تک اس حیرت انگیز جزر سے کی سیرتے مخدوم رہا تھا!۔“ فریدی سکار کا گوشہ توڑا تاہو مُسکلایا!۔

کیمی کجھی لاشیں بھی ملتی ہیں!“

”اس کے باوجود جرم ابھی تک پر دے میں ہیں!“

”جناب..... پورا جزیرہ چھان مارا جاتا ہے جب بھی کوئی لاش ملتی ہے۔ لیکن اس کی شناخت نہیں ہو پاتی۔ وہ مقامی لوگ نہیں ہوتے!“

"اوه۔ تو مر جادید والا معاملہ ہے.....!"

"جی ہاں۔!"

"بھائی کیا مصیبت ہے پر بتہ نہیں کیا چکر تھا؟"

فریدی پھر کچھ نہ بولا!

سپرٹنڈنٹ جی اون کے ساتھ مردہ خانے تک آیا۔۔۔ باستری مزدکی لاش پر سے چادر بیٹھا کئی تھی۔۔۔ سہر چند کم چہرہ متورم ہو گیا تھا لیکن نظر پڑتے ہی ڈاکٹر شاپور کی زبان سے بے ساخت نکلا۔۔۔ ڈرا نیور۔۔۔ ڈرا نیور۔!"

"غور سے دیکھ کر بتایتے جناب۔!" ایس۔ پی بولا!

"جی ہاں۔! دیکھ لیا۔" ڈاکٹر شاپور کا یہ ناخن شکار تھا۔" آئی کسی دھقان کو کارروائی شناخت میں نہیں لاتے ہیں۔! میں اس بدبومی زیادہ درست نہیں ٹھہر سکتا۔"

"ٹھیک ہے ٹھیک ہے!" فریدی جلدی سے بولا۔" آئیے۔!"

وہ والپی کے لئے ملا گئے ہے۔

الیس۔ پی کے آفس میں بینچ کر فریدی نے ڈاکٹر شاپور سے پوچھا۔

"تو یہی ادمی آپ کو ہوتل سے مر جادید کے مکان تک لے جاتا تھا!"

"جی ہاں۔ بالکل یہی اس میں شہے کی گنجائش نہیں!"

"اب۔ بلوایتے۔ فومن کو۔" فریدی نے ایس۔ پی سے کہا۔

ایس۔ پی نے اردنی کو بلاں کے لئے گھنٹی بجائی۔ ویسے اس کے انداز سے صاف ظاہر ہو رہا تھا جیسے یہ ساری کارروائی طبیعت پر گران گز رہی ہوا۔

خوٹری دیر بعد فومن دفتر میں داخل ہوا غائب اسے پہنے ہی سے کسی دوسرے

کمرے میں آتے ہی کوئی کھینچ کر بیٹھ گیا۔۔۔

"شناخت ہو گئی؟۔۔۔" فریدی پُرسکون پہنچے میں بولا۔

"کیا مطلب۔!" فومن کی بھنوں پر ڈھنگیں ہیں۔!"

"یہ آدمی جس کی لاش مردہ خانے میں پڑی ہوئی ہے! مر جادید کے ڈرائیور کی حیثیت سے ڈاکٹر شاپور کو اس کے گھر لے جاتا رہا تھا!"

فومن نے ڈاکٹر شاپور کی طرف دیکھا جو اشتباہ میں سر ہمارا تھا۔۔۔

"یہ کب کی بات ہے۔!" فومن نے اس سے پوچھا۔۔۔

"پندرہ بیس دن قبل کی۔!"

"ہو سکتا ہے۔ ایسا ہوا ہوا۔۔۔" فومن نے لاپرواں سے شانوں کو جنبش دی!

لیکن جوچ پر اس کی ذمہ داری عائد نہیں ہوتی۔ میں دن پہلے وہ چھٹی پر گیا تھا! ارجمند ہوئے واپس آیا تھا۔۔۔

"کیا اس نے چھٹی کا زمانہ یہیں گزارا تھا؟"

"میں نے کہم دیا تاکہ ڈاکٹر کارڈیا جی ہو تو مجھ پر اس کی ذمہ داری عائد نہیں ہوتی۔! چھٹی پر تھا! کامیزوں کے باہر کوئی کیا کرتا ہے اس سے بچنے تو دلچسپی ہے اور نہ اس کا ذمہ دار ہوں!"

"لیکن لاش تو کامیزوں ہی سے برآمد ہوئی ہے!"

"یہ میرے کسی دشمن کی حرکت ہے۔! ایس۔ پی صاحب بچھے اچھا طرح جانتے ہیں!۔۔۔ الگ اس کے قتل میں میرا بات ہوتا تو اس کی لاش کو چھاتی پرنہ باندھتے پھر تنا۔۔۔ اس کی ٹہیوں کام سارے ملنا بھی محال ہوتا۔۔۔ بچھے جناب!" وہ نجی یہ انداز میں اسی پلے کی طرف دیکھتا ہوا پھر فریدی کی طرف متوجہ ہو گیا۔

"تو اپنے کسی دشمن کی فتنہ میں کرو۔"

"ہو سکتا ہے!۔۔۔ میرے آدمیوں ہی میں سے کوئی میرا دشمن ہو گیا ہو!"

"کسی پر شبہ ظاہر کرو۔!"

” میں شیر بھی ظاہر نہ کر سکوں گا۔ ظاہر تو سمجھا میرے دفادر ہیں۔ لیکن یہ بھی ملن نہیں کہ کوئی میرے خلاف کوئی غلط دل میں نہ رکھتا ہو! ”
جسے نیقین ہے کہ تمہارے سب آدمی دفادر ہیں! اور ان میں سے کوئی بھی تمہارے خلاف کئی قسم کی غلط نہیں رکھتا! ”
” تو پھر میں کس کام نام دوں....! ”

فریدی اس کی طرف چل کر آہستہ سے بولا! ” پہلہ رو کا نام نہیں لو گے؟ ”
یہ اتفاقاً تھے یا رائقی کی گوئی۔ دوسرے ہی لمحے میں ایسا معلوم ہوا جیسے فرمان کا حجم روح سے خالی ہو! اتنی تیزی سے چہرے پر مردیٰ جھائی تھی کہ خود فریدی تحریر ہوئے بغیر نہ رہ سکا! ویسے یہ اتفاق اتنا آہستی سے ہے گئے تھے کہ فرمان کے علاوہ اور کوئی نہیں سن سکا تھا!

البتہ تم سے کے دوسرے لوگ بھی فرمان کی طرف متوجہ ہوتے بغیر نہ رہ سکے۔
اس کی حالت ہی اتنی تیزی سے بدلتی تھی۔ بلکہ جھپٹاتے بغیر خلامیں گھورے جا رہا تھا!
دو منٹ تک یہی گیفت رہی۔ اگر سے کی فضا پر سکوت طاری تھا۔ دقتاً کسی کو کھانسی آئی۔ اور فرمان بھی جو نکل پڑا۔
پھر اس نے سہی ہوئی آنکھوں سے چاروں طرف دیکھا اور کرسی کی پشت سے ڈک کر ٹھنڈے پوٹوں پر زبان پھیرنے لگا!

فریدی اٹھتا ہوا ایسی۔ یہ سے بولا۔ بہت بہت شکریہ چوہان صاحب!
اب اجازت دیجئے۔ چوہان ہٹا بلکہ بھی فریدی کی طرف دیکھتا تھا اور کبھی فرمان کی طرف۔۔۔ اس تے کچھ کے بغیر فریدی سے مصالحتی کیا۔ فریدی ڈاکٹر شاپور سمیت رخصت بھی ہو گیا لیکن وہ تیغہ انداز میں فرمان ہی کو گھورے جا رہا تھا۔
بالآخر کھلار کر فرمان کو اپنی طرف متوجہ کیا اور تھراٹی بھری آداز میں بولا!

کیا بات ہے؟ ”
” ملک..... کچھ نہیں۔۔۔ پانی۔۔۔ ذرا پانی ملکوار یہتے۔ ”
” کیا اس نے تمہیں کسی قسم کی دھمکی دی تھی؟ ”
” فرمان زبردستی پیش کر بولا! ” دھمکی مجھے۔۔۔ جلا جھے کوئی کیا دھمکی دے سے گا۔
” میں تو سمجھتا ہوں کہ قومی چار کے حاکم صرف آپ ہیں۔ ”
” نہیں اگر کوئی بات ہو تو بتاؤ۔ ”
” اسے نہیں۔۔۔ باخل نہیں! اپنے اس آدمی کی موت پر مجھے کہا صدمہ ہوایا ہے! ”

قاسم بُری طرح ہات پر رہا تھا! اور لیڈی جاوید تو نے سے اُس کا حشم خشک کر رہی تھی۔ اپھر درینگ کا دن اٹھاتی ہوئی بولی۔ ” پہن لو جلدی سے ورنہ ہو الگ جاتے گی! ”

” کیاں ہے۔۔۔ وہ سالا میرا والد صاحب۔۔۔ بلا او اسے۔۔۔ قہتا تھا کہ میں غوط لگا بھی نہیں سکتا۔۔۔ ” قاسم پا پتھا ہو بولا! ”
” اسے۔۔۔ اسے۔۔۔ خاموش رہو۔۔۔ لکھی بے تکی باتیں کر رہے۔۔۔ ”
” آئے ہائے۔۔۔ ” قاسم جل کر ہاتھ پختا ہو بولا! ” تو کیا سچ پچ والد صاحب ہی سمجھ لوں! ”

” تم نے پھر فضول باتیں شروع کر دی۔۔۔ جاؤ نہیں بولتی۔ ”
” اسے نہیں۔۔۔ تم جو در بولو۔۔۔ الاقسم ساری زندگی اسی طرح غائب رہوں گا۔۔۔ تمہارے لئے بھیٹھیک پر گئے میرے اصلی والد صاحب بھی۔۔۔ ہاں! ”
” نہیں تھیں میرا ذرہ برا بر بھی خیال نہیں! ” لیڈی جاوید تنک کر بولی!
” لو جا دیکھو۔۔۔ ” پھر یہ کس کا خیال ہے کہ باخل کا ب ہو گیا ہوں۔ ”

وہ کچھ نرپری منہ بھلاکے کھڑی رہی...!

قاسم سے ڈرینگ کاؤن ہیں لیاختا اور پیار بھری نظر وہ سے اُسے دیکھ رہا تھا اب کچھ دیر بعد بولا! ” دیخو... ” لکھتے غوطے لگاتے ہیں آج ” مجھ کیا لگاتے ہوں گے؟ ”

” ارسے واہ کوئی میں کسی کے باب کافوکر ہوں... ” تمہارے ہی لپٹے سے تو نکار ہم ہوں۔ اور اب تو یہی پوچھوں گا انہی مجھ سے غلط کیوں لگاتے جاتے ہیں؟ ”

” تاکہ تمہاری یاد راشت دا پیں اسکے... ” تم بہت اچھے خط خود تھے؟ ” تو یہ سب کچھ سالی یاد راشت کے لئے ہو رہا ہے... ” یہ بھی جو سالی کسی کی لونڈیاں اکر چیز ہڑپتی ہیں... اور یہ کہ تم بھی مجھ سے محبت کرنے لگی ہو؟ ”

” ارسے خاموش! آہستہ بولا! ” وہ چاروں طرف دلختی ہوئی بولی! کہیں تمہارے پاپا نے سُن لیا تو... ”

” تم بھی کھاموش رہو! ” قاسم آنکھیں نکال کر بولا! ” پاپا ناپاکی بات نہ کیا کرو میرے سامنے؟ ”

” کیا ہو گیا ہے تمہیں! ” اگران کے سامنے تم نے کوئی ایسی دلی بات کر دی تو تمہیں بھی گولی بار دیں گے اور مجھے بھی... ”

” ارسے جاؤ... مار دی گوئی... ” چنپی بتا کر رکھ دوں گا... ” میں تو قہتا ہوں سالے کو زبرد سے دواز نقل چو مرے ساتھ... ” میں بھی گریب آدمی نہیں ہوں ”

” منور... منور... تم کبھی باتیں کر رہے ہو! ”

” میرا نام قاسم ہے... ” ہاں... اب اس سالے منور کا پیچا چھوڑو، ایکے میں تو قاسم کہا کرو... ”

” اچھا اب کہا کروں گی — لیکن تم میرا کہنا بالکل نہیں مانتے... ”

” کیا نہیں مانتا؟ ”

” میں کہتا ہوں۔ اپنے پاپا سے بحث نہ کیا کرو... ” لیکن تم نہیں مانتے... ”

” اور کچھ کہہ کر دیکھو۔ مانتا ہوں یا نہیں؟ ”

” آخر کیوں بحث کرتے ہو؟ ”

” جتن لگتی ہے اس کی باتوں سے... ” بالکل چل دے سالا... ”

” ارسے... ارسے... منور؟ ”

” منور سالے کی الیگی کی تیسی... اس نام سے بھی جتن لگتی ہے! ” یہ نام بالکل ایسا لگتا ہے جیسے کسی مولوی صاحب کو مُرغنا بنا دیا گیا ہو! ”

لیڈی جاوید سپس پڑی اور قاسم نے بھی دانت نکال کر اسے آنکھ ماری۔ دیر تک ہستارا!... حالتکم لیڈی جاوید خاموش ہو چکی تھی۔ ”

سائزہ اپنے باس قلندر بیبا فی سے کہہ رہی تھی! ” اب مجھے اُطمین

۳

ہو رہی ہے! میں اس نیک کام سے بازاً ہی۔ ”

” کیوں کیا ہوا؟ ”

” پچھلی رات سچ کچھ کیپن حمید سے مل بھڑک ہو گئی تھی؟ ”

” تم نے پہچاں لیا تھا اسے؟ ”

” کیوں نہ پہچانتی اے وہ میک اپ میں تو نہیں تھا بے ”

” کیا تم سے مخاطب ہوا تھا؟ ”

” نہیں! ”

” پھر کس بات کی پریشانی ہے؟ ”

” اس لئے کہ وہ میری نگرانی کر رہا ہے؟ پتہ نہیں کیا سوچتا ہو! وہ جنجلہ کر بولی!

"سوچنے دوے!"

"یعنی وہ مجھے کسی جرم میں ملوث بھتارہ ہے اور میں نکرنا کروں؟"

"ہاں! میں یہی چاہتا ہوں:- چونکہ نہیں! میری بات مجھے کی کوشش کرو۔ اگر میں گزران اسٹیٹ کے والی کو یہ باور کرنے کی کوشش کروں گا کہ شہزادی دروازہ زندہ نہیں ہے تو وہ یقین نہیں کرے گا۔ اس لئے بہتر یہی ہے کہ پولیس ہی اس معاملے کے متعلق چھان بیں کرے اور حقیقت سب کے سامنے آجائے۔"

"آپ براہ راست بھی پولیس کو اس سے مطلع کر سکتے ہیں!"

"مجلا یہاں کی پولیس کو گزران اسٹیٹ کے معاملات سے کیا دلپی ہو سکتی ہے؟ آپ کی یہ بات میری سمجھ میں نہیں آتی۔ اب جب پولیس کو دلپی ہی نہیں ہو سکتی تو یہ اس طرزے میں ضرورت کیا باقی رہتی ہے؟"

"یہ تجوہ لو کہ کمپنی حبیب نہیں سائزہ عبدالغفور کی حیثیت سے جانتا ہے اور اب اچانک تم شہزادی دروازے روپ میں اس کے سامنے آؤ گی تو کیا ہو گا۔ کیا یہ ذمیت جھٹکا سے تම میں دلپی لیتے پر محروم نہیں کر دے گا۔ اگر تم سے واقعہ نہ ہوتا اور تم ہزار بار بھی شہزادی دروازے کے نام سے اس کے سامنے آئیں تو وہ متوجہ تک نہ ہوتا۔ کیا صحیح ہے؟"

سائزہ خاموش ہو گئی لیکن اس کے پہرے پڑا بھن کے آثار بدستور باقی رہے۔ کچھ دریجہ بھرائی ہوئی آواز میں بولی:- "میں تو یہی کہوں گی کہ اس سیدھے سادھے معاملے کو جا سو سی ناول نہ پایا ہے۔"

قلندر نے قہدر لایا ہم سنجیدگی سے بولا! میں اپنی فطرت سے مجبور ہوں دوسروں کو بتخیر کر دینے کا خط میری گھٹی میں پڑا ہے۔ اسی لئے تو جا سو سی ناول لکھتا ہوں۔ ورنہ اردو کالائیشنی توبن ہی کیا ہوتا ہے؟"

"پتہ نہیں کیوں مجھے دشت ہوتی ہے۔"

"میرے خدا میں لیا کر دیں! وہ آہستہ سے بڑا ہی اور مضطرب بانہ انداز میں باخہ ملنے لگی!"

"میں تھیں بہت اسماڑت بھتنا تھا!—" قلندر نے کسی قدر ناخشکوار ہیچے میں کہا!

"نہیں میں اتنی اسماڑت نہیں ہوں! جتنی آپ مجھتے ہیں!..... وہ مجھ پر طنز کر رہا تھا!"

"کمپنی حبیب! وہ فریب ہی کی میز پر تھا اور اتنی ادھی آواز میں گھنگوکر رہا تھا جیسے مجھے ہی ستارہ ہوں۔ سچ کہتی ہوں.... ایسی باتیں کر رہا تھا کہ میں رات گئے تک روئی رہی ہوں!"

"ادہ۔ کیا کہا تھا!....."

سائزہ یادو داشت پر زور دے دے کر حبیب کی گفتگو دہراتی رہی جو اس نے اپنے ساختی اور ہمراقص سے کی تھی۔

"وہ دوسرا آدمی کون تھا؟"

"پتہ نہیں! گفتگو ایسے ہی انداز میں کر رہا تھا جیسے اس کا ملازم ہو!"

"قد آور آدمی تھا۔"

"نہیں دبلا پتلا اور متوسط قد والا تھا!....."

"پتہ نہیں! ہو گا کوئی! " قلندر نے شانوں کو جھٹکاتے ہوئے کہا۔ بہر حال میں یہی کہوں گا کہ بد دل ہونے کی ضرورت نہیں! ہم اپنے نیک مقاصد میں ضرور کامیاب ہوں گے!"

"اچھا۔ ایک بات اور....! " سائزہ نے اس طرح کہا جیسے کوئی اہم بات یاد آگئی ہو!"

چند لمحے قلندر کو ٹوڑنے والی نظر وہی سے دیکھتی رہی پھر بولی۔ اُج کے اخبار میں جیل پر بھروسی پر اس اسارہ بیٹھا مر ”کی سرخی تھی! آپ نے یہی تو مجھ سے لکھوا یا تھا کہ آپ کسی سے جیل اور اس آدمی! کیا نام تھا خیر بائی تو کیا اُس میں لگائے کا تعلق !“

”مُھرہو!“ قلندر نا تمہارا تھا کہ بولا! اگر رہا بھی ہو تو اس کا میری ذات سے کوئی تعلق نہیں ہو سکتا ہے! کہ اس پر اس اسارہ آدمی پیدرو سے ان لوگوں کی جھڑپ ہو گئی ہو!“

”لیکن اخبار میں تو بعض سچے ہنگاموں کا بھی تذکرہ تھا جن کی نوعیت کا علم پولیس کو آج تک نہ ہو سکا!“

”ہو گا!“ قلندر جھلا کر بولا! غیر متعلق باتوں کے لئے میرے پاس وقت نہیں ہے! میں نہیں جانتا کہ وہ ہنگامے کیسے تھے یا حالیہ ہنگامے کی وجہ کیا تھی! میں نے تو ان لوگوں کو ہر اسان کرنے کے لئے پیدرو کا نام بھی لکھوا دیا تھا!“

”پیدرو کون ہے!“

”کوئی تبادیت زدح جس کے نام سے ان جزاں کے بدمعاشوں کا دم نکل جاتا ہے! بس اب شتم کرو۔ ان واقعات کی بنابرایک نادل کا ملاث بھی جیسا ہو رہا ہے!“

”بس اب جاؤ! ہو گل ہونا کو کے لئے نہیں تیاری بھی تو کرنی ہو گی!“

اس کی تصویر

وزینگ کا روپ نظر پڑتے ہی فرمان نے جو اسامنہ بیٹا۔! لیکن یہ کیسے علکن تھا کہ سننے سے انکار کر دیتا ویسے آج اس نے اٹھ کر استقال کرنے کی زحمت نہیں گوارا کی تھی! چپر اسی کو اشارہ کیا تھا کہ ملاقات کے خاتمہ نہ کو اندر لے آئے!
کچھ دیر بعد کوئی فریدی درفتر میں داخل ہوا۔ فرمان کے انداز سے صاف ظاہر تھا کہ طوعاً دکر ہا کر سی سے اچھا ہے۔ ڈھیلے ہاتھ سے معاشر کر کے بولا!
”تشریف رکھتے۔“

فریدی بیٹھ گی! لیکن کچھ بولا نہیں! دونوں ایک دوسرے کی انگھوں میں دیکھے جا رہے تھے! آخر کار فرمان ہی کو پس اپننا پڑا! اب اس کی نظر فریدی کے داہنے شلنے پر تھی!
میں پیدرو کے متعلق معلومات حاصل کرنا چاہتا ہوں!“ فریدی نے کچھ دیر بعد ہا

”صاحب میری تجویز نہیں آتا کہ آپ میرے تیچھے یہوں پڑ گئے ہیں!“ فرمان نے کسی قدر بھجنلاہٹ کا مظاہرہ کیا!
”سنو۔! اپنے اس کا مسئلہ مقامی پولیس کا معاملہ ہے! لیکن پیدرو

تم نہیں جانتے کہ میرے ٹلکے کے لئے یہ نام لکھی دیکھی رکھتا ہے! !“

"میں کسی پیدرو کو نہیں جانتا۔"

"نام بھی نہیں سنا۔؟"

"شاید میرے سارے ملازمین اس نام سے ناداقت ہوں۔"

"تو چھڑا۔"

"کسی کا نام جانتے ہے یہ تو نہیں ثابت ہو سکتا کہ اس کی شکل بھی دیکھی جا چکی ہے۔"

"میں نہیں جانتا کہ پیدرو کی نقاپ کے تینے کس کا چہرہ ہے۔"

"کارڈ بار کے متعلق تو جانتے ہی ہو گے۔"

"کوئی نہیں جانتا کہ اس نام کے تحت اعلیٰ پیمانے پر اسمبلنگ ہوتی ہے۔"

"کبھی تم نے اس کے ساتھ شرکت کا بزنس بھی کیا ہے۔"

"مجھے کیا ضرورت ہے۔....."

"خیر۔" فریدی طریق سائنس سے کہا بولا۔ تم اس کے کارپرواز کا نام مجھے بھی

نہیں بتانا چاہتے۔"

"صاحب خدا کے لئے جو پر حرم کیجئے۔ جو باہمی جانتا ہی نہیں آپ کو کیسے بتا

سکتا ہوں۔"

"تم پیدرو کے کارپرواز سے اچھی طرح واقعہ ہو۔" فریدی ایک ایک لفڑا پر

زور دیتا ہوا بولا۔"

"اچھا صاحب! واقعہ ہو۔ نہیں بتانا۔ چھافی پر چڑھا دیجئے۔"

"فوناں۔"

"اس سے زیادہ اور کچھ نہیں کہنا چاہتا۔" فوناں نے اس کی طرف دیکھے بغیر کہا۔

"اچھی بات ہے۔" فریدی اٹھتا ہوا بولا۔ ایک دن تم بھی غائب ہو جاؤ گے۔

اور پھر کئی دن بعد جب تمہارا کوئی ملازم کسی گوشے میں بدبوب محسوس کرے گا۔۔۔۔۔ تب

نومی چاروں والوں کو اطلاع طے کی کہ بُل فاستر بھی چل بسا۔"

وہ تیزی سے دروازے کی طرف مر گایا تھا۔۔۔۔۔

"مُحْبَرْ ہے۔" فوناں مضطرب اپنے انداز میں بولا۔ افریدی رُک کر مڑا اور فومن کے

چہرے پر پھر دیکھی ہی مردی دیکھی جسی میں پی کے دفتر میں نظر آئی تھی۔۔۔۔۔

ہاتھ کے اشارے سے اس نے بیٹھنے کی استعداد کی۔۔۔۔۔ فریدی اس کے چہرے پر

نظر جاتے ہوئے دوبارہ بیٹھ گیا۔

بڑی دیر تک فوناں کی زبان سے ایک لفڑا بھی ادا نہ ہو سکا۔۔۔۔۔ دیسے فریدی اُسے

استغفار میہانداز سے دیکھے جا رہا تھا۔۔۔۔۔

"آپ آپ۔۔۔۔۔ یقین کیجئے کہ میں اُس کے کسی کارپرواز کو بھی نہیں جانتا۔"

"چھروہ خواہ تمہارا دشمن کیوں بن بیٹھا ہے۔"

"تومی چار کے قمار خانوں پر بھی قبضہ کرنا چاہتا ہے۔ اور میری زندگی میں یہ

کسی طرح بھی ملک نہیں ہے۔"

"اسمبلنگ تو بنا کے خاصمت نہیں۔"

"مجھے اسے کہنا کہ سرو کار نہیں۔"

"لیکن میرے چکے کی فراہم کردہ معلومات کے مطابق تم دونوں شرکت کا بزنس

کرتے تھے۔ کسی بات پر کھلکھل گئی۔۔۔۔۔ اب تم لوگ پارٹنرز کی بجائے ایک دوسرے

کے ہریف بن بیٹھے ہو۔"

"یہ لفڑا ہے۔ اسے صاحب مجھے ضرورت کیا ہے کسی کی شرکت کی۔۔۔۔۔ کرنا

چاہوں تو تمہاری سب کچھ کر سکتا ہوں۔ دیسے اس میں شے نہیں کہ اس جزیرے پر علی اسمبلنگ

کے لئے آسانیاں ہی آسانیاں پائی جاتی ہیں!۔ لیکن ضرورت کیا ہے؟ میں اپنے موجودہ

بزنس سے مطمئن ہوں۔"

" تو چھر پسے اس آدمی کو کس خانے میں فٹ کر دے گے جس کی لاش ہمیں کے کسی گودام سے برآمد ہوئی تھی ۔۔۔"

" میرا خیال ہے کہ وہ میری لاطینی میں پیدا کے لئے بھی کام کرنے لگتا تھا ۔۔۔" مجملاً میں آپ کے اس بیان کو لیکے غلط سمجھ سکتا ہوں کہ اس نے کسی آدمی کے اخوار میں کسی کی مدد کی تھی اور اس کے ڈائیور کارول ادا کرنا بات تھا ۔۔۔ ہو سکتا ہے کہ کام تک جاتے کے بعد افشا نے راز کے خدش کے تحت پیدا رونے اُسے قتل کرا دیا ہوا ۔۔۔" فومن خاموش ہو گیا اور فریدی کچھ سوچتا ہوا اس طرح سر پلاتے لگا جیسے فومن نے اُسے مٹھن کر دیا ہوا ۔۔۔"

۲ حمید شدت سے بور ہو رہا تھا۔ فریدی تے آنگریزی اور موبی کو نہ جانے کہاں بھجوادیا تھا اور حمید کو مشورہ دیا تھا کہ ہوٹل موناکو میں دوبارہ کمرے حاصل کر کے دین متفق ہو جاتے تاکہ سائزہ پر نظر رکھنے میں آسانی ہو۔ پھر دو دن بعد وہاں سے بھی واپس بلوایا ۔۔۔ اور اب دونوں ساحل کے ایک چوڑے سے بہت میں مقیم تھے! فریدی زیادہ تر غائب رہتا ۔۔۔ اور چلتے چلتے اس سے کہہ جاتا کہ وہ بہت ہی تک محدود رہے ۔۔۔ کہیں جانے کی ضرورت نہیں! آج وہ ابھی ابھی کہیں سے واپس آیا تھا اور آتے ہی فون پر کسی کے نمبر ڈائیل کئے تھے ۔۔۔"

" ہیلو۔۔۔ بلیک کیٹ مفتری فتری فورے میں۔۔۔ اٹ از سپریم ۔۔۔" اس نے ماڈلہ میں کہا اور دوسروی طرف کی آواز سُن تارہ بھر بولا! " موبائل آئینڈنٹی کا سٹ ایکو پنٹ سیست آج رات کو آٹھ بجے ۔۔۔ عاقل روڈ پر طوب! ۔۔۔ اُور انیڈ اُل! " سلسہ منقطع کر کے وہ حمید کی طرف ملا۔۔۔"

" ہم آج شام کو تھرڈ آئی لینڈ پل رہے ہیں ۔۔۔"

حمدیکچہ نہ بولا! اس قسم کی اطلاعات اُسے نہ ہر ہی لگتی تھیں! سورج غروب ہوتے ہی وہ گھاٹ کی طرف روانہ ہو گئے۔ یہاں فریدی کی لاپچ موجوں تھی اور لاپچ پر قدم رکھتے ہی میدر کی باچپیں کھل گئیں۔! ڈاکٹر شاپر اور اس کی رہائی پہلے ہی سے لاپچ میں بیٹھے شام دن کا انتظار کر رہے تھے! میدر پر نظر پڑتے ہی ویراچکی! اود تو یہ بات ہے! یہ لوگ دہی ہیں۔۔۔ لاپچ بھے پہلے ہی جانی پہچانی سی معلوم ہوتی تھی! پاپا۔۔۔ یہ صاحب بڑے اپنے شاعر ہیں! ۔۔۔"

" کیا تم انہیں جانتی ہوو؟" شاپر نے پوچھا ۔۔۔

" اودہ ۔۔۔ میں تے آپ کو بتایا نہیں تھا اس سترینٹ آدمی کے متعلق جس نے ہمیں اپنی لاپچ پر جزیرے تک پہنچایا تھا! ۔۔۔"

" اچھا۔۔۔ اچھا! ۔۔۔ میں تم انہیں غلط سمجھی ہو! میں انہیں کے بلوانے پر یہاں آیا ہوں! ۔۔۔"

" سما غرساں! ۔۔۔ وہ اچھل ٹپی! ۔۔۔ اور بھر حمید کو اس طرح گھورنے لگی جیسے اپنک اس کے دُم نکل آئی ہو! کچھ دیر بعد چونکی اور ڈاکٹر شاپر سے پوچھا! پھر یہ لوگ آپ سے کیا پوچھ گپھ کر رہے ہیں! ۔۔۔"

" کوئی خاص بات نہیں! ۔۔۔ اسی مریض کے متعلق معلومات حاصل کرنا چاہتے ہیں۔۔۔ جسے میں تے سیون نہ آئی لینڈ میں دیکھا تھا! ۔۔۔"

حمدیکے چہرے پر نشویش کے آثار تھے! آٹر اس تے بھر آتی ہوتی آواز میں کہا! " سما غرساں ہونے کا یہ مطلب تو نہیں کہ میں شاعری نہیں کر سکتا! ۔۔۔"

ویرانے سنا! اس کی طرف دیکھ کر مسکرائی! میکن کچھ بولی نہیں!۔

لائچ حركت میں ہاگئی تھی..... شاپور اٹھ کر فریدی کے پاس جا بیٹھا اور یہ دونوں پچھلی نشست پر تہارہ گئے!۔

”میرے پا پا اور تمہارے پا پا ایک ساتھ کئے اچھے لگتے ہیں!“ حمید نے اس کی طرف چک کر آہستہ سے کہا!۔

”تمہارے پا پا!“ دیا کیا! نجیگیں حیرت سے چھیل گئیں!۔“ یہ تہارے پا پا ہیں!۔“

”بام!“ حمید نے احقة انداز میں سرکو جنبش دی!۔

”مت بلکو اس کرو!“ وہ جتنے لگی۔ زیادہ سے زیادہ بڑے بھائی ہو سکتے ہیں!“

”یقین کرو!۔ پاپا ہی ہیں! جو ان معلوم ہوتے ہیں تو کیا ہوا!... کاظمی ہی ایسی ہے۔ جب شادی ہوتی تھی تو چچے لگتے تھے۔ پیدا ہوتے تھے تو گھٹٹوں نظر ہی نہیں آتے تھے۔ وغیرہ وغیرہ!“

”شاعر ہی نہیں مخربے بھی ہو!.....“
”شکریہ!.....“

”اب ہم کہاں جا رہے ہیں!.... پاپا تو جسے کچھ بتاتے ہی نہیں۔ اب یہی دیکھ لو اس دفت معلوم ہوا کہ تم لوگ کون ہو!“

”میرے پاپا بھی کچھ اسی قسم کے واقع ہوئے ہیں!..... بہت دیر بعد اصل مقصد تک آتے ہیں..... پہلے غلاف سلوایں گے۔ پھر سارے لمحے خریدیں گے..... پھر کہیں جا کر جسے بتائیں گے کہ سارے لمحے پاس رکھنے سے بھوت بھاگتے ہیں!“

”سارے لمحے پاس رکھنے سے بھوت بھاگتے ہیں!“ ویرانے حیرت سے دُہرایا۔
”تم کیسی بہکی باہمی کر رہے ہو!.....“

”سنایہی ہے.....؟“

”فنگوں بگواس کرنے کے عادی معلوم ہوتے ہو!.....“

لائچ تیری سے راستے کر رہی تھی!۔ دفعتاً فریدی نے بلند آواز میں کہا۔

”سفیٹی ماسک نکال لو!“

حمد نے اپنی نشست کی بغلی الماری کھول کر دوسفیٹی ماسک نکالے اور انہیں جلدی جلدی اس طرح ایڈبست کر دیا کہ ایک دربرے کی گفتگو انہی تک محدود درد سے فریدی یا شاپور اس کا ایک لفظ بھی نہ سن سکیں!

کچھ دیر بعد اس نے پلاسٹک کورکے سر کئے کی آواز سنی اور دیر کی طرف سفیٹی ماسک پڑھاتے ہوئے کہا۔ اسے پہن لو۔ ورنہ دم گھٹ جاتے گا!.....“

ویرا اگلی سیٹ والوں کو سفیٹی ماسک پہنے دیکھ رہی تھی! اس نے حیل دجھت کے بغیر اس نے حمید کی پڑائی پر عمل کیا!۔ حمید بھی پہن چکا تھا!۔ ویرا نے حمید کی آواز سنی جو کہہ رہا تھا۔ یہ زکھنا کہ اسے پہن کر گوٹھی ہو جاؤ گی!۔ اس اور اسے بھی ذہن نشین کر لو کہ ہماری گفتگو کو تیسرا نہ من سکے گا!۔“

”یہ بڑی اچھی بات ہے۔ ورنہ میں تو بھی تھی کہ اب من بندر کے سیٹھا پڑے گا!۔“

محبہ میں یہ بڑا عجیب ہے کہ جب تک جاگتی رہتی ہوں زبان چلتی رہتی ہے!۔“

”تم اسے عیوب سمجھتی ہو! اسے یہ تو شفیقت کی ایک خوبی ہے!“

”مگر پاپا زیادہ بولتے والوں کو احمق سمجھتے ہیں!۔“

”میرے پاپا بھی!“

”بس ختم کرو!..... پتہ نہیں کس تشریف آدمی کو خواہ خواہ اپنا پا بنا دالا ہے!۔“

”تم بھی ختم کرو۔ کوئی اپنی گیت سناؤ جھے!۔“

”حافظ کی غزل کیوں نہ سناؤ!..... فارسی اور امکنیتی بہت اچھی ہے میری!“

اپنی اچھی طرح نہیں بول سکتی۔“

ذرا ہمیں کسی دیر میں وہ پر شور موجود کے درمیان ہٹپنگ کے اور حمید مistray باز انداز ملی بولا۔“

اوہ۔ تم نے سیفی بلٹ بھی کس لی ہے یا نہیں۔“

اتھی احمد نہیں ہوں۔“ میں جانتی ہوں کہ سیفی ماں سک کب استعمال کئے جلتے ہیں؟“

حمید اپنی سیٹ کی پیٹاں اپنے سینے پر کئے کلا۔

کچھ دیر بعد اسے دوبارہ ساقوں جزیرے والا سفر یاد آگیا!..... لاپچ پر شور ہوں میں اچھل کو درہ ہی تھی!..... اس نے دیرا کی طرف دیکھا۔ لیکن کچھ بولا نہیں مدد بھی غاموش تھی۔ پھر وہ ان لوگوں کے متعلق سوچنے لگا جن کے خلاف تھیں جاری تھی!..... کیا وہ اب بھی ان کی نگرانی نہ کر رہے ہوں گے۔ ہو سکتا ہے اس وقت بھی تعاقب جاری ہو!..... اگر ایسے میں ہمیں کچھ شروع ہو جاتے تو وہ کس پوزیشن میں ہوں گے دوسرے ہی لمحے میں وہ فریدی سے رابطہ قائم کر کے بولا۔“ کیا ہمارا تعاقب نہ ہو رہا ہو گا۔؟“

بہت دیر میں چونکے۔“ دوسری طرف سے آواز آتی۔.....

اور ایسی خطرناک ہم پر یہ لڑاکی.....!

مجھے علم نہیں تھا کہ یہی ڈاکٹر کے ساتھ ہو گی!..... لہذا ہمیں وقت پر کچھ فرمہ سکا! لیکن تم فکر نہ کرو۔ دیکھ جاتے لام۔“

چھر حمید نے دیر اسے لفتگو شروع کی۔

ہمارا یہ سفر خطرناک بھی ثابت ہو سکتا ہے۔“

میں دیکھ رہی ہوں۔“ جواب ملا!

خالق تو نہیں ہوں؟“

اگر ایک مرنا پڑتا تو ضرور خوف معلوم ہوتا!“ دیرا بولی! لیکن یہاں پوزیشن دوسری

ہے۔ تھا نہیں مرنا پڑے گا۔“

” تو گویا۔ تم موت نے نہیں ٹوڑتیں ہے؟“ حمید نے پوچھا۔

اٹ۔ فوہا۔ کیا ہو گیا ہے تھیں۔ یہ آخر اچانک موت کیوں سوار ہو گئی ہے

تمہارے سر پر۔“

” کچھ نہیں۔ یونہی۔“

وہ پھر خاموش ہو گئے۔

” میں اپنے ڈریڈی سے گفتگو کرنا چاہتی ہوں!“ دیر اسے خود ہمیں دیر بعد کہا!

” ٹھہر و۔ میں دیکھتا ہوں!“ حمید نے کہا! اور اس کے سیفی ماسک سے منسلک

ٹرانسیشن اپر سیٹس کو اس طرح ایڈ جبکہ کو دیا کہ وہ ڈاکٹر سے گفتگو کر سکے۔۔۔ کچھ دیر

بعد وہ بھی ان روfon کی گفتگو سن رہا تھا۔۔۔

” میں تھا رے لے پر بیشان ہوں یہے بی۔ تم در تو نہیں رہیں!“ ڈاکٹر کی آواز۔

” ڈاکٹر تو نہیں رہی میکن تشویش ضرور ہے۔“ ویرا کی آواز۔

میں نے شروع ہی سے تھیں اس سفر سے باز رکھنے کی کوشش کی تھی!۔۔۔ الگر یہ

جاتا ہوتا کہ یہاں سے تھرڈ آئی لینڈ کے لئے اپنے کا سفر ایسا ہو گا تو میں تھیں فوجی چار

ہی میں چھوڑ دیتا۔۔۔ یہ کرنی ڈریڈی یہاں نہ آدمی ہے!۔۔۔ ادھر کے پانیوں میں اپنے

لاتے کا تصور بھی کوئی دوسرا نہیں کر سکتا!۔۔۔

” یہ دوسرہ اخراجیں کہہ رہا ہے کہ سفر خطرناک بھی ثابت ہو سکتا ہے۔“

” اب میں کیا بتاؤں! تھا ری ضدی طبیعت کے لئے یہ بہترین سبقی ثابت ہو گا

ڈاکٹر شاپوری آواز عصیل تھی!۔۔۔

” بھتی آپ لوگ فکر نہ کریں!“ حمید نے فریدی کو کہتے سننا!“ غرق ہو جانے کے

امکانات تو نہیں ہیں!۔۔۔ ڈاکٹر میرا ساتھی مسخرہ بھی ہے صابرزادی سے کہہ دیجئے کہ

ڈرائیور کو کچھ پہاپا یات دی تھیں اور اب یہ سفر خاموشی سے جاری تھا!

شادہ آدھے گھنٹے بعد حمید نے محسوس کیا کہ گاڑی کچھ راستے پر ٹرکی ہے!.....

یہی سمجھا تھا شادہ یہی عاقل روڈ ہے! حمید نے فریدی سے کہا!

"یہاں کوئی عاقل روڈ نہیں ہے!...." فریدی نے جواب دیا۔

"کیوں؟— لیکن آپ نے تو فون پر کسی عاقل روڈ ہی کا نام لیا تھا!"

"مجھنے والے سمجھ گئے ہوں گے کہ عاقل روڈ سے مراد کس جگہ سے ہے!—"

"لیک کیٹ بـ!"

"ہوں۔ انخموش رہوں!"

شیور لٹ ایک تیرہ قنار میلان میں رکی۔ با قریب ہی ایک درمیں بہت بڑی

گاڑی دھکائی دی!.... گاڑی کیا! ایسا گلتا تھا جیسے کسی بہت بڑے ٹارکے آگے انجن

فٹ کر دیا گیا ہو!....

وہ شیور لٹ سے اڑتا ہے!—

پڑی گاڑی کے قریب کھڑے ہوتے ایک آدمی نے آگے بڑھ کر گاڑی کا پچھلا دروازہ

کھول دیا اور وہ تینوں اندر آئے!.... گاڑی ایک کنڈ شینڈ معلوم ہوتی تھی!

"سب کچھ بیار ہے! فریدی نے اس آدمی سے انگریزی میں پوچھا:

"میں سزا۔" جواب ملا۔

"ٹھیک ہے! فریدی رستہ داچ پر نظر ڈالنا ہوا حمید اور ڈاکٹر شاپور سے بولا!

"آپ لوگ بیٹھ جائیے!...."

وہ دونوں بیٹھ گئے۔ ان کا رخ سامنے گئے ہوتے اسکریں کی طرف تھا۔ پھر گاڑی

میں تو اندر چلا ہو گیا اور اسکریں روشن نظر آئے تھے!

فریدی کی آواز سنائی دی! ڈاکٹر شاپور۔۔۔ پیغمبڑی ریڈی!

اس کی باتوں پر دھیان نہ دیں!—"

"میں سن رہا ہوں! حمید بول پڑا۔۔۔ اور اس نے دیرا کے قہقہے کی آواز منی!

چھر شاپر فریدی کے علاوہ سبھی پہنچے لگے تھے! اور یہی حمید ڈاکٹر اور دیرا کی آوازوں

میں خوف کی لرزشیں بھی محسوس کر رہا تھا!

کچھ دیر بعد وہ بخوبی تھڑا آئی لینڈ کے ساحل تک پہنچ گئے!.... یہاں سے

ایک دین انہیں ایک عمارت میں سے لگتی! یہاں فریدی کا استقبال ایسے ہی انداز میں

ہوا جیسے اس کے علاوہ اور سبھی کتر درجے کے لوگ ہوں!—

فریدی نے ڈاکٹر شاپور سے کہا! یہری دامت میں صاحبزادی کو یہیں چھوڑ دیا

جائے!.... ہمیں ابھی کہیں اور بھی جانا ہو گا۔"

"لائچ ہی کے ذریعے! ڈاکٹر شاپور نے بوکھلا کر پوچھا:

"نہیں۔ کام ہو گی! ملکیت رہتے!.... اس کام سے فرازت حاصل کرنے

کے بعد آپ کو یہیں سے بذریعہ اسٹیم فرنڈ آئی لینڈ ہجوادیا جاتے گا!—"

ویرا اسی سفر سے کافی سہی ہوئی تھی۔ لہذا جب ڈاکٹر نے فریدی کی تجویز پیش کی

تو اس نے کوئی اعتراض نہ کیا!—

"آپ کو زیادہ سے زیادہ ڈریٹھ گھنٹے تھا رہتا پڑھے گا! فریدی نے اس سے

کہا! اس کے بعد ہم واپس آ جائیں گے!—"

پھر تقریباً پندرہ ہیلیں منت بعد اس سفر کی درمیانی قسط "شروع ہو گئی! اس بار

وہ ایک بھی سی شیور لٹ میں سفر کر رہے تھے! حمید موجود رہا تھا کہ وہ عاقل روڈ اسی

بزری سے میں ہو گئی یہاں آئیں تھیں اسکے ایک بیٹھ سمت ملنے کے لئے کسی سے فون نہ

کہا گیا تھا!.... آخر فریدی ڈاکٹر شاپور سے کسی کی شناخت کرنا چاہتا ہے!....

شیور لٹ آیا دی سے نکل کر دیرا نے کی طرف جا رہی تھی! روشنگی سے قبل فریدی نے

"ہاں میں تیار ہوں !" ڈاکٹر نے بھرا فی آواز میں کہا !

حمدید کی نفرا سکرین پر تھی اور دفعتہ ایک چھپر کی آؤٹ لائن نظر آئی جس کے اندر آنکھ ناک یا دماغہ نہیں تھے ڈاکٹر ہولا ! نہیں یہ شیپ نہیں تھا !"

یکے بعد دیگر سے کمی چہروں کی آؤٹ لائین اسکرین پر نظر آئیں آخر کار ایک پر ڈاکٹر ہول اٹھا۔ ہاں یہی شیپ تھا ! "ابد یہ آرٹ لائین اسکرین کے ایک گوشے میں قائم ہوتی ! پھر اس کے بعد مختلف قسم کی آنکھوں، ناکوں، دہانوں ہمیشہ اسائیں کے سلسلے جا رہی رہتے ڈاکٹر جس ہونے پر صادر کرتا اسکرین پر باقی رہ جاتا۔ اور پھر وہ سب اس چھپ سے کمی آؤٹ لائین میں قٹ ہوتے نظر آئے جو اسکرین کے ایک گوشے میں پیٹھی ہی سے قائم تھا ! اب ایک کمی چھو اسکرین پر موجود تھا !

"اوہ — اوہ — کمال ہے !" ڈاکٹر مضمود راہنہ انداز میں ہولا ! بالکل یہی تھا ! صرف باہمی جہڑے پر زخم کا گہرا داغ نہیں ہے اور سب کچھ دھی ہے !"

"شکر یہ ڈاکٹر۔ قریبی ہولا ! اور پھر اپریٹر سے کہا۔ اس چھپ سے کافی ٹوکرائیں ایک گھنٹے کے اندر اندر سکرین سی میں پہنچا دو !"

"اوکے سرا ! — اپریٹر نے کہا"

دالیجی اُسی کا لای میں پڑی تھی جس کے زر تھے یہاں تک آتے تھے !

"بھی یہ ٹرائیجپ وغیرہ طریقہ ہے !" ڈاکٹر شاپور نے کہا !

اس شیں کو آئیڈیٹنی کا مست بنتے ہیں۔ یہ میکس لائٹن کے اصولوں کے طرز پر کام میں لائی جاتی ہے !"

"ٹری کار آمد ایجاد ہے !"

"بھی ہاں ! اس سے یادداشت کے ذریعے مشتبہ ادمیوں کی تصویر بنائیں مدد ملتی ہے !"

"اتھی صحیح تصویر ہے !"

"یہ بھی حض اتفاق تھا کہ آپ کے فرمانے کے مطابق مکمل چڑہ تیار ہو گیا اور درہ نہوں ایسے ہی پھر سے تیار ہوتے ہیں جو اصل اُدمی سے کمی قدر مشابہت رکھتے ہوں ! بہر حال ہمارے لئے یہ مشابہت ہی کافی ہوتی ہے !"

"میرا خیال ہے کہ اب آپ اسے ڈھونڈنے کا لیں گے !"

"اگر وہ یہاں موجود ہوا تو ہے !"

پھر وہ خاموش پڑ گئے !

اس عمارت میں واپس پہنچ کر انہیں چھپ سے کے ٹوکرائیں کے لئے مشغول رہنا پڑا تھا ! اس دوران میں فریدی نے وہ اور ڈاکٹر شاپور کے لئے صحیح کے اسٹرپر سیٹیں لیک کر اُدمی تھیں اور انہیں ایک ہول میں پھینک دیا تھا !

ٹوکرائیں بھی ہلکی ! اور حمید نے فریدی سے کہا ! مگر آپ اسے کہاں تلاش کرتے چری گے !"

"میری چب میں رکھا ہوا ہے، جب چاہوں کا ٹھنکا یاں لگا دوں گا !"

"تو ختم کیجئے جلدی سے اس قصے کو !"

"کافی لمبی ہے — آسانی سے ختم نہیں ہو گی۔ چپ چاپ دیکھتے رہو ! اور حمید نے طویل سانس لی اور پھر کچھ نہیں ہولا !"

ناچنان شروع کر دیتی میں حالانکہ آج ریکارڈیشن ہال میں جرمن ایکرو بیس اپنے کمالات کا
منظارہ کرتے والے تھے پھر بھی اس کا جی نہ چاہا۔ وہی بیٹھی تھوڑی تھوڑی کافی طلب
کرنی رہی! فقط ایک تدارک اور آدمی پلتے چلتے اس کی میز کے قریب رکارڈر کراوس کی
طرف دیکھنے لگا۔ اس نے سراٹھا اس کے چہرے کی جانب دیکھا۔ نظر میں اور اسے ایسا
محسوس ہوا جیسے برتی جھلک لگا ہو۔ سارا جسم مُسُوں ہو کر رہ گیا۔ پھر دوبارہ نظر میں کی سکت
ہی نہ رہ گئی! وہ اب بھی وہیں کھلا اس کی طرف دیکھے جا رہا تھا!...

"کیا ہے؟" اس نے اپنے باڑی کارڈ کی غائبی سنی۔

"مشتعل اپ! اُسے جاپ طا! لیکن آواز میں جارحانہ انداز تکم موجو دھخا۔
باڑی کارڈ سائز کے چیچے سے ہٹ کر سامنے آ گیا!..."

"ہولٹر پر سے ہاتھ ہٹاؤ۔" قہاد اور آدمی نے کہا۔ اس بار بھی ہٹے میں تکم تھا۔
سائز نے دیکھا کہ باڑی کارڈ نے میسا ختنہ اپنا ہاتھ ہولٹر پر سے ہٹایا ہے!...

"لائسنس دکھاؤ۔" اس نے باڑی کارڈ سے کہا!

"آپ کون ہیں؟" باڑی کارڈ نے پوچھا۔ اس بار سائز نے اس کے ہٹے میں ڈھیلا
پن محسوس کیا تھا۔

کیا کوئی عام شہری تم سے لائیں کاملا پید کر سکتا ہے؟!"

باڑی کارڈ نے کوٹ کی اندر وہی جیسے لائسنس نکال کر اس کی طرف بڑھا دیا۔

"ہوں۔" وہ لائسنس پر اچھی سی نظر دالتا ہوا بولا! ذرا ایک کارتوس بھی دکھانا ہا۔

"جی۔ کیا مطلب؟"

"کارتوس!" اس نے کارتوس کی بیٹھی کی طرف انگلی اٹھا کر کہا۔

"میں نہیں سمجھ سکتا۔"

"ایک کارتوس نکالو۔" اس بار سخت ہٹے میں کہا گیا!

ملکراو

ہوٹل موناکو کی تفریحات سائز کے لئے سوہاں روچ بن کر رہ گئی تھیں

کئی دنوں سے کیپن محمدی بھی نہیں وکھانی دیتا تھا۔

سائز کے لئے وہاں کی تفریح کے ہر شے میں میزین مخصوص کلائی گئی تھیں جن پر وہ تنہا
نظر آتی۔ تیچے ایک مسلح باڑی کارڈ ہٹھا رہتا۔ یہی باڑی کارڈ را ٹرینر کے فرائض بھی انجام
دیتا تھا۔

تفریح کا ہموں میں لوگ اسے آنکھیں پھاڑ پھاڑ دیکھتے لیکن مسلح باڑی کارڈ پر نظر
پڑتے ہی ان میں سے کوئی بھی اس کی طرف آئے کی وجہ سے ڈکھنے لگتا۔

یہ بھی کوئی زندگی پر وہ سوچ رہی تھی۔ اگر تو پچ شہزادی ہی ہوتی تو اس کا کیا حشرہ تھا
آخر اس قسم کے لوگ زندگی پر وہ سوچ رہتے ہیں۔ یہ تو قید نہایت ہوتی۔ سزا بے سزا اچھی خاصی
اب کوئی اپنا ہی ہم رتہ کیاں تلاش کرتا پھر سے۔ اب کی عورت تے بھی تو اس کی طرف رخ نہیں
کیا تھا البتہ وہ اسے رشک وحدت سے ضرور دیکھتی تھیں!۔

آج وہ رات کے لھاتے کے بو سے اب تک ڈائیننگ ہال میں بھی بیٹھی رہی تھی! دل بی
ز جا ہا کر بیان سے اٹھ کر ریکارڈیشن ہال تک جاتی۔ وہاں تو اور زیادہ دیکھتے ہوتی تھیں ایسی
ڈرستا تھا کہ کہیں کوئی آکر رقص کے لئے درخواست نہ کر سکتے۔ اول تو اسے ناچنا آنا ہی
تھا۔ پھر یہ کیسے ممکن تھا کہ وہ کسی اجنبی کے ہاتھوں میں باخود روسے کرائے بڑے جھیں میں

باؤذی گارڈتے سائزہ کی طرف دیکھا۔

"اوہ۔۔۔" اب اجنبی دربارہ اس کی طرف اس طرح متوجہ ہوا تھا جیسے پہلی بار دیکھا ہو! ٹھیک اُسی وقت نہ جانتے کہ حرس تکمیل ہمید بھی آپکا اور دنوں کے درمیان حائل ہوتا ہوا اجنبی سے بولا تو کمال کرتے ہیں آپ بھی۔ چلتے یہاں سے!... میں نے آپ کو پہلے ہی ہمدادیا تھا کہ کوئی خاص بات نہیں ہے!—"

"تم نہیں سمجھ سکتے!" اجنبی کیمیں ہمید کو ٹھوڑتا ہوا بولا "گرزان اسٹیٹ کا وجہ نہیں ہے؛" میں لکھتا ہوں چھوڑتے۔۔۔ بھی تو کھاتے کھیلتے کے دن ہیں!—"

"خاموش رہو۔۔۔"

"ن۔۔۔ نہیں۔۔۔ نم۔۔۔ میری۔۔۔ بھی سنستے!" وختا سائزہ بملائی۔۔۔ اُسے بولنا ہی پڑا تھا اب کیونکہ اس دوران میں اس کی کپٹیاں چشمی رہی تھیں!..... دل میتھا رہتا اور وہ یہی ٹھوس کرتی رہی تھی جیسے اب دم نکل جاتے گا!—

اجنبی اور کیمیں ہمید دنوں ہی سمجھدی گی سے اس کی طرف متوجہ ہو گئے تھے۔ وہ پھر ہمکلنے لگی۔ گرزان اسٹیٹ۔۔۔ لکھ۔۔۔ کہاں ہے۔۔۔ میں بھی نہیں۔۔۔ بج۔۔۔ جانتی۔۔۔"

"یور ہائی اس۔۔۔" وختا باؤذی گارڈتے خونخوار ہیے میں اسے تھا طب کیا! لیکن وہ اس کی جانب متوجہ ہوئے بغیر کہتی رہی! نم۔۔۔ میں تنگ آگئی ہوں۔۔۔ لکھ۔۔۔ کپٹاں صاحب مجھے اس طبق۔۔۔ سے بخات دلایتے۔۔۔ نم۔۔۔ میں سائزہ۔۔۔ عبد الغفور ہوں۔۔۔!"

"یور ہائی اس۔۔۔ آپ کی طبیعت خراب معلوم ہوتی ہے! یہاں سے چلتے۔۔۔ باؤذی گارڈ بولا پیچے پڑو۔۔۔" فردی یعنی اس کے سینے پر باختر کو کر دھکا دیا۔۔۔

پھر اس کا تھوڑا سٹرپ آیا جسی تھا کہ فردی کا الٹا باختر اس کے منڈ پر پڑا۔۔۔ اور وہ ایک خالی میز پر اٹ گیا!۔۔۔

ہنگامہ برپا ہو گیا! لوگ اپنی جگہوں پر کھڑے ہو گئے اور بیردیں کی فوج ان کی طرف

باؤذی گارڈتے بُرا سامنہ بن کر ایک کارتوس پیٹی سے تکالا دراس کی طرف بڑھاتا ہوا بولتا ہے۔ میں نہیں سمجھ سکتا۔۔۔"

اب وہ اجنبی کارتوس کو اٹ پلٹ کر بغیر دیکھ رہا تھا۔۔۔ اس دروازے میں سائزہ کا بلا کوڑ پیسے سے ہمیں چکا تھا!..... سافیں گھٹتی ہوئی سی ٹھوس ہجری تھیں۔۔۔

"یہ کارتوس غیر قانونی طریقہ درآمد کئے گئے ہیں۔۔۔" اس نے کچھ دیر بعد باؤذی گارڈ سے کہا۔۔۔

"میں نہیں سمجھ سکتا۔۔۔"

"کیا نہیں سمجھ سکتے۔۔۔"

"صاحب۔۔۔ آپ خواہ مخواہ وقت برپا کر رہے ہیں۔۔۔ ہم لوگ یہاں کے شہری نہیں ہیں!"

"خوب۔۔۔ اکس ملک سے تعلق ہے۔۔۔"

"گرزان اسٹیٹ۔۔۔"

"یہاں؟۔۔۔"

سائزہ کے ٹھوس کیا جیسے باؤذی گارڈ اس سوال کے جواب کی توقع خود اس سے رکھتا ہوا۔۔۔ لیکن وہ کیا کہتی!۔۔۔ اس کا متعلق تو اس طرح ششک ہو رہا تھا جیسے سالاہ سال سے پانی کی ایک ایک بوند کو ترقی آئی ہو!..... سوچنے مجھے کی صلاحیت ہی جیسے زنگ آلوہ بُرکرہ گئی تھی!۔۔۔

"تم نے میری بات کا جواب نہیں دیا!" اجنبی نے باؤذی گارڈ کو چھر جا طب کیا!

"مجھے اسٹیٹ کے صحیح جنہریہ کا علم نہیں ہے۔۔۔ کیونکہ میں ہر ماں نس کے ساتھ عموماً باہر سی باہر رہا ہوں۔۔۔"

"کس ہزاری اس کی بات کر رہے ہے جو؟۔۔۔"

چیلی!

”میتھکڑا یاں نکال دو!“ اجنبی نے کیٹن ہمید سے کہا!... اور ہمید نے پریوں کے قریب پہنچنے سے قبل اس کے ہاتھوں میں میتھکڑا یاں کا جوڑا ڈال دیا!... شاید اسی پیزش سے پریوں کے قدم روک دیتے اور دوسرے لوگ بھی ان کی طرف بڑھنے سے باز رہے! پورے ہال پرستاً طاری تھا!۔

دنعتنا ایک بھاری بھرکم تھے نے فضامیں ارتھاش پیدا کر دیا!... سائزہ بوجھلا کر مرڑی کو بٹکھا آواز کچھ جانی پہچانی سی معلوم جوئی تھی!۔ قلندر تھوڑے ناصلہ پر کھڑا بے تھاشا ہنس رہا تھا! پھر وہ آگے بڑھ کر اجنبی کی طرف باتھو چھیلتا ہجا یا! ہلو کرنل فریدی ہاؤڑا ڈی یو ڈو!“

”ہلوو!“ فریدی کا بھیجی پیے حد تھک تھا!... اور سائزہ کے اندازہ کے مطابق اس نے ڈھیلے ہاتھ سے مصائبہ کیا تھا!۔

”میرا تجربہ بہر حال کامیاب رہا!“ قلندر نے سہن کر کہا۔ بلاشاندار نادل لکھوڑا“

”خوب!“ فریدی اس کی انکھوں میں دیکھتا ہوا مسکایا!۔

”لیکن... اخراں بیچارے کے ہاتھوں میں میتھکڑا یاں کیوں ڈال دی میں!“ قلندر نے بادی گارڈ کی طرف دیکھ کر کہا!۔

”اس کے پاس سے انگلی کتے ہوتے کارتوں برآمد ہوئے میں!“

”ارسے وہ... وہ استکل کئے ہوتے نہیں میں! پچھلے سال بلجنیم سے لایا تھا! میرے پاس کشم کی رسید موجود ہے... یہ دیکھتے ہیں!“

اس نے جیب سے پرس نکال کر ایک رسید نکالی اور کرنل فریدی کی طرف بڑھاتا ہجا یا! اسی دشواری کی بنا پر رسید لئے پتھر تار ہا ہوں جب کرنل فریدی جیسے آدمی سے سابقہ ہو تو هر طرح تیار رہتا پڑتا ہے! فریدی نے حشک ہٹھے میں کہا!۔

بادی گارڈ کے ہاتھوں سے میتھکڑا یاں نکال دی گئیں!...“

چھر قلندر نے چاروں طرف نظر دیا! اور بولا! ہم تاشہ بن کر رہ گئے ہیں کیوں نہ کسی جگہ بیٹھ کر ایک دوسرے کی خلاف نہیں رکھ کر لیں!“

فریدی نے اپر والی سے شانوں کو جیش دی۔ اور ہمید نے اپری ہونٹ پیچنے کر کہا! تو اب تارہ چمار الدار اپنے کمروں کی پیش کش کرتا ہے! قلندر نے بڑا سامنہ بن کر اس کی طرف دیکھا!۔

”ہو!— اور پھر!—“ فریدی زینوں کی طرف بڑھتا ہجا یا! پھر وہ سب ہمید کے کمر سے میں آئے۔ البتہ بادی گارڈ بامہر ہی تھہرا رہا! غاباً قلندر نے اُسے اس کے لئے اشارہ کیا تھا!۔ فریدی نے بھی شایدی سے مانگتے جانتے کی ضرورت نہیں سمجھی تھی! اس اور کواب ایسا جھوس ہو رہا تھا جیسے بے ہوش ہو کر گرپڑے گی۔ پتہ نہیں کس دشواری سے ریختے ٹکر کے ہمید کے کمر سے تک پیشی تھی!۔

تھوڑی دیر تک وہ سب خاموش میٹھے کسی ایک کے بوجھے کے مشغور ہے! بچھر قلندر نے ابتداء کی وہ بیان آئے کے بعد سے اب تک کیٹن ہمید ہی کو گھوٹا رہا تھا!۔

”کیٹن ہمید!“ اس نے فریدی کی طرف مڑا کر کہا! غاباً میری سیکڑی کو بہت زیادہ لپٹد فرمائے گئے ہیں!“

”اچھا تو بھر!“ ہمید نے تھنے چھلاسے!۔

”میں اسے پرداشتہ ہیں کہ ساتھ!“ قلندر کوئی کے ہتھ پر گھونسہ مار کر غزا یا!“

”مرضی کے مالک ہو پرداشت کرو یا ذکر رہا!“ ہمید نے اپر والی سے کہا!۔

”بڑا کرم اصل متنے کی طرف آئیے!“ فریدی نے خشک ہٹھے میں کہا!۔

”میں ایک تجربہ کر رہا تھا!“

تجربے کی نوعیت میرے لئے بھاولپوری سے غالی نہ ہو گی!“

"ابھی نہیں تباہ استا... تجربے کے بیتیر سے پہلا بھائشنہ ہیں!...."

"قاون کو اس قسم کے دراون سے ہمدردی نہیں ہو سکتی ہے!"

"ابھی بات ہے تو چارچ فریم کیسے میرے خلاف! "قلندر نے لابرداں سے شانش کو جبیش دی!۔

"گردن انٹیٹ کہاں ہے؟ "حیدر سے پوچھا۔

"میرے ناوی کی ایک خیالی ریاست!...."

"لیکن آپ تجھ سے کچھ اور سچتے رہتے ہیں! "دفعتا سائزہ بھیج پڑا۔

"تجیر ایسا بھی خاکر نہیں بھی اندر ہجرے میں رکھنا پڑا۔"

"تو وہ بتگام مر جھی خرے ہی میں شامل تھا: "سائزہ بھرا لئی ہوئی آواز میں بولی۔

"کیسا بتگام! "قلندر کے لہجے میں تجیر تھا۔ "اودھ تم پہت تھک گئی ہو!... میرا خال

ہے کہ تمہاری موجودگی یہاں ضروری بھی نہیں ہے..... تم جاسکتی ہو!..."

سائزہ کو اس کی آنکھوں میں زبانے کیا نظر آیا تھا اسے ایسا غوس ہوا جیسے دہ اس کی مرضی کے علاج کچھ بھی نہ کر سکے گی!۔

قلندر نے باڑی کا درکواؤ اور اس نے اُس سے کہا کہ دہ سائزہ کو

وابس لے جائے۔ حیدر نے کچھ کہنا چاہا تھا لیکن سائزہ نے دیکھا کہ کرنل فریڈی نے اسے خاموش

رہنچتے کا اشارہ کیا ہے! اودھ اور باڑی کا درکواؤ ساتھ ہوئی!..... پاہر کاڑی کھڑی تھی!....

باڑی کا درکواؤ نے اس کے لئے دروازہ کھولا۔ لیکن خلاف مہول یہاں کی سیٹ کا دروازہ تھا!....

سائزہ خود ہتھی کھلی سیٹ کا دروازہ کھولنے کے لئے ملی!....

"آگے بیجو!... وہ غرایا۔ پہلا موقع تھا کہ اس نے ایسے تھکنا نہ لہجے میں اُسے

خاطر کیا تھا۔ ورنہ اب تک تو یہی ہر تارہ تھا کہ وہ یعنی اوقات خود کو کچھ پنج شہزادی جھوس

کرنے لگتی تھی کیونکہ دہ اس کا ایک اونچی غلام معلوم ہوتا تھا!۔

"کی مطلب ہے؟ "سائزہ کو بھی غصہ آگیا!۔

"چلو بیٹھو! "باڑی کا درکواؤ نے اس کا شاند پکڑ کر اگلی سیٹ کی طرف دھکا دیا!....

چھڑے یاد نہیں کس طرح بیٹھی تھی اور کتنی دیر بعد گاڑی کی حرکت میں آئی تھی ابجیس سا اعصابی تشنچ تھا جس میں میٹلا ہو کر جوش و جوان گھوٹپتھی تھی!۔

کچھ دیر بعد جب گاڑی پا بلکہ ٹھکنی فضامیں بیٹھی تو اس نے جھوس کیا کہ باڑی کا درکواؤ ایک بازو اس کی گردن میں جھاٹلے اور دھمر سے ہاتھ سے وہ گاڑی کا اسٹینر نگ پکڑا ہے ہوتے ہے! سائزہ نے دوسری طرف پہنچا جا لیکن گردن کے گرد دڑا یور کی گرفت مضبوط ہو گئی اور ساتھ ہی اس نے بلکے سے تفہیق کے ساتھ کہا۔ تمہاری حماقت کی بتا پہلی بار میرے ہاتھوں میں منتظر یاں پر گئی تھیں ماس کا بدلت ضرور ہوں گا!۔

"مجھے چھوڑو! "وہ چلی لیکن بے سور، البتہ گاڑی رک گئی!.... ڈرانیو نے اسٹینر نگ چھوڑ کر اسے دو نوں ہاتھوں سے پکڑا کر اٹھایا اور کھلی سیٹ پر چینک دیا اور پھر دھمر سے ہی لمحے میں وہ چینچ لگی!.... بچاؤ!... بچاؤ!... "وہ سی الامکان کو شکش کر رہی تھی کہ درائیو کے وہ تھیا نہیں سے خود کو بچاتے رکھے!.... اور بچاؤ!... بچاؤ!... کی صدائیں تو اس طرح فضامیں پلندہ ہو رہی تھیں جیسے وہ کوئی چینچنے والی میں ہو! اس میں اُس کے ارادے سے کو دھل نہیں تھا۔ پھر دفتہ اس نے کسی دوسری گاڑی کی آواز سنی جو ان کے قریب ہی آکر رکھی تھی!۔

پھر اس کی گاڑی کا دروازہ کھلا اور دڑا یور خود بخود اور پارٹھشا جلا گیا!۔

اب پر بچھ بھی ہو رہا تھا گاڑی کے باہر ہو رہا تھا!... اور وہ پچھلی سیٹ پر ٹھی اپنے رہی تھی اور کچھ دیر بعد ہی اندازہ کر کسی تھی کہ باہر کچھ آدمی ہاتھا پا کی کرو رہے ہیں!.... کچھ بھی درد میں ڈربی ہوتی ہڑا ہٹیں بھی ساتھی دیتیں۔ بچرا ایک لمبی کراہ کے بعد ہی ستانہ چھا گیا!۔ کئی منٹ لگ رہتے، لیکن وہ سیٹ سے اٹھنے کی ہمت نہ کسی!۔

دفعتا اسکیلرک نیپ کی روشنی چھر سے پر ٹھی اور اس کی آنکھیں چند ہی گھنیں۔ ساتھ

ہی ایک جانی پہچانی سی اور کافنوں کے پردوں سے لٹکائی۔ آپ محفوظ ہیں نا۔!

”جی ہاں۔ جی ہاں۔“ وہ بوجھلا کر اٹھ بیٹھی! مخاطب کرتے والا گھین حمید تھا! لیکن اندر ہر سے کی وجہ سے وہ اس کی شکل نہیں دیکھ سکتی تھی۔ گھارڑی سے اُڑایئے۔ وہ ہمہوش ہو گیا ہے اور میرے ساتھ چلتے!

ساتھ ہا نبیتی ہوئی گھارڑی سے اُڑای۔ اس کی گھارڑی کے چیخے دسری گھارڑی کھلڑی تھی کیپن حمید نے اس کے لئے دروازہ کھولا در اندر رہنی کر دی۔ چھلی سیٹ پر یاڑی گھارڑی پڑا نظر آیا۔ اس کی آنکھیں بند تھیں اور رہانے کے باہیں گوشے سے خلن کی لکیر چھوٹ کر کان تک جیل گئی تھی۔ دنوں ہاتھ سینے پر تھے اور ہاتھوں میں وہی ہلکی متھکڑیاں تھیں جو کچھ دیر پہلے پوڑل مونا کو میں استعمال کی گئی تھیں۔ اس کا جل پڑی۔ حمید کہہ رہا تھا: ”اب آپ اس آدمی کے خلاف ایک رپورٹ درج کرائیں گی اور ہر ہر میں آپ کو آپ کی قیام گماہ پر چھوڑ دوں گا۔“

”نہیں! اب میں وہاں نہیں جانا چاہتی۔ خود کو ایک پولیس آفیسر کی حفاظت میں دیتی ہوں۔!

”یہ اور اچھا ہے۔ اس طرح میں درہری مشقت سے بچوں گا۔ اگر شروع ہی سے آپ پر نظر نہ رکھی برتی تو اس وقت۔!

”میں آپ کی شکر گذا رہوں۔ اقلندر پچاڑ اٹھا بستہ ہو اپے۔ میں آپ لوگوں کو بتاؤں گی۔ نادل والی بجوس پر لقینی نہیں۔ لمبی کہانی ہے۔۔۔۔۔ اس کے کچھ مخالفین بھی ہیں جنہوں نے چھے قلندر کے خلاف استعمال کرنے کی کوشش کی تھی اور توہود کو سیکرٹ سروس سے متصل ظاہر کیا تھا۔۔۔۔۔ پہلے وہ چھے زبردستی موٹی کارلو کے ریکارڈیشن ہال سے اٹھا لے گئے تھے۔“

”اسی رات کی بات تر نہیں۔۔۔۔۔ جب قلندر کا ایک فین آپ کے ساتھ تھا۔!

حیدر نے پوچھا۔

”اوہ۔ آپ کیا جانیں۔“ ساتھ کے ہیچے میں حیرت تھی۔

ہیں ہر طرح باخبر ہتنا پڑتا ہے۔ میں کہہ چکا ہوں ناک اُسی وقت سے ان کی نگرانی کارہا ہوں۔ مجب سے کسی تعاقب کرنے والے کی کہانی سنائی تھی اور جو پر خبر پھیلائی تھی اسی حکایت۔

”وہ چیز قلندر سی تھا۔“ ساتھ پے سانچتہ بولی۔

”مجھے یقین تھا کہ دیہی ہو گا۔“ فی الحال خاموش رہی۔ پوری کہانی اپنی روپورٹ میں درج کرائیے گا۔

لیکن میں اب قلندر کی طازمت نہیں کرنا چاہتی۔

”بھی مناسب بھی ہے آپ کے لئے۔۔۔۔۔ اس وقت میں اُسے دھوکا دے کر کر سے نکلا تھا۔ ورنہ وہ تھیا میرے تیچے دوڑ آتا۔ میں نے باڑی کارڈ کے سور سے اندازہ کر لیا کہ وہ کوئی پُر اولاد رکھتا ہے!

”خدا کا شکر ہے کہ آپ۔۔۔۔۔!

حیدر نے آواز کے ساتھ جاہی لی اور اسے جملہ پورا نہ کر سکی۔

ساتھ کی روپورٹ پر قلندر کے خلاف تفتیش شروع ہو گئی تھی۔ لیکن خود

۲

”وہ غائب تھا پتہ نہیں فضائلیں تحلیل ہو گیا خایاں میں تکلی گئی تھی اُسی۔۔۔۔۔ حمید گھوسن کر رہا تھا کم فریدی کے چہرے پر اس قسم کی تکرہنی کے آثار نہیں ہیں۔۔۔۔۔ جیسے کسی باقاعدے ہوتے شکار کے نکل جانے پر نظر آیا کرتے تھے۔۔۔۔۔ پوچھتے پر اُسی نے صرف اتنا ہی کہا تھا۔“ فی الحال ہیں قاسم کی بازیابی سے سرد کار رکھنا چاہتے۔۔۔۔۔ ساتھ نے روپورٹ کے ساتھ ہی اپنا استغفار بھی اس نئے پولیس کے حوالے کر دیا تھا۔ وہ بذریعہ پولیس ہی قلندر تک پہنچایا جاتے۔ اور اب وہ انہیں دنوں کے ساتھ حیم تھی۔

تپوا اپس جانے سے انکار کر دیا تھا۔

اس وقت وہ تینوں نشست کے کمرے میں عیینے قلندر ہمی کے متعلق لفڑکر رہے تھے کہ دفتار فریدی کے انداز سے ایسا طالبہ ہوا ہے میک بیک کوئی خاص بات یاد آگئی ہوا اُس نے کوٹ کی اندر دنی جیب میں ہاتھ ڈال کر پرس نکالا اور اُس میں سے ایک فلوگراف نکال کر میز پر ڈال دیا۔ یہ وہی فلوگراف تھا جو آئندہ نتی کا صٹ کے ذریعے تیار کیا گیا تھا۔
”کبھی اس قسم کا بھی کوئی ادمی تھا جو آئندہ نتی کا صٹ کے ذریعے تیار کیا گیا تھا۔“
اشارة کر کے سائزہ سے پوچھا۔

سائزہ تصویر دیکھنے کے لئے جھکی ہی تھی کہ بیان نہ اچل پڑی اور متjur انداز میں فریدی کی ٹراف دیکھتی رہی۔

”کیوں؟ کیا بات ہے؟“

”تو یہ چیخ... سیکرٹ سروس کا سربراہ تھا۔“

”ادوے؟“ فریدی کی انکھوں میں طبعن کے اشارے تھے۔

”جی ہاں.... یہی تھا جس نے مجھے قلندر کی نکلنی کرتے پڑا کیا تھا۔ اور یہ بھی کیا تھا کہ اس کا علم کیپن حمیدا اور آپ کو نہ ہونے پائے۔ میکون سیکرٹ سروس کے معاملات سب سے پوشیدہ رکھتے ہیں۔ مگر یہ تصویر کا فلوگراف معلوم ہوتا ہے۔ بروہو ہی ہے اد۔“
فریدی نے تصویر اٹھا کر پھر پس میں رکھا۔..... اسے ڈاکٹر شاپورتے سر جاوید کی جیشیت سے شاخت کیا تھا۔

”صرف ایک کمی ہے اس تصویر میں!“ سائزہ بولی۔

”وہ کیا؟“

”جڑے پر زخم کا گہر انسان نہیں ہے!“

فریدی صرف سر ہلا کر دیا۔ اُس کی انکھیں گہرے تفکر میں ڈوبی ہوئی تھیں۔

اُسی وقت فون کی گھنٹی بجی۔ فریدی نے رسپورٹھا میا۔

”ہاں۔ فریدی ہی بول رہا ہے۔ اس کے پھرے پر جنگلہٹ کے آثار تھے۔ آخراں وہ رسپورٹر ہیل پر پچ کر حمید کی طرف مرا ریور آیے ہی تھے جیسے حمید نے کوئی غلطی سرزد ہوئی ہو۔ حمید نے بلکہ جیلیں جھپٹا تھیں اور فریدی بولا۔ وہ بدعاشر ہی تھیں ہے جس کی پشت پناہی کے لئے کوئی شریعت ادمی تھکڑا ہو جاتے۔“
”کیوں۔ کیا بجا ہے؟“

”ایس۔ پیچ ہاں کافون تھا! میکر ٹری برائے امور داخلہ سے حکم ملا ہے کہ قلندر کے خلاف ساری رپریس انتہی بیش کی جائیں اور ان کی اجازت کے پیغام سے حواسٹ میں نہ لیا جاتے۔“

چکر دیکے لئے کمرے کی نصادر سکوت طاری ہو گیا۔ پھر سائزہ بولی۔ ”وہ ایسا ہی بار سورخ ہے۔“

”ویکھا جاتے گا۔“ حمید اُس کی انکھوں میں دیکھتا ہوا بڑا بڑا ہے۔

فریدی نے سکارما گوشہ توڑا ہوا کھڑکی کے باہر دیکھ رہا تھا بلکہ سی مکار ایٹ کے ساتھ بولا۔ اور بہت زیادہ باخبر بھی معلوم ہوتا ہے۔ ”لو۔۔۔ وہ آئیجا۔ حمید باہر جاؤ۔ اس کا استقبال کرو۔۔۔ اور یہاں لے آؤ۔“

”کون ہے؟“ حمید اٹھتا ہوا بولا۔

”خود دیکھ لو۔؟“

حمدید پر دہنلا کر برآمدے میں آیا۔۔۔

حمدید پر دہنلا کر برآمدے میں آیا۔۔۔ قلندر پہنچاگ سے گزر کر پاتیں بارغ کی ادھی روشن طے کر چکا تھا! حمید کا خون کھرنے لگا بلکہ وہ جہاں تھا! وہ بھی کھرا! اور ہاں کوئی اثر نہ برآمدے میں داخل ہو کر فریدی کے متعلق پوچھا! حمید نے ہاتھ اٹھا کر دروازے کی

مات اشارہ کیا!

قلندر نے اجازت لئے بغیر پرده ہٹایا اور درا میگ روم میں داخل ہو گیا! حمید اس کے تیچھے خاتا سازہ کے چہرے پر مردنی چلا گئی!..... فریدی اب بھی کھڑکی کے پاس ہی کھڑا مسکار کے ہلکے ہلکے کش نے رہا تھا!..... قلندر کی نظریں صرف سازہ پر تھیں..... اور اسی الگتا تھا جیسے اُسے دہائی کی دوسرے کی موجودگی کا احساس ہی نہ ہوا! اخڑ عراقی ہوتی ہی آواز میں بولا۔“ اٹھو۔ اور میرے ساتھ چلو! ” سازہ نے بے ایسی سے فریدی کی طرف دیکھا! کیا تمہیں ان کا استغفاری پذیر یہ پولیس نہیں ملا!..... ” فریدی نے تم تھے میں بوجھا! ” ایک ماہ کے توہن کے بغیر استغفاری قابل قبول نہیں ہو سکتا! ” کیا یہ ایسی کمی تحریری معاہد سے پر دخنا کر جھلکی ہیں؟ ” ہاں.....! ”

تم نہیں۔ ” سازہ ہٹکا ہی۔ ” تم خاموش رہو! ” قلندر فریدی کو گھوڑتا ہوا خونخوار بھیجے میں غرایا!... تمہیں ابھی اور اسی وقت میرے ساتھ چلتا ہے۔ ”

فریدی کے ہونٹوں پر خقارب آمیز مسلکا ہٹا گئی! ” پھر قلندر حمید کی طرف ملا کر بولا۔“ میں نے ساٹھے میں سو بلوں کا خون کیا ہے جسکی اس نے کہ ایک بیٹے کی وجہ سے تھے اپنی پالتوبلی کا خون کرنا پڑا تھا! ” میں تمہارے لئے مزید ساڑھے تین سو زندہ بیٹے جیسا کر سکتا ہوں! ” کیچھ میں حمید یہ میرے ساتھ جاتے گی۔ ” ” تھے بھروسہ ہے کہ ایسا نہیں ہو سکے گا۔ ” فریدی کا لمحہ اب بھی فرم ہی تھا! ” زبردستی کھینچ کرے جاؤں گا! ”

” ہوم سیکرٹری کے ہدایت نامے میں اس کا تذکرہ نہیں ہے بار! ” ” گرنل فریدی میں بہت بُرا آدمی ہوں۔ ” ” ابھی تک تر حالات نے بھی بھی بتایا ہے۔ ” ” تم جانتے ہو یا اٹھا کر باہر ہیں کیون دوں۔ ” یک سبک حمید اگے بڑھتا ہوا بولا! ” پیزیز! ” فریدی ہاتھ اٹھا کر بولا اور حمید جہاں تھا وہیں رُک گیا! ” قلندر حمید کو اس طرح گھور دیا تھا جیسے کچا چھا جانتے کا۔ پھر دفعتاً وہ مسلکا پڑا! ” کیچھ حمید اگر تم تھے اٹھا کر باہر ہیں کیون کہ تو دس ہزار روپے تمہارے ہیں۔ آؤ! ” ” حمید کے سر پر توہی پرانی چھیکلی مواری پوچھی جو کافر تھے بھی اس سے لا حاصل قسم کی حکمتیں کراچی کی تھیں اس نے فریدی کے اشارے کی بھی پرواہ نہ کی شائد فریدی اسی حرکت سے باز رکھنا چاہتا تھا! ”

حمدست جھپٹ کر قلندر کی کمر کٹپڑی ہی اور زمین سے الھاڑ دینے کے لئے زور لگاتے گا..... قلندر کی خقارب آمیز مسلکا ہٹا۔ اہستہ آہستہ خوفناک قسم کی تجیدگی میں تبدیل ہوتی گئی! ادھر حمید پر بھی جھلاہٹ طاری ہو رہی تھی کیونکہ وہ پورا زور صرف کر دینے کے باوجود بھی ابھی تک اس کی جگہ سے نہیں ہٹا سکتا تھا! ”

دفعتاً قلندر نے اپنے دونوں ہاتھوں پر اٹھا کر سٹھیاں بھیجی ہوتی تھیں پھر وہ اس کی پشت پر دو ہتھ مارنے ہی جا رہا تھا کہ فریدی نے ان کے درمیان اپنا بازو حائل کر کے ہوئے کیا۔ ” مشترط میں یہ چیز شامل نہیں تھی!..... ”

” ہٹ جاؤ! ” قلندر نے غرا کراپنی کر جھٹکانی اور حمید صاحب پھسلتے ہوئے بامیں جاب والی دیوار سے جانگکا۔ ” اب قلندر فریدی سے لپٹ ڈا تھا!..... سازہ ایک گوشے میں کھڑی قفر مقرر کا پری تھی اور فریدی قلندر سے کہہ رہا تھا! ہوش میں آؤ۔ تم شاید پاگل ہو گئے ہو

اب قلندر فریدی سے لپٹ ڈا تھا!..... سازہ ایک گوشے میں کھڑی قفر مقرر کا پری تھی اور فریدی قلندر سے کہہ رہا تھا! ہوش میں آؤ۔ تم شاید پاگل ہو گئے ہو

بڑھو۔ درتہ مجھ پر الام درکھنا۔

”ساتھ ہی اس نے حمید سے بھی کہا۔“ تم وہیں ظہرو۔

دخل اندازی کی خودرت نہیں!.....“

قلندر کی حالت سے تج پچ بھی ظاہر ہوا تھا جیسے ہوش و حواس کھو چکا ہوا۔

سلق سے ایسی ہی غراہیں نکلیں رہی تھیں جیسے کوئی بچہ اپنے اگریلے اپنے شکار پر پل طیا ہوا۔

حمدی نے پھر اگے بڑھا چاہا۔ لیکن فریدی اسے روکتا ہوا ہوا! بیکار ہے اڑ جی

ست برپا کرو۔.....! ہوم سیکرٹری کی احاطہ حاصل ہو جانے کے بعد ہی روز ازمانی بھی

کسی کام آسکے گی۔“

”تم خود کو تم تجھنے ہو!..... قلندر غراہیا! آج ہی اس کا بھی فیصلہ ہو جائے گا۔“

”میں صرف میں ہوں بہر و پیٹے۔“ فریدی نے کہا!..... اس بارہہ اُسے دروازے

تک دھکیلے گیا تھا! پھر سائز نے دیکھا کہ قلندر دروازے کے پردے سینت لڑاکھ اتا

ہوا پر اُسے میں جاگا۔ پر وہ اپنی جگتے اُکھا کہ اس کے گرد پیٹ گیا تھا! جب تک وہ

دوبارہ اٹھتا فریدی کا ریلو اور بغلی بولٹر سے باہر رکھا!

”جاو۔ بہر و پیٹے۔“ بیریت اُسی میں ہے کہ چپ چاپ چلے جاؤ۔..... کیونکہ اس

ریلو اور کی گولیاں اندھی گولنگی اور بہری ہیں.....! ہوم سیکرٹری صاحب کو پتہ بھی نہ چل

سکے گا کہ تمہیں زمین نگلی گئی یا ہوا میں خیلی ہو گئے!.....“ قلندر میدھاٹک اہوا فریدی

کو گھوڑے سے جا رہا تھا!..... وفتا ساپ کی طرح پھنکا را۔ کچھ بھی ہو جائے سائزہ.....

تم لوگوں کے ساتھ نہ رہ سکے گی۔ آج رات بارہہ بجے تک دہیرے تجھے میں ہو گی۔ نواہ نومی

چار ہنگم میں جائے۔ پھر وہ تیزی سے مٹا اور ٹپی شان سے چلتا ہوا روشنی کے کرتا رہا۔

تجھی کہ چاہاک سے گذر کر نظر دوں سے او جھل ہو گیا!.....

سائزہ صوفی پر گر کر کسی ایسے پرندے کی طرح باپ رہی تھی جسے باز کے نیچے

سے اتفاق رہا تو نصیب ہو گی ہوا!

”آپ نے اسے نکل جانے دیا!“ حمید بھرا کی ہوئی آواز میں بولا۔“

شکار دلچسپ ہے۔ اس لئے میں خود بھی ڈھیل دے رہا ہوں!..... ذرا آنگریزی کو ہلاو!

سامزہ..... تم مطعن رہ رہا..... وہ تمہارا کچھ دبھاڑ سکے گا!..... میں تھہیں تمہارے گھر بھی

بھجو سکتا ہوں، مگر میری دافعت میں تم وہاں غفران نہیں رہو گی!“

”ہم..... ہم..... میں ہیں..... ٹٹ..... ٹھیک ہوں!“ وہ بانپی ہوئی ہلکائی۔ حمید اندھ

چلا گیا! تھوڑی دری بعد آنگریزی کمرے میں داخل ہوتی۔ اس کے شیخے حمید تھا!..... فریدی تے

آئیہ تھی کا است دالی تصور پھر جیسے نکالی اور اُسے ایسی کی طرف بڑھا تاہم بولا! اس

آدمی کو بھی دیکھا ہے۔ یا اس سے ملتی جلتی کوئی شکل۔ ذہن پر زور دو!“

ایسی نے تصور پاٹھ میں لی اور اُسے بغور دیکھتی رہی پھر نغمی میں سرپاک بولی۔ تجھے یاد

نہیں پڑتا کہ کبھی ایسے کسی آدمی کا ساتھا ہو رہا!“

”اوہ۔ یہ تو میں نہ سُر فومن ہے۔“ فریدی نے دوسری تصور پر نکال کر اس کی طرف بڑھا!

”اوہ۔ یہ تو میں نہ سُر فومن ہے۔“ وہ تصور پر منتظر پڑتے ہی بولی حمید بھی تیزی

سے آگے بڑھا کر تصور پر چک پڑا۔ لیکن یہ تصور سر جادید والی تصور سے اُسی حد تک

مختلف تھی کہ اس میں فریدی نے نا دشمن بننے سے ڈالا ہی مونگھوں اور تاریک شششوں والی

جنکن کا افنا فریلی تھا۔

”تمہیں لیکن ہے۔“

”جی ہاں۔“ قطعی۔“

”بہتر ہے۔ یہ تصور اپنے باپ کو بھاڑ کھاتا۔“ میں مزید تصدیق چاہتا ہوں۔“

فریدی نے کہا:

”تب تو دا تھی آپ ڈھیل دے رہے ہیں۔ یہ سو فیصد فومن ہے!“ حمید بڑھا رہا!

اُسی رات کو حمید بہت لگن خبا! کیونکہ فریدی نے اُسے گھر بھی تک محدود

رسنے کی تاکید کی تھی اور دو دیر ق پاروں کی نگرانی میں دے کر خود کہیں چلا گیا تھا! اینی اور سائزہ دنوں بہت زیادہ فکر مندر نظر آبری تھیں۔ اینی کو تو اس بات کی فکر تھی کہ اس کا باپ تزویں ریک ٹاؤن میں بنتا ہو کر فرشتہ ہو گیا تھا اور سائزہ کی پرستی کا باعث قلندر کی دھمکیاں تھیں۔ وہ اسے اچھی طرح جانتی تھی کہ صدی اُوی ہے جو کچھ کہتا ہے کہ گذرتا ہے خواہ کچھ ہو جاتے سارے ہے تین سو ٹلوں کا خون کر دینا دیوانگی نہیں تو اور کیا کہلائی گا! بہر حال حیدر کو شش کر رہا تھا کہ وہ دونوں بھی تفریح کے موڑ میں آ جائیں۔۔۔ رات بڑی خوشگوار تھی!۔۔۔ اور وہ تینوں شام ہی سے لان پیک رسائیں ڈالے ہوئے رہتے ہے تھے! اینی کبھی کبھی باپ کی جنگیری کے لئے اندر جاتی اور پھر والپیں اُکروں بیٹھ جاتی، مختلف موضوعات پر گفتگو ہوتی تھی!۔۔۔ پھر حیدر نے بہلنا سڑو ع کر دیا تھا۔ کبھی کہتا۔ کبھی کے بھی والدین ہمیشہ زندہ تھیں رہتے اگر بڑی تھی تو زندگی رنج ہو کر رہ جاتے۔ ساری دنیا میں کہیں بھی کوئی جوان آدمی نظر نہ آتے۔ کبھی سائزہ سے کہتا۔ ہر خوبصورت لڑکی کے درجنیں عاشق ہوتے ہیں ان میں سے کسی انتہائی صادقہ بخوردار کو جن لینا چاہتے اور یقین پر غاک ڈالی جاتے اسی میں سے کچھ مہیکار خان تھیں دھمکیاں بھی دیں گے۔ لیکن پرواہ نہ کرو۔۔۔ پہلی ولادت کے بعد ہی تھنڈے سے پڑ جاتیں گے۔ عخشی میں دنکنیاں صرف نسلوں میں چلتی ہیں عملی زندگی میں نہیں!

ددو دنوں بھی بھننا کر رہ جاتیں۔۔۔ دنوں کی متفقہ راستے لئے کرنی فریدی سے زیادہ فرم دل اور ششیت آج تک ان کی نظر دن بنیں گذرا۔۔۔ البتہ کہیں حیدر مڑی اور سکنی ہے!۔۔۔ غیر متوازن شخصیت رکھتا ہے!۔۔۔ اس لئے اس کے کمی قول یا فعل کا احتبار نہیں کیا جاسکتا!۔۔۔ اور حیدر موتا رہا تھا کہ ان دونوں کے هر قیمت کا واحد علاج آئس کریم ہے۔۔۔ اعصاب کو سکون ملنے کے بعد شامدر راہ راست پر آ جائیں۔۔۔ کہی آئس کریم فروشنوں کو چھانک پر روک کر کسی شخصی قسم کی آئس کریم طلب بھی کی تھی۔۔۔ لیکن مجھے اس قسم کے قیمتاً گروں ہونے کی بنا پر پھری میں فردخت نہ ہو سکتے کاغذ کیا تھا اور اینی راہ لی تھی!۔۔۔

اب حیدر سوچ رہا تھا کہ کیا انھیں ٹھنڈا پانی ہی پالایا جاتے۔ شامدار نہ فصل کر دے میکن ٹھنڈا پانی مبیا کرنے سے قبل ہی پھر ایک آئس کریم دندرتے صد اسکا تی اور وہ پھر چاند کی طرف چھپتا! اس پار مراد پوری ہوئی۔ وہی سپنگ مل گئی جس کی خواہش تھی! انہیں بڑے پیکٹ خریدے سے اور جھٹتا ہوا ان دونوں کی طرف آیا۔ سائزہ نے کہا کہ اسے خواہش نہیں ہے۔ اینی نے بھی بھی کہا تھا انہیں یہ حیدر کی خواہش تھی کہ وہ اس کی خواہش پوری کریں۔۔۔ نہیں کوئی عندر نہ چل سکا! بھافی بھی ٹڑی۔ حیدر بھی کھارا تھا اور چوتھے انگریز طور پر ان کے اعصاب پر سکون ہوتے جا رہے تھے۔۔۔ بھرپار یا یک جس کے اوپنکھتے ہوئے ذمیں کو جھٹکا سا لگا۔ اور اس نے آئس کریم کا بیکٹ زمین پر پھٹتے ہوئے کہا۔۔۔ چھینکو۔۔۔ چھینکو۔۔۔ شاید اس میں بھنگ ملی ہوئی ہے۔۔۔ بھجیں۔۔۔ بھنگ۔۔۔

"محبے قونیند بھی آ جاتے۔۔۔ بھی بھتر ہے۔۔۔!" سائزہ جھوٹتی ہوئی بولی۔۔۔

"محبے بھی۔۔۔" اینی آنکھیں بند کر کے منہنٹی۔۔۔

حیدر اچھل کر کھڑا ہو گیا! لیکن اس کے پیڑا شپ رہے تھے۔۔۔ ذمین دھواں دھواں ہو رہا تھا جیسے وہ اپنا وزن ہی کھو بیٹھا ہوا۔۔۔ ہوا میں اڑا جا رہا ہوا۔۔۔

سائزہ جھوٹتی ہوئی منہ کے بل زمین پر چلی آئی۔۔۔ اینی باہیں جا بہ کری کے ہستے پر ڈھلک گئی تھی!۔۔۔

"کرنی صاحب۔۔۔ کرنی صاحب۔۔۔" حیدر حلقت چھاڑا کر جیتا!۔۔۔ اور پھر اس کا بھی وہی حشر ہوا جو اس سے پہلے ان دونوں کا ہو چکا تھا۔۔۔ سُدھہ ہی کہ ہی کہ کہاں اور کس حال میں ہے!۔۔۔

عملی فائز فرمان لے کر اہ کر کر دوڑ پدی۔۔۔ اور پھر اچھل کر بیٹھا گیا! آنکھیں مل مل کر چاروں طرف دیکھا۔۔۔ کوئی ناما فوس جگہ تھی اور وہ اپنی مسہری کی

سیکھی طریق ساتھ کھٹکی اس طرح کا پہنچ بھی جیسے اس کے چاروں طرف برداشت کی دلیواریں کھٹکی ہوں۔

”کپیٹن حمید!“ قلندر نے اسے مخاطب کیا! کیا فرمان نے کرتل فریدی سے
میرے متعلق لفڑکو نہیں کی تھی! —

گری سے بند ہے جو سے آدمی نے سراٹھا کر تلذذ کرکیں تو زنگروں سے دیکھا اور پھر مسازہ کی طرف دیکھنے لگا۔

”کیا رسمی موجود تھی؟“ ملندر نے سارہ کو گھورتے ہوئے پوچھا ابہ

کوئی کچک نہ بولا اب آخر تلندر ہی عڑایا ! میں اچھی طرح سمجھتا ہوں تم لوگ زبان نہیں ٹھوکو لے گے تو پھر۔ فریدی میرا کیا بیکار ہے گاہ بوسکتا ہے اس وقت تک میرے کسی ادمی کی رانفل کا فشار نہ چکھا ہو..... اور تم کیپن حمید تم بھی مرنسے کے لئے تیار ہو جاؤ تمہیں تو سائزہ ہی خجھ مانیمار سر ملاک کرے گی ۔ ”

"نہیں۔ نہیں۔" سارکہ باخدا بھاگ سرستہ باقی انداز میں چھپی۔

"بھی ہو گا....." قلندر دانت پیس کر سانپ کی طرح پتھکارا۔ تم مجھے اچھی طرح جاتی ہو۔" سانپ نے دوقروں باختہ سے منھلایا۔ اس الگتھاٹھاٹے کے لئے کوئی

نہ رہ سکے گی!..... قلعہ ترکوں سے اتنا کمپ کر قوان کی طرف متوجہ ہو گیا تھا۔

میں سے بھیزتے دل می دی ہے اب جو میر پر بہا عین اخایا خالک اخیر مارے دو بیان سب سے
را جھکڑا اب جو تک طے نہیں پور سکا۔“

"تم کا چاہئے ہوا۔" فومنی مردہ کی آواز میں لوٹا۔

اس موڑے کو اپنی نام ترتیابیوں سمتیں میرے حوالے کر دو۔ اور اس جگہ کی صحیح نشاندہی در—درز دیباں دن شدہ لوگوں میں تمہارا اضافہ میرے لئے کسی قسم کی بھی دشواری کا باعث نہ ہوگا حمید فراں کو بخوبی دیکھ رہا تھا اُس نے تھوس کیا کہ وہ بہت زیادہ خوفزدہ ہے۔ بیردی

بجا تے لکڑی کے سخت پر بلیچا بوا تھا! اسی بوکھلا ہٹ میں مت پر ہاتھ پھر تو ڈاڑھی غائب پائی۔ انگلیاں چیلی بڑی یا یمن جڑے کے نشان کی گہراں میں آ رکیں۔ اور وہ اچھل کر سخت کے بیچے آیا۔ پھر دروازے کی طرف چھپتا اس پر ٹکریں ماریں۔ لیکن بے سودتہ تو دروازے تے جہش ہی کی اور شودہ بڑی طرف سے کسی قسم کی آواز آئی وہ تھک بار کر پھر سخت پر آ بیٹھا!..... اسی چھوٹے سے کرے میں سخت کے علاوہ اور کچھ نہیں تھا! اہستہ آہستہ اس کی انکھوں سے ایسی دھشت نظاہر ہونے لگی۔ جنیے وہ شکاریوں کے نرغے

دھنعتا در واژہ گھلنا اور ایک آدمی کر سے میں داخل ہوا۔

”تم - !“ فرمان اچیل پرای قلندر ب :

"ہاں میں ۔۔۔ بیٹھا بی زندگی کی آخری رات ہے ۔۔۔ پیڈر واب نہیں ہجلت
نہیں دے سکتا۔۔۔"

”لکے۔ کیوں؟“ دفعتاً فرمان کی حالت غیر نظر آئے لگی اے۔
تمہارے سامنے مبتلا کرنا خدا کو بدھ کو سب کو کہتا ہے۔ اس تک تم خفظ ایسا، لئے

زندہ تھے کتنے پولیس کو یہ سلطنت یہ تھیں تباہ تھا کہ میں پیڈر دے لئے کام کرتا ہوں!

"تم جھوٹے ہو۔ فریدی کو بتا چکے ہو۔ تصدیق کرتا چاہستے ہو۔ تو اُدھیرے میں سے وہی کسی نوہیں بنا یہ جھوٹ ہے ۔ ۔ ۔"

غز آیا۔ چلوا۔ امکو! ”

فرومان اضطراری طور پر احتراز چلا گی۔ اور پھر قلندر کے تیسی چھے تیسی چھے گویا گھستنا رہا تھا۔ ۱۹۰۵ء کے سی وہ سال میں آئے۔

یہاں ایک آدمی کوئی پرنسپل سے جکڑا ہوا نظر آیا۔ اس کے قریب ہی قلندر کی

کے کھڑی ہو جاؤ۔!

ساتھ یو کھلا کر وہ مریست ملگتی ہے۔

بھیک اسی وقت قلندر نے تالی بجاتی اور تمیں آدمی ہاں میں داخل ہوتے۔ قلندر نے فومن کی طرف اشارہ کر کے کہا۔ پچھاڑو۔ اسے۔ آج اپنے ہاتھ سے ذبح کروں گا۔“
”تمہروں نہیں۔ تم کیا کر سبے ہو۔ میں مرگی تو تمہیں اس کی ہرا بھی نہ لگ سکے گی۔“
فومن بے ساختہ بول پڑا۔

”خوب۔ تو تم جانتے ہو۔“ قلندر نے طویل سانس لی۔

”جاننا ہوں۔ لیکن بیان ہرگز نہیں بتاؤں گا۔ جیبل پر پڑو۔!
” وہ کیوں؟“

بیکار تم نہیں بھجوگے۔ کتنی پرمیٹیہ کرنا نہیں ہی کرنی پڑے گی۔“
”چلو۔ یہی ہی۔۔۔ لگے ہاتھ یہ کام بھی اسی وقت ہو جاتے گا۔ لیکن قاسم کی نشاندہی تو تمہیں بھیں سے کرنی پڑے گی۔!
”لک۔ کر دوں گا۔ وہ سیکم لاج میں ہے۔“

تم اسے بیان بلاؤ گے۔۔۔ لیکن اتنا یاد رکھنا۔۔۔ مجھ سے کئی قسم کی کوئی پیال نہ چل سکو گے۔!

”مل۔ لیکن میرا حصہ۔!
”

ایک رینہ بھی تمہیں نہ مل سکے گا۔۔۔ اس قسم کی نظر اندا کا وقت لگ رچکا ہے۔۔۔
اب تو میرے احکامات کی قبیل یا موت ہی پر بات ٹھہری ہے۔!
”میں خود ہی اُسے جا کر بیان لا سکتا ہوں۔۔۔ بیرونی خریر پر بھی اسے دہان سے نہیں لایا جاسکتا۔!
”قلندر نے اپنے آدمیوں کی طرف مار کر دیکھا۔۔۔ سیکم لاج۔۔۔ دیقا مامت آدمی۔

فومن تھا جس کے نام سے فونی چار کے باشندوں کا دم نکلتا تھا۔ اس نے میرا نہ انداز میں ناگز کی طرف دیکھا۔

”جلدی کر دے۔!
”

”تم مجھے میری خوابگاہ سے کیے لاتے۔!“ فومن نے جواب دینے کی بجائے پوچھا۔
قلندر نے قبیلہ رکایا کچھ دیر میکاں انداز میں ہستارہ پر بولا۔“ ڈیسل دینے کی یہ دبہ تو نہیں
تھی کہ میں کسی طرح مجبور خفا۔! میں جب بھی چاہتا تھیں کسی خارش زدہ اور ناکارہ کئے کی طرح مار
ڈالا۔ تم نے اپنے پچاڑ کے لئے جتنے انتقامات کر رکھتے تھے میری نژادوں میں ان کی دفعت
باز پیچ افال سے زیادہ نہیں۔ جب ضرورت تکمیل نہیں تھیں تھا ری خوابگاہ سے تکال لایا۔۔۔ فضول
باشون میں کیا رکھا ہے۔۔۔ اب بھی راہ راست پر آ جاؤ۔“

”م۔ کیا بتاؤں۔۔۔ آخ تمہیں لقین کیوں نہیں آتا کہ مجھے سچ جگہ کا علم نہیں ہے۔!
” تو پھر مجھے اس موڑ کے اٹھوا کا مقصد ہی بتا دے۔!

”م۔۔۔ وہ۔!
”

”شٹ اپ۔!“ قلندر حلق پچاڑ کر دھاڑا۔“ اب تم بتاؤ یا نہ بتاؤ۔۔۔ میں تمہیں ہر حال
میں بار والوں گا۔۔۔ تم نے ہد شکنی کی ہے۔۔۔ تم نے فردی کو بتا دیا ہے کہ میں پیڑو کے لئے
کام کرتا ہوں۔!
”

”تمہارے پاس کیا بہوت ہے۔۔۔ کہ میں نے اسے بتایا ہے۔!
” وہ مجھے بہر دی پہ کہہ رہا تھا۔!

”غلط تو نہیں کہا تھا۔!“ حمید نے چڑائے والے بھجے میں ہاند لکھائی۔!
”کیوں شامت آئی ہے۔!“ قلندر غرما کراس کی طرف مڑا۔

”وہ تو آہی چلی ہے۔۔۔ یہ رہی!“ حمید نے ساتھ کی طرف اشارہ کیا۔!
اس کی طرف مت دیکھو۔!“ قلندر پر تیزخ کر دھاڑا۔۔۔ اے۔۔۔ تم اُدھرنہ کر

فریدی۔ میک اپ میں تھا ہم دھو کا کھا جاتے تھیں پیدر دنے بروقت مدد کیا۔“

”پیدر دنے۔“ قلندر اچل پڑا اور اس آدمی کو اس طرح گھورنے والا بیسے وہ اس کا مفضلہ اڑا رہا ہے۔ چوتھی سے بیویش آدمی کی جانب بڑھا۔۔۔ اس کی گھنی ڈارٹھی مٹولی اور چرچک جگہ سے بال اکھڑنے لگے ذرا ہی سی دیر میں چہرہ صاف ہو گیا۔ حیدر کے پیروں نے تو زین ہی نکل گئی۔ وہ فریدی ہی تھا!۔۔۔ کبھی بندھیں اور چھر سے پکر کے آتارتے ایسا سعدم بتا تھا جیسے بیویش ہونے سے قابل کسی اذیت میں بدلنا رہا ہے!۔۔۔ اس کا سر چکراتے۔۔۔ ادھر وہ آدمی اس گرفتاری کی تفصیل بتا رہا تھا۔ تو چرہم اس کا مقابلہ کرتے ہوئے موناکوتک گئے یہ پہنچیں بکاں غاب ہو گیا تھا! ہم موناکو کی عمارت میں ادھر ادھر جھلتے ہی پھر ہے تھے کہ ایک آدمی نے جس کا چھر کوٹ کے کام اور فلٹ ہیٹ کے جلے پرستے گوئے کے پیچے پوشیدہ تھا ہمیں بتایا کہ فریدی اپ میک اپ کر کے کبھی جا رہا ہے اور اس وقت دنگ دنگ میں موجود ہے۔۔۔“

”وہ آدمی کون ہما جس نے تمہیں بتایا تھا!“ پیدر جناب۔۔۔ انہوں نے خود ہی بتایا تھا۔۔۔“

”شکل دیکھی تھی تو تو۔“

”تمہیں جناب مرتلے تمہیں مل سکا تھا۔۔۔ ھرزوکو شش کرتے تھیں خدا کو کبھی بھر فریدی ہاتھ سے نہ نکل جاتے۔“

حیدر نے عوس کیا جیسے قلندر کی الحجہ میں ڈال گیا ہے۔۔۔ کبھی بیویش فریدی کی طرف دیکھتا تھا اور کبھی اس آدمی کی طرف جو اس سے گفتگو رہتا تھا!۔۔۔

و غفتہ دروازہ کھلا اور ایک تدرآور نقاب پوش ہال میں داخل ہوا جس کے داہنے پا تھے میں اشتاریہ چار پائیں کا ریلوالو تھا!۔۔۔

”کس فکر میں پڑ گئے ہو!“ اس نے ریلوالو کا رخ قلندر کی طرف کرتے ہوئے پوچھا۔

غوطہ خوری کے سازوں سامان سمیت جاؤ۔۔۔ بیس منٹ سے زیادہ تمہیں دے سکتا ہے!“

”یار فرمان۔۔۔ میں تمہیں اتنا پچھا نہیں بھجتا تھا!“ ”و غفتہ حیدر نے مخفکا نہ انداز میں کیا!“ تم نے تو کسی لاوارث بیرہ کی طرح باخ پر ڈال دیتے ہیں۔۔۔“

”اوہ۔۔۔ تم پس پر رہو!“ قلندر میکیاں بیٹھ کر حیدر کی طرف جھیٹا۔۔۔

لیکن تمہارا اس کے کہ اس نکل پہنچتا تھے سے فرمان نے اس پر چلانگ لٹکائی۔ شاذ حیدر کی طعنہ زندگی پار آور ہر قسمی تھی۔ فرمان نے اسی طرح سنجھا لایا تھا جیسے اس دوران میں اور گھنٹا رہا ہے!۔۔۔

قلندر کے دنہوں ساتھی دہاں سے جا پکے ہتھ جہنیں اس نے نیکیم لاج جانے کی بہاتر دی تھی!

قلندر کے لئے یہ حملہ قطبی غیر موقع تھا اس لئے اسے سمجھنے کا موقع نہ مل سکا ب فرمان اور

وہ فرش پر پڑے ہوتے ایک درمرے کی گرفت سے مکمل جانے کے لئے زور کر رہے تھے۔۔۔

”و اتنی تم بیل فائٹر پر فرمان!“ حیدر پر جوش ہے میں کہتا رہا!“ بہت اچھا اپنی کلامی اسی طرح گردن پر جاتے رکھو۔۔۔ دیری گلڈ۔۔۔ دباؤ ڈالتے رہو!“ چھرس نے سارہ کو

اشتارہ کیا کہ وہ جلدی سے اس کی رشیاں رکھوں دے۔۔۔ سارہ نے اشتارہ تو غائب ہی بھی یا تھا

لیکن اعصاب پر تباہ نہیں پاس کیتا پر اپنی جگہ سے جنسش بھی نہ کر سکی!

”صیک اسی وقت آمد درفت دالا دروازہ زور دار آواز کے ساتھ کھلا اور میں چار آدمی

کسی بے حس درخت آدمی کو اٹھاتے ہوئے ہال میں داخل ہوئے۔۔۔ قلندر نے بیچ کر کیا!“

”اے سنجھا لوس کا دماغ جل گیا ہے!“ انہوں نے پہلے ان درنوں کو متبرہ نظرلوں سے

دیکھا تھا اب بیویش آدمی کو فرش پر ٹال کر ان کی طرف بچیے۔۔۔ درمرے ہی لئے میں فرمان

ان کی گرفت میں ٹکڑا پاپ رہتا تھا! اور قلندر اسے نظر انداز کر کے اس طرح بیویش آدمی کی

طرف متوجہ ہو گیا تھا جیسے اس سے تو محض مذاق خنارہ ہے!

”یہ کون ہے۔۔۔!“ قلندر نے بیویش آدمی کو گھوستے ہوئے پوچھا۔۔۔ جس کے پیچے پر

گھنی ڈارٹھی تھی۔۔۔ آتے والوں میں سے ایک آگے بڑھا اور بھرائی ہوئی آواز میں بولا۔۔۔ کرنل

کیا میری دخل اندازی گلائے گذری ہے؟ میں دیکھ رہا ہوں کہ تمہاری نیت میں بھی فتوڑ پیدا ہو رہا ہے۔ تم مجھ سے کٹ کر اپنے لئے الگ راستہ بنانا چاہتے ہو۔“
”تم ہو کون؟“ قلندر غصیلے لمحے میں چھا!—
”پسیڈ رو!“
”بلکاں ہے؟“

بہت اچھے۔ میں فرمائیں ہوں قلندر۔۔۔ میں کر کہ دوں گا۔۔۔ یہ سارے آدھی براہ راست میرے لئے بھی کام کر سکتے ہیں۔ تم خود سرہوتے جا رہے ہو۔۔۔ میں ہمیں چاہتا تھا کہ فرمائیں سے جملائیں جو گذاہ ہوا۔ لیکن تم ہمیں مانتے تھے۔۔۔ آخر لارنوبت یہاں تک پہنچی کہ کرنی ٹکلہ سارغسانی کو منور ہونا پڑا۔۔۔ تم نے اپنی صدک بنا پر فرمائے جھلکا کیا؟“

آپ بالکل ٹھیک کہہ رہے ہیں حضور والا!“ فرمائی جلدی سے بولا۔ میں آج بھی آپ کے حکم سے باہر نہیں ہوں۔۔۔ اور یہ غصیل آپ ہی کا توفیق تھا کہ قلندر آج تک زندہ رہا۔۔۔ درست اس بیسے نوجانت کے میرے ہاتھوں ہنہم رسیہ ہو چکے ہیں۔۔۔ اور اب ہم بخت مجھ پر ایسا حکم رکھ رہا ہے کہ میں نے فریبی کو اس کی اطاعت دے دی۔۔۔ سے کہی۔۔۔ آپ کا لارنہ ہے۔۔۔“

”یہ خلطا ہتا ہے۔۔۔ میں جاتا ہوں کہ تم بتاتا تھا کہ توہین کی ہے۔۔۔“
”میں شکر گذار ہوں جناب عالی۔۔۔ فرمائی جلگی۔۔۔“

”لیکن تم اس وقت اپنی اصل تنگی دسروت میں کیوں ہو۔“
”یہ بھی اسی حزازادے کی حرکت ہے! میں اپنی خرابگاہ میں بے خبر رہا تھا کہ کسی طرح اٹھوایا۔ اور میرا پالائیں میک اپ بھی تباہ کر دیا۔“

”اس سے ضرر بدل لو۔۔۔ ابھی اور اسی وقت۔۔۔ بالکل پرداہ نہ کرو۔۔۔ یہ سب یہ ادمی ہیں!۔۔۔ میری موجودگی میں قلندر کا ساتھ نہ دیں گے۔“

وہ سب دم بخود کھڑے رہے انہوں نے فرمائ کو چھوڑ دیا تھا۔۔۔ قلندر نے چاروں طرف دیکھا اور پھر فرمائ کو گھوڑا ہجوں لاؤ!“ احمد نہ بڑا۔۔۔ یہ پسیڈ رو نہیں ہے۔“
”ویکھ لیا نم نے فرمائ۔۔۔ یہ ایسا ہی کہیں ہے؟“ نقاب پوش نے کہا۔۔۔ جو نکیرے آدمیوں نے آج تک ہمیری نسلکا نہیں دیکھی۔ اس لئے یہ سمجھتا ہے کہ انہیں اور تمہیں درغلاتے میں کامیاب ہو جاتے گا!“ فرمائ نے قلندر پر چلانگ لٹکائی۔ اور وہ دونوں خونخوار ہیکھڑیوں کے سے انداز میں لڑنے لگے! ساتھ ہم کر حیدر نے یقینے جا کھڑی ہوئی تھی اور کریمی کی پیشتمانی کا کام کر رہا تھا۔۔۔ اور پری حمد کو مضبوطی سے تھاتے ہوئی تھی۔۔۔ دفعتاً حیدر نے کہا۔۔۔ خدا کے لئے ہوش میں آؤ۔۔۔
”مجھے چکے سے کھوں در۔۔۔ در وہ سب ختم کر دیتے جائیں گے؟“

ٹھیک اسی وقت قلندر غراپا!“ فرمائ ہوش میں آؤ۔۔۔ ہمارے لئے کس نے جاں بھجا ہے پسیڈ رو کا کوئی وجود نہیں ہے!۔۔۔ میں نے تم لوگوں کے لئے ایک ہمیشہ تخلیق کیا تھا۔۔۔ پسیڈ رو غصیل ایک نام ہے! اتم مجھے ہی پسیڈ رو دیکھ لو۔۔۔ یہ آدمی جھوٹا ہے!“ پسیڈ رو نے ہنگہہ لکھایا اور فرمائ قلندر کو گالا یاں دینے لگا۔۔۔

انتنے میں کسی نے دروازے پر دشک دی۔۔۔ پسیڈ رو ایک پاکیں چلتا ہوا دروازے کے قریب آیا۔۔۔ اور ایک طرف ہو کر دروازے کا بلوٹ گرا دیا۔۔۔ در درستہ ہی لئے میں نام میں آدمیوں سمیت ہاں میں داخل ہو رہا تھا! اس سے پہلے اس کی نظر حیدر پڑی۔۔۔ اور اس نے پہلے دروناک ہیچے میں کہا۔۔۔ مانتے پہنچا یا سالوں نے۔۔۔ اب قیا جو گنا۔۔۔ اور پھر وہ دونوں ہاتھوں سے سرخام کر دیں دروازے کے قریب ہی بیٹھ گیا! دفعتاً فرمائ پر نظر پڑی اور وہ اچھل کر کھڑا ہو گیا۔۔۔ کیونکہ وہ اس سے سرخا دیدی کی حیثیت سے جاتا تھا!

ادھر وہ تینوں آدمی جو اس کے ساتھ آتے تھے تھیز اور انداز میں کبھی لڑنے والوں کو دیکھتے اور کبھی اس نقاب پوش کو۔۔۔ بالآخر نقاب پوش نے ان کی حیرت رفت کر دی اور وہ بھی دم بخود رہ گئے۔۔۔ شناسہ ان میں سے کسی نے بھی پسیڈ رو کی پہلے بھی نہیں دیکھا تھا!۔۔۔ صرف نام مشتہ رہے تھے!

جام سرگی دنیا

۱۶۳

شیطانی جبل

"میں نے اس قسم کا کوئی اعتراض نہیں کیا؟"

"کیوں..... خواہی۔" فریدی نے اُسے مخاطب کیا۔

"میرا نام خواہی نہیں ہے۔ میرا نام جادید ہے۔ میں نہیں سمجھ سکتا کہ تم کیا چاہتے ہو اور مجھے یہاں کیوں پہنچا رہا ہو۔"

قلندرا اُس کی طرف دیکھ کر مسلک را پا اور آنکھ بھی ماری۔

فریدی نے بڑی سی سکلاہست کے ساتھ بولا۔ "یہ دیکھو۔ ای ریوا لور نہیں ہے ایڑی قوت والا اپنے ریکارڈ ہے۔۔۔ تم سمجھوں کی اوازیں من دل میں ریکارڈ ہوئی ہیں۔۔۔ تم کسی بھی حالت میں اسے جھٹکا در سکر گے۔ تمہارا اعتراض ہی ریکارڈ کرنے کے لئے میں نے یہ ڈرامہ ترتیب دیا تھا درست اس کی کوئی ضرورت ہی نہیں تھی جب چاہتا تھا ری گردن دبوچ گئا۔"

اُس کے خاموش پوئے سے پہلے ہی قاسم دہاٹا۔۔۔ یہ سب خوب یادیں ہیں۔۔۔ میری یادداشت والیں اُنکی ہے۔۔۔ میں خور جادید ہوں۔۔۔ گھبرا دنہیں پاپا۔۔۔ میں گواہی دوں گا کہ تم میرے باپ ہو۔۔۔"

اُن سمجھوں کے سبقہ بیان پڑا چکی تھیں۔۔۔ قاسم نے پھر کچھ کہنا چاہا تھا کہ فریدی بولا۔۔۔ خاموش رہو درست تمہارے ہی سمجھکارا یاں لگاؤں گا۔۔۔"

"لگاؤ۔۔۔ وہ حلقی پیڑا کر دہاٹا۔۔۔ میں نے کب تھا تھا کہ میرا پڑے لغا تو۔۔۔ ماں نہیں تو۔۔۔ اسے میں ہی رکھا تھام لو گھوں کی سرگزانتی کے لئے۔۔۔ اچھا چلو۔۔۔ بھی ہی میں اپنی آنٹی تو بھی ساتھے چلؤں گا۔" پھر حسید کی تقدیرات قاسم کے درست تھامنے میں لگد رکھی تھی۔۔۔ اس نے اس کی آنٹی کو بھی دیکھا جو میری چار کی ایک پیشہ و خور تباہت ہوئی تھی۔۔۔ قاسم بار بار بھی کہتا تھا۔۔۔ اُرے تم لوگ مجھے دو دن بھی چینی سے ترکڑا رتے دو گے۔۔۔ ہائے الایاں تم بھی ساتھ نہیں دیتے کیوں نہیں پاپا اور آنٹی کے جی میں یہ بات ڈال دی کہ مجھے جلدی سے

اچانک نام کی دھالا لستانی دی۔۔۔ اُب کوئی ہے تو جو میرے پاپا سے بھڑا ہوا ہے۔۔۔ پاپا میری یادداشت والیں اُنکی ہے۔۔۔" وہ مکھاتانے ہوتے ان دونوں کی طرف بڑا رہا تھا۔۔۔

"اُرے بد بختو! یہ پیلار دنہیں ہے۔" قلعہ ریسے بھی سے چھا۔۔۔ پولیس نے کوئی جال بچھا یا ہے۔۔۔" دفعتاً نقاب پوش نے ایک ہوا کی فاٹ کیا اور آٹھ دس آدمی مسلح ہال میں گھس آئے۔۔۔ ان کے ہاتھوں میں نامی لگیں تھیں پھر فرقاب پوش نے بلنسا داڑھی کھا۔۔۔ تم سب اپنے ہاتھوں میں سُنکڑا یاں پہنچ کے لئے تیار ہو جاؤ۔۔۔ قلعہ رکا خیال بالکل سچ ہے۔۔۔"

اس بار حسید نے بوکھا کر ہیہو شتری ہی کی طرف دیکھا کیونکہ نقاب پوش نے یہ جلد اسی کی آواز اور ہیئے میں ادا کیا تھا۔۔۔ اس نے جھنپھلا کر سازہ سے کہا کہ وہ اب تو اسے کھول دے۔۔۔ اس بار حسید نے بوکھا کر ہیہو شتری ہی کی طرف دیکھا کیونکہ نقاب پوش نے یہ جلد اُسی کی آواز اور ہیئے میں ادا کیا تھا۔۔۔ اس نے جھنپھلا کر سازہ سے کہا کہ وہ اب تو اسے کھول دے۔۔۔ ادھر نقاب پوش نے نقاب اتار دیا تھا۔۔۔ خواہیں بھی دم بخود رہ گئی۔۔۔ لیکن قلعہ را سی طرح فاٹکرا تھا جیسے اس دریافت کے بعد بھی وہ فریدی سے تکڑا جائے گا۔۔۔ فریدی نے ہنس کر کہا۔۔۔ تم صرف جام سرگی نادلیں لکھتے ہو اور میں جاسوس ہوں۔۔۔"

تو پھر میرا کیا بکارا لو گے۔۔۔ تم نے پتہ نہیں کی جکر میں مجھے بچاں لیا ہے۔۔۔ میں لکن لوگوں میں سے کسی کو بھی نہیں جانتا ہا۔۔۔ میں تم سے اپنی عجوں ہر سازہ کو داں لینا چاہتا تھا۔۔۔ لہنام نے میرے خلاف کسی قسم کی سازش کر ڈالی۔۔۔ لیکن تم مجھے گرفتار نہیں کر سکتے اس کے لئے تھیں سیکرٹری برائے امور داخلہ کا اجازت نام حاصل کرنا پڑے گا۔"

"اس اعتراض کے بعد کہ تم ہی پیلار ہو۔۔۔ میں تھیں گرفتار کر سکتا ہوں! بیباں سے میرے خصوصی اختیارات کا دائرہ مکمل شروع ہوتا ہے جس کے خلاف کوئی قدم اٹھانے کے لئے سیکرٹری صاحب کو سدر تملکت سے اجازت حاصل کرنی پڑے گی۔۔۔ سُنکڑا یاں ڈال دو ان سمجھوں کے ہاتھوں میں۔۔۔"

افریقہ کے کرپلے جاتے۔ اب میں تیاقروں۔ ہائے آنٹی۔ ।

مگر اسٹی بیچاری توجہات میں پہنچ گئی تھی۔ قرقیا بچار نے صحیح فریدی والیں آیا۔ اور اس نے سائزہ سے قلندر کے قلبست ٹھکانی کے متعلق پوچھ کر فرد ع کر دی۔ اچھے گفتگو کے انداز سے حمید کو ایسا لگا چیزے تھے قرار ہو گیا ہے!۔ استفسار کرنے پر فریدی نے بتایا کہ قلندر حوالات سے فرار ہو گیا ہے۔ اس خبر پر سائزہ تو فوری طور پر بیوشن ہو گئی تھی اور حمید جلاہٹ میں اپنی بوڑیاں نوچ رہا تھا! قلندر نے دراصل فریدی کی عدم موجودگی میں ایس۔ پی کو دھمکا دی تھیں اور کہا تھا کہ اس کی ملازمت خطرے میں پڑ جاتے گی۔ الگ اس نے اسے حوالات سے نکال کر کی اسلام دہ کرے میں نہ رکھا۔ اس نے اسے وزارت داخلہ کے سینکڑی کے ہکنے سے کے متعلق یاد دہانی کرائی تھی۔ ایس۔ پی نے بھی سوچا تھا کہ مرکزی حکومت سراخسانی والے اپنے طور پر جواب دی کرتے رہیں گے لہذا وہ خود کیروں اپنی پوزیشن خطرے میں ڈالے کیونکہ اسے تو وہ حکتمانہ اپنے ڈی رائی۔ جی کے تو سطح سے ملا تھا۔ قلندر نے اس حد نک اٹھیاں دلایا تھا کہ وہ اسے حوالات سے نکال کر پہنچے گھر لے گیا تھا۔ چہاریک، گھنٹے کے بعد پہنچی تو جل سکا کہ قلندر کہاں غائب ہو گیا!

حمدی قاسم سے اس کی کہانی سن چکا تھا لمبہا اس ڈرامے کا مقصد معلوم کرنے کے لئے پہنچنے تھا۔

”قلندر اور فرمان ترکت میں اسکلانگ کرتے تھے۔ قلندر نے خود کو کسی پر اس امر شغیبت پیدا رکھا تھا۔ اس بڑی کی مشرد عادات کی تھی۔ دونوں اعلیٰ یہاں پر اسکلانگ کرتے رہے۔ قلندر پیدا روکے ہوتے تھے فرمانی یا جاہید کو دہلاتے ہیجرا تھا۔ اچھے سال وہ مشرق وسطی سے پانچ من سو نا ایک بہت بڑے لگیں سلنڈر کی شکل میں ڈھال کر رہے تھے کہ اپنک بھری پولیسی کو اس کی اطلاع مل گئی ان کے اسٹیگیا تھا۔ یہ نیزی کی بنیانی ہوئی نہر کے ذریعے چھیل میں داخل ہوتے اور کسی مخصوص مقام پر وہ سونا پانی میں پھیلک

دیا گیا۔ فرمان اسٹیگر پر موجود تھا! اے صرف اسے اور اس کے خاص ادمیوں کو علم تھا کہ سونا کس جگہ پھیل کیا گیا ہے؟... سونا دہیں بیڑا رہا.... فرمان کی نیت میں فتور آیا۔ اس نے قلندر کو بتایا کہ بد جواہی میں کہیں سونا پھیل کیا تھا وہ جگہ کا تعین نہیں کر سکتا۔ اس پر دنوں گردیوں میں جھکڑا ہو گیا۔ اس فرمان کبھی کبھی بڑی رازداری کے ساتھ سونے کو جھیل سے نکال لینے کی کوشش کرتا رہا ہے۔ قلندر کے آدمی چھپ کر جھیل کی مخلافی کرتے تھے لہذا اکثر لٹکا تو دنما تھا اور نوچی چار کے باشندے ناٹردن کی اوازیں سننے تھے۔ پھر فرمان نے ایک ایکم بھانی اس کے کسی ایجنسٹ نے شناذ اس سے قاسم اور اس کی قوت کا نہ کر کیا تھا!۔ لہذا اسے اخواز کے خوف خوری کی ٹریننگ دی جانے لگی۔ وہ پانی میں پاسانی پانچ من کا ذریں سنبھال کر سلتک سے آتا۔ بیا در داشت والا چکر ہر ہتھیاری تصریحات سیست اس سے چلا یا تھا کہ قاسم الجھ کر رہا جاتے۔ خوف خوری کی مشق کے سلسلے میں اس سے کہا جانا تھا کہ یہ اس کی بیا در داشت والیں لاٹ کے لئے کیا جا رہا ہے۔ اب سائزہ کی شاہزادگی کے متعلق بھی سونا! قلندر کو علم شاکر قاسم کوکس لئے اخواز کیا گیا ہے۔ وہ یہ بھی جانتا تھا کہ ہم اس کی نلاٹ میں نوچی چانٹک آپنے اسے خوف شناذ ہوتی ہوا کہ کہیں ہم اس سونے ہی کی طرف نہ جانکھیں۔ لہذا ہمیں الجھان کے لئے اس نے گزران اسٹیگر کی تھراڑی والا ڈرامہ شروع کر دیا!۔ زبردست قسم کا عیار ہے!.... اس رات سیونٹھ آئی لہذا میں قلندر ہی تھا جو تمہیں لانچ میت سے بجا کام شاہ اور فرمان نے بتایا ہے۔ اُس نے اسی رات قاسم کو اس کے قبضے سے نکال لے جانے کی کوشش کی تھی! لیکن فرمان کے ادمیوں نے اسے ٹھیر بیٹھا تھا!

اب حمید کو بیا در آیا کہ اس آدمی کا لب د ہجھ پچ جانا بچانا ساکیوں جھوس ہوتا رہا تھا!

پھر فریدی نے بتایا کہ فرمان نے سونے کی نشانہ ہی کر دی ہے۔ اور نی احوال قاسم سے زیادہ مناسب آدمی اس کے حصول کے لئے ملنا مشکل ہے۔ لہذا یہ خدمت دہی انجام

رے گا۔ اقسام سب کچھ سن رہا تھا۔۔۔ تڑ سے بولا۔۔۔ جزو رفتال دری غار۔ غرائی
کو چھوڑ دیتے۔۔۔ ہاتے میرا قدر۔۔۔ ادھر میرا تو کام بنا اور ادھر دھڑ سے
مالی سراگر سانی آکو دی۔ ہاتے اب میں تیاقروں سے!

اس کے بعد حمید کو پہلی بار عالم ہرا کہ بلیک فرس میں ایک ایسا آدمی بھی ہے جو بڑی
حد تک فریدی سے مشابہت رکھتا ہے۔ صرف زنگ فریدی کے مقابلے میں کسی قدر دبی
ہوئی ہے!۔

تمام شد